بسم اللہ الرحمن الرحیم

العقائد

مصنفہ

حضرت مولانا آزاد سبحانی

جس میں مسلمان بچوں کے لیے نہایت سہل الحصول طریقے پر فن عقائد کے تمام ضروری مسائل کو پوری تفصیل و تشریح سے بیان کیا ہے

باہتمام

جناب محمد عبد الغفور صاحب مین کانپوری ناظم کریم یتیم خانہ و مدرسہ مجددیہ ہند

مولوی محمد احسن اللہ صاحب احسن مہتمم

حلیم دار التصنیف کانپور نے

ایم پی ہوس لکھنؤ میں چھپواکر شائع کیا

قیمت ۱۲؍ | فروری سنہ ۱۹۲۰ع | تعداد طبع (۱۰۰۰)

صدر دفتر جمعیۃ الدعوۃ الاسلامیۃ

کانپور میں ایک مرکزی انجمن دعوۃ قائم کی گئی جسکا نام جمعیۃ الدعوۃ الاسلامیہ ہے
اس کا مقصد دعوۃ اسلام ہے (اس مقصد میں دعوۃ داخلی و خارجی دونوں شامل ہیں)

سرانجام مقاصد کے لیے طرق عمل یا مقاصد جزئیہ یہ ہیں

(ا) دعوۃ اسلامی کا ایک جامع اور تام دستور العمل تیار کرنا — (ص) قائم شدہ انجمنہائے دعوۃ کی تائید و تقویت
(ب) اس کا دعوتی نقشہ تیار کرنا — (ط) الدعوۃ (دعوتی رسالہ) کا اجرا
(ج) الدعوۃ (دعوۃ فنڈ) قائم کرنا — (ع) مکتبۂ دعوۃ (دعوتی تجارتی کتبخانہ) قائم
(ھ) دارالدعوۃ (عمارت مشن) بنانا — (ف) مذاہب ہندوستان کی علمی تحقیقات کرنا
(ر) حزب الدعاۃ (مشن) قائم کرنا — (ق) دعوۃ عملی کے تمام ضروری اعمال و وسائل کو فراہم کرنا اور انجام دینا
(س) موتمر الدعوۃ (دعوۃ کانفرنس) قائم کرنا

حقیقت مرکزیت کے لحاظ سے اسکی دعوت پوری قوم کو حاوی ہے نظر برین ہندوستان کے تمام خطوں میں ارکان و اعیان قوم کو دعوۃ شرکت دینے کا سلسلہ جاری ہے۔ اور الحمد للہ کہ اکثر جگہ سے صدای لبیک آرہی ہے اب تک مشہورترین اکابر قوم میں ذیل کے اصحاب منظوری شرکت صادر فرما چکے ہیں۔ جناب حاذق الملک حکیم محمد اجمل خان صاحب دہلی۔ جناب ڈاکٹر مختار احمد صاحب انصاری دہلی۔ جناب محمد علی و شوکت علی صاحبان۔ جناب فضل الحق صاحب حسرت موہانی۔ جناب سید جالب صاحب ہمدم اور اکثر مدیرین اخبارات۔ علماء فرنگی محل۔ ناظم انجمن علماء بنگال۔ ناظم انجمن علماء بہار۔ ناظم انجمن علماء متحدہ۔
جمعیۃ کی مقامی مجلس انتظامی قائم ہو چکی ہے۔ صدر و خازن عالیجناب حافظ محمد حلیم صاحب ملک التجار و رئیس اعظم کانپور۔ مفصل دستور العمل بھی مرتب و مطبوع موجود ہے جو بشرط ضرورت مفت بھیجا جا سکتا ہے۔
ان تفصیلات کے بتانے کے بعد التماس اور توقع ہے کہ جناب جمعیۃ مذکورہ کی عضویت یا رکنیت قبول فرما کر ممنونیت کا موقع دینگے۔ خداوند تعالی آپکو اور ہم کو توفیق عمل و اخلاص عطا فرمائے آمین

رسم عضویت عہ سالانہ
رسم رکنیت عـــہ سالانہ

آزاد سبحانی
ناظم ثانی جمعیۃ الدعوۃ الاسلامیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

عرض حال

یہ میری دیرینہ دلی آرزو تھی کہ کاش میں مصنف کی زندگی بسر کرتا اور زبان کی طرح میرا قلم بھی قوم و ملت کے کام آسکتا۔ ہیجان آرزو نے کبھی کبھی کچھ منتشر اوراق یکجا بھی کر دیے اور کبھی کبھی اخبارات و رسائل کے صفحات بھی جولانگاہ قلم رہے۔ باوجود اس کے مصنف کی زندگی میرے حق میں خواب آرزو سے زیادہ نہ تھی۔ اور اب آرزو بھی آرزوے محال کی طرح مٹنا شروع ہوگئی تھی۔ یکایک میری مجمع انقلابات زندگی نے ایک نئے انقلاب کا مقابلہ کیا۔ اور یہ انقلاب آرزوے مردہ کے حق میں آب حیات

بن گیا۔

جامعۂ الٰہیہ جو زندگی کا مدعا تھا چند دن گذرے کہ اس سے میرا رشتۂ تعلق ہمیشہ کے لیے منقطع ہو چکا۔ اس حادثے کے بعد دوسری راہ عمل قائم کرنے پر میں مجبور تھا۔ میری آرزوے دیرینہ کو یہ موقع غنیمت ہاتھ آگیا اور اس کے باوجود کہ ذہن میں احتمالات و تجاویز کی ایک بھیڑ تھی آخر کار تعین کا قرعہ اسی کے نام پڑا۔

شکر ہے کہ اب میں مصنف بھی ہوں جب کہ پہلے صرف خطیب و معلم تھا۔ لیکن اس تغیر صوری سے یہ دھوکا نہ ہونا چاہیے کہ اوضاع و اطوار کے بدلنے سے حقیقت بھی بدل گئی۔ اس مسئلے کے متعلق میرا بیان حافظؒ کی زبان سے سنیے ؎

"تا ز میخانہ و مے نام و نشاں خواہد بود

سرِ ما خاکِ رہِ پیر مغاں خواہد بود

میرا اصلی سودا خدمت دین۔ بہ طریق دعوت دین ہے اور اب تک جو کچھ بھلا یا برا کر سکا ہوں مختلف لباس و وضع میں یہی کیا ہے۔ اگر اس راہ میں بعض مسافر مجھ سے آگے نظر آتے ہیں تو یہ فی الحقیقت مایۂ سودا کا فرق نہیں اطوار ظہور کا فرق ہے ؎

ما و مجنوں ہم سبق بودیم در دیوان عشق
او بہ صحرا رفت و ما در کوچہا رسوا شدیم

جامعۂ آدیہ سے رشتۂ محبت کی بنیاد یہی تھی۔ دورہ و خطابت کے مشغلہ کا موضوع یہی تھا۔ پھر آستانۂ رفعت نشان پر جو مدتوں جبہ سائیاں کیں اس کا راز مضمر بھی اس کے سوا کچھ اور نہ تھا اور اب جو مصنّف کی نئی صورت میں جلوہ گر ہوا ہوں یہ بھی اُسی حقیقت قدیم کی ایک شان نمود ہے۔

چنانچہ اس نئے ظہور میں بھی جمعیۃ الدعوۃ ایک عالمگیر تبلیغی انجمن ساتھ لگی ہوئی ہے جس کا کام روز افزوں ترقی کے سایے میں جاری ہے۔ اس کے علاوہ ذہنا یہ طے شدہ امر ہے کہ انشاء اللہ میری تصنیفات کا موضوع و معنون خصوصیت سے مسئلہ دعوت رہے گا۔ پس یہ نیا مشغلہ بھی پرانے سودے کی تکمیل ہے۔ اگرچہ یہ جمعیۃ الدعوۃ کی طرح خالصًا دینی و تبلیغی مشغلہ نہیں ہے۔ بڑی حد تک ذاتی مشغلہ ہے۔

مختصر یہ کہ میں اب گو بصورت مصنف ہوں۔ مگر بہ حقیقت وہی خادم دین و خادمِ دعوت ہوں۔ لہٰذا حامیان دعوت کو مجھ سے رشتۂ امید نہ توڑنا چاہیے۔ بلکہ بدستور امیدیں قائم رکھنی چاہییں

اور باور کرنا چاہیے کہ میں مصنف کے لباس میں ان شاءاللہ وہ سب کچھ کروں گا جو جامعہ الٰہیہ میں معلّم کے بھیس میں کر رہا تھا یا کرنے کو آمادہ تھا۔

فقیر آزاد سبحانی
ناظم ثانی جمعیۃ الدعوۃ الاسلامیۃ للہند

مقدمہ

تعلیم کو فلاح و ترقی سے جو نسبت ہے وہ ہمیشہ واضح رہی ہے فن تعلیم کا یہ مسئلہ بھی تقریباً طے شدہ ہے کہ اجنبی زبان کے مقابلے میں تعلیم کا بہتر ذریعہ قومی زبان ہے۔ خواہ عام تعلیم ہو خواہ مذہبی تعلیم۔ یہ بھی ظاہر ہے کہ ہندوستان خصوصاً اسلامی ہندوستان کی مشترکہ قومی زبان اردو ہے۔ تمام مقدموں کو ملاؤ تو یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ہندوستان بالخصوص اسلامی ہندوستان کی تعلیم کا بہتر ذریعہ اردو زبان ہے۔ اسی کے ساتھ ایک اور حقیقت پر نظر ڈالو۔
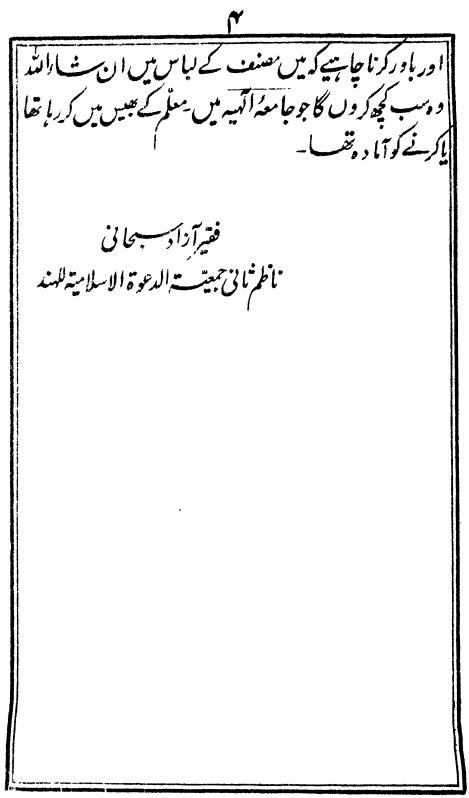
تعلیم و تبلیغ تقریباً مرادف یا توام چیزیں ہیں یہاں تک کہ ذیل کے دونوں قضیے بالکل صحیح ہیں۔ "تعلیم تبلیغ ہے اور تبلیغ تعلیم ہے" بنابریں تعلیم و تبلیغ دونوں کے تمام اصول تقریباً ایک ہی ہونے چاہییں۔ لہذا یہ قیاس بالکل واضح ہے کہ تبلیغ کا بھی بہتر ذریعہ بجائے اجنبی زبانوں کے قومی زبان ہے۔

ساتھ ہی یہ مسئلہ بھی پیش نظر رکھو کہ تبلیغ کے دو طریقے ہیں۔ ایک مستقل طریقہ۔ دوسرا غیر مستقل طریقہ۔ غیر مستقل طریقہ زبانی گفت و شنید کا طریقہ ہے۔ یا اس قسم کے بعض اور ہنگامی طریقے۔ مستقل طریقہ

باقاعدہ تعلیم کا طریقہ ہے۔

ان نئے قضیوں کا نتیجہ یہ ہے کہ تبلیغ کا بہترین طریقہ باقاعدہ تعلیم کا طریقہ ہے۔ پوری تقریر کا ماحصل ذیل کے دو اہم مسئلے ہیں۔

(۱) ہندوستان بالخصوص اسلامی ہندوستان کی تعلیم کا ذریعہ بجائے اجنبی زبانوں کے اردو زبان ہے۔

(۲) ہندوستان میں تبلیغ کا کام کرنا ہے تو چونکہ تبلیغ کے پہلے مخاطب یہاں کے خود مسلمان ہیں، اس لیے کام کا سب سے پہلا قدم یہ ہے کہ اردو زبان میں مسلمانوں کے لیے باقاعدہ دینی تعلیم کا انتظام کیا جائے۔

یہیں سے قابل غور سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اردو زبان اپنے اندر تعلیم کا ضروری ذخیرہ رکھتی بھی ہے یا نہیں۔ میرا تعلق خاطر چونکہ زیادہ تر مسئلۂ تبلیغ سے ہے۔ اس لیے میں اپنی رائے زنی کو اسی حصے تک محدود رکھنا چاہتا ہوں جو براہ راست صیغۂ تبلیغ سے متعلق ہے۔ یعنی ذخیرۂ تعلیمی کا دینی حصہ۔

میری صاف رائے یہ ہے کہ اردو زبان بے شمار کتب دینیہ رکھنے کے باوجود صحیح معنوں میں دینی نصاب تعلیم سے آج تک محروم ہے۔ یہی حال عام حصۂ تعلیمی کا ہے۔ اس کا خاص سبب یہ

کہ اردو زبان کے ذریعۂ تعلیم ہونے کا مسئلہ اب تک طے شدہ نہ تھا اس لیے گو متفرق طور پر اکثر اچھی کتابیں بھی اردو میں لکھی گئیں لیکن ان میں شاید چند ہی کتابیں ایسی نکلیں گی جن کی علت غائی نصابِ تعلیم ہے۔

یہ صورت حال اس ضرورت کو پیدا کرتی ہے کہ بیچاری تہی مایہ اردو کے لیے عام نصاب تعلیم بالخصوص دینی نصاب تعلیم کا ضروری سرمایہ مہیا کیا جائے اور یہی وطن و مذہب کی سب سے پہلی خدمت ہے۔

میری تصنیفی زندگی کی ایک بڑی غرض اس ضرورت کی تکمیل ہے۔ زیر بحث کتاب۔ اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے اور غالباً اس کے پیچھے مسلسل دوسری کڑیاں بھی آتی رہیں اور ایک دن وہ آئے جب کہ پورا سلسلہ نقدِ وقت ہو۔

پیش نظر سلسلہ کا ذہنی خاکہ اور اس میں زیر بحث کتاب کی جگہ حسب ذیل ہے:۔

سلسلے کا نام "سلسلۂ تصنیفات شعبۂ دعوت اسلامیہ" ہے سلسلے کی پہلی تقسیم فنون (صرف دینیات کے فنون) میں ہے۔ ذیل کے فنون اجزائے سلسلہ ہیں (۱) عقائد (۲) تفسیر (۳) حدیث (۴) سیرت

(۵) تصوف - عقائد میں اس کی دونوں شاخیں (فقہ) وکلام داخل ہیں - ان میں سے ہر ہر فن پر ایک ایک کتاب ہوگی ہر کتاب تین جلدوں میں بٹے گی - پہلی جلد ابتدائی درجے کے لیے دوسری درمیانی درجے کے لیے - تیسری انتہائی درجے کے لیے تینوں جلدوں میں نوعیت کے لحاظ سے یہ فرق ہوگا - پہلی جلد میں فن کے سادہ مسائل ہوں گے مسائل کی شرح و دلیل سے کچھ تعرض نہ ہوگا -

دوسری جلد میں مسائل کی شرح و دلیل سے بحث ہوگی - تیسری جلد میں مسائلِ فن کا مقابلہ وموازنہ ہوگا - مذاہب غیر کے اسی فن کے مسائل کے ساتھ -

ضخامت کے اندیشے سے یہ بھی ممکن ہے کہ بعض جلدیں کئی حصوں میں بانٹ دی جائیں - آغاز کار کے لیے یہ فن "عقائد" تجویز کیا گیا چنانچہ زیر تصنیف کتاب اسی فن میں ہے -

علم و فن کی مبصرانہ تعلیم اس کی محتاج ہوتی ہے کہ شروع میں اس کی حیثیت وضرورت پر روشنی ڈال دی جائے - اس اصول کے مطابق فن عقائد کی حیثیت، وضرورت کا مسئلہ بھی شروع ہی میں قابل توجہ ہے - فن عقائد کی حیثیت وضرورت کا مسئلہ اتنا صاف ہے کہ اس پر کسی طویل بیان کی حاجت نہیں ہے - کھلی ہوئی بات ہے کہ

عقائد۔ دین کے اجزاو اصول ہیں۔ پس عقائد کی حیثیت بعینہ وہی ہے
جو خود دین کی حیثیت ہے اسی طرح ان کی ضرورت بجنسہ وہی ہے
جو خود دین کی ضرورت ہے۔ پس علم عقائد جو عقائد سے بحث کرتا ہے
اس کی حیثیت و ضرورت بعینہ علم دین کی حیثیت و ضرورت ہے۔
علم دین کی حیثیت و ضرورت کس پر روشن نہیں ہے۔ کون نہیں جانتا
کہ علم دین ضروریات انسانی کا منتہا اور علوم و اعمال بشری کا میر قافلہ ہے
فن عقائد کی عظمت کے اندازے کا ایک اور طریقہ بھی ہے۔ دنیا
کے دوسرے فنون کی طرح ائمۂ دین نے فن عقائد پر بھی ہمیشہ خاص توجہ
مبذول رکھی ہے۔ اس کا ثبوت عربی زبان کی وہ سیکڑوں کتابیں
ہیں جو اس فن پر ائمۂ دین کی توجہ کی آج تک یادگار ہیں۔ جن میں سے
متعدد کتابیں عربی نصاب تعلیم میں داخل ہیں اور متعدد مطالعہ و تحقیق کی
نظر سے متداول ہیں۔

اس فن پر توجہ فرمانے والے ائمۂ دین میں امام اعظم رح اور امام
غزالی رح بھی ہیں جن کے نام کی فقط نسبت اسلامی دنیا میں ایک کام
کے جواز و استحسان کے لیے کافی سند ہے۔

اس سلسلے میں ایک خلش کا دفعیہ بھی ضرور ہے۔ خلش یہ ہو سکتی
ہے کہ عقائد جاننے کی ضرورت مسلّم۔ لیکن اس کے لیے علحدہ فن اور

کتابوں کی کیا ضرورت۔ کیا عقائد بتانے کو قرآن وحدیث ناکافی ہیں۔

سرسری دفعیہ تو یہ ہے کہ کیا اس نکتۂ خاص سے امام اعظمؒ وامام غزالیؒ ناواقف تھے کہ فن عقائد کی علٰحدہ تدوین اور اس پر علٰحدہ تصنیفات کرکے دین میں ایک بدعت سیئہ کی بنا ڈال گئے۔

محققانہ جواب یہ ہے کہ یہ عین ایمان کہ قرآن وحدیث ہی عقائدِ دین کے علمی خزانے ہیں۔ یہ بھی مسلم کہ سرمایۂ عقائد کے متلاشی کو اِن آسمانی خزانوں کو چھوڑ کر کسی اور خزانے کی طرف رخ کرنا قطعاً ناجائز۔ لیکن قابل غور یہ امر ہے کہ ہر کس وناکس ان خزانوں سے تلاشِ عقائد کا اہل بھی ہے یا نہیں۔ پھر عقائد کے علم عام کا اس کے سوا اور کیا طریقہ ہو سکتا ہے کہ جو لوگ تلاش عقائد کے اہل ہیں وہ قرآن وحدیث سے عقائد کی تلاش کریں اور اُن لوگوں کے لیے جو اس کے اہل نہیں ہیں تلاش شدہ عقائد کو علٰحدہ کتابوں میں جمع کر دیں جس کا لازمی مفہوم ونتیجہ فنِ عقائد کی علٰحدہ تدوین ہے۔ اسی ناگزیر طریقے کی ایک نظیر علم فقہ ہے۔

اب اصل کتاب کے متعلق کچھ کہنا ہے۔

"العقائد" کی اصلی غایت، اردو میں فن عقائد پر ایک تعلیمی کتاب مہیا کرنا ہے۔ ہر علم و فن کی تعلیم دماغی نشو و نما کے مدارج کے لحاظ سے کئی درجے میں منقسم ہوتی ہے۔ فن عقائد کی تعلیم کا بھی یہی حال ہے۔ اس بنا پر جیسا کہ اشارہ کیا جا چکا ہے "العقائد" کو تین جلدوں میں بانٹنا پڑا۔ پہلی جلد، سادہ عقائد میں۔ دوسری جلد عقائد کی شرح و دلیل میں۔ تیسری جلد عقائد اسلام اور عقائد مذاہب غیر کے موازنے اور مقابلے میں۔

"العقائد" کے متعلق یہ دعوے نہیں ہے کہ وہ اردو میں بالکل نئی چیز ہے۔ البتہ یہ دعوے ہے کہ "العقائد" اردو میں فن عقائد پر پہلی مکمل تعلیمی کتاب ہے۔ اردو میں عقائد پر بے شک اب تک متعدد کتابیں لکھی جا چکی ہیں، مگر ان میں سے ایک بھی مکمل تعلیمی کتاب ہونے کی مدعی نہیں ہو سکتی۔ بعض کتابیں تعلیمی حیثیت کے ایک پہلو سے ناقص ہیں۔ بعض دوسرے پہلو سے۔ مثلاً بعض کتابیں ایک حد تک سادہ عقائد کی جامع ہیں۔ اور یہ حیثیت اُن کو، تعلیم عقائد کے ابتدائی درجے کے قابل بناتی ہے۔ مگر ان میں اوپر کے دو درجوں کی تعلیم عقائد کا سرمایہ نہیں ہے۔ نہ عقائد کی شرح و دلیل ہے۔ نہ بین العقائد موازنہ و مقابلہ ہے۔ درحالیکہ دونوں چیزیں نئے عہد کی ناگزیر ضرورتیں ہیں۔ جن کے

بغیر فن عقائد کی تعلیم بہتوں کے لیے بے سروپا کہانیاں یا یک طرفہ
تجویزیں ہیں۔ اس کے علاوہ انکی مسلمہ حیثیت بھی مکمل نہیں ہے ان میں
عقیدہ شماری کی خدمت، ایک حد تک ضرور انجام دی گئی ہے مگر
دو کمیوں کے ساتھ، ایک یہ کہ عقائد کے احاطۂ تامہ کی پرواہیں کی
گئی ہے۔ چنانچہ بہت سے اصولی عقیدے تذکرے سے چھوٹ گئے
ہیں۔ دوسرے یہ کہ بیان عقائد میں علمی تقسیم و ترتیب سے کام نہیں
لیا گیا۔ جس سے عقائد کی ہیئت، بے قرینہ بکھرے ہوئے موتیوں
کی سی ہوگئی ہے۔ حسن و خوبی کے فقدان کے علاوہ اس
بے ترتیبی کا اثر یہ بھی ہے کہ عقائد میں باہمی فرق نوعیت کی بصیرت
دشوار ہوگئی ہے۔

بعض دوسری کتابیں عقائد کے فلسفیانہ رنگ میں ہیں اور
اس لیے تعلیم عقائد کے انتہائی درجے کے کام آسکتی ہیں۔ مگر وہ نیچے
کے دو درجوں کے کام کی نہیں ہیں، نہ ان میں جمع عقائد ہے نہ موازنہ
بین العقائد۔ مختصر یہ کہ جہاں تک میرا علم ہے اردو کا ذخیرہ عقائد
کی مکمل تعلیمی کتابوں سے بالکل خالی ہے۔ اس جرح آمیز بحث کا منشا فخر
و تعلّی نہ سمجھا جائے۔ اصل مقصد صرف صاف لہجے میں حقیقت کا اظہار
اور ضرورت کا احساس کرانا ہے۔ ساتھ ہی یہ غرض اور کوشش بھی

ہے کہ "العقائد" اصلی خط و خال میں پہچانی جائے اور عزت و قدر
میں اس کا جو واقعی حصہ ہے، وہ اس کو نصیب ہو۔

اس موقع پر ایک ممکن الوقوع شک کی طرف بھی توجہ مناسب
ہوگی شک یہ ہے کہ قومی زبان میں فلسفیانہ و مناظرانہ طرز کی
کتب عقائد ایسا نہ ہو کہ سامان گمرہی میں اضافہ کردیں اور نفع کے
بجائے الٹا نقصان ہو۔ مقلدانہ جواب تو یہ ہے کہ اگر یہ کوئی غلطی ہے
تو اس غلطی کا ارتکاب اس سے پہلے عربی زبان میں مسلم ائمہ دین
کی طرف سے ہو چکا ہے اور جو صدیوں سے تقدس و عظمت کے
لباس میں ہمارے دینی "اب تعلیم میں جلوہ افروز ہے پس اس
غلطی کا اگر ہم اعادہ کرتے ہیں تو یہ سلف ائمہ اسلام کی پیروی ہے اور
بس۔ حقیقی جواب یہ ہے کہ علاج سے بایں خیال گریز ہے کہ مرض ابھی
پیدا ہی نہیں ہوا اور بلا مرض علاج غیر ضروری ہونے کے ساتھ ہی
محتمل ضرر ہے، اگر یہ خیال صحیح ہے تو گریز بھی صحیح ہے مگر واقعہ یہ ہے
کہ یہ خیال صحیح نہیں ہے۔ مرض پیدا ہوئے مدت ہو چکی۔ پس اس
وقت علاج قبل از وقت نہیں بلکہ عین بر وقت ہے اور اب علاج
سے گریز خودکشی ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ اردو زبان عرصے سے کفر و الحاد کا ذخیرہ

اپنے اندر سمیٹ رہی ہے۔ اور چند دن سے اس عمل کی رفتار زیادہ تیز ہوگئی ہے۔ کون کہ سکتا ہے کہ یہ زہریلا ذخیرہ استعمال میں نہیں آتا یا استعمال کے باوجود وہ اپنا اثر نہیں کرتا۔ یقیناً استعمال بھی ہے اور اثر بھی ہے۔ اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ اردو میں عرصے سے مغربی علوم کا ترجمہ جاری ہے جس کی رفتار میں دکن کے دار الترجمہ نے خاصی تیزی و باقاعدگی پیدا کر دی ہے۔ علوم کے علاوہ مغربی خیالات کے نقل و انتقال کا سلسلہ بھی مدت سے قائم ہے جو الحاد و زندقہ کے انبار کے انبار اردو کے نذر کرتا چلا جا رہا ہے۔ خلاف اسلام مذہبی ذخیرہ بھی اردو میں برابر ترقی پذیر ہے جس کے دو زبردست عامل، عیسائیت و آریت ہیں۔

یہ بھی مخفی نہیں ہے کہ مسلمانوں کی اردو خواں جماعت، ان مسموم ذخیروں کو چھونے سے کبھی جھجکی نہیں نہ آیندہ کے لیے اس کی کوئی ضمانت ہے۔ یہ بھی ظاہر ہے کہ ان زہریلے ذخائر نے بھی اپنا اثر ضرور کیا۔ یہ ناقابل انکار واقعہ ہے کہ مسلمانوں کی ایک بڑی خواندہ جماعت کا شک و الحاد انھیں مسموم ذخائر کا ممنون اثر ہے۔

الغرض مرض کا پیدا ہو چکنا ثابت ہے۔ بس اب علاج ڈرنے کی چیز نہیں رہی۔ ڈھونڈھنے کی چیز ہو گئی ہے۔ لہذا اردو میں فلسفیانہ

ومناظرانہ کتب عقائد بشرطیکہ صحیح و مناسب ہوں۔ اب زہر نہیں رہیں، تریاق ہوگئی ہیں۔ پس "العقائد" کا سلسلہ جو شک و الحاد کے زہر کا بہترین تریاق ہے ایک ضروری اور بے ضرر ایجاد ہے۔ اور اس کا صحیح مستحق ہے کہ صف قبول میں اس کو ممتاز جگہ دی جائے۔

سلسلۂ "العقائد" کا مقصود اول اگرچہ یتیم خانہ ھٰذا کا نصاب تعلیم ہے۔ لیکن اس کا نفع اسی تک محدود نہیں ہے۔ عام اسلامی نصاب تعلیم بھی اس کا بجا حصہ دار ہے۔ لہٰذا امید ہے کہ قوم کا پورا اردو دائرۂ تعلیم سلسلۂ "العقائد" کی طرف رخ کرے گا۔ اور جہاں جہاں اردو نصاب تعلیم جاری ہے سلسلۂ "العقائد کو وہاں جگہ دی جائے گی"

دستور ہے کہ کتاب پڑھنے والوں کی بصیرۃ کے لیے کتاب کے فوائد بتائے جاتے ہیں۔ اس دستور کی پیروی "العقائد" میں بھی مدنظر ہے۔

"العقائد" اپنے اندر فوائد کی ایک فہرست رکھتی ہے جو حسب ذیل ہے۔

(الف) اردو زبان میں عقائد اسلامی کا ایک مرتب و مکمل مجموعہ تیار ہو جائے گا۔ جس کے نہونے سے غیر عربی داں مسلمانوں کا علم عقائد، عموماً ناکافی ہوتا ہے۔

(ب) اردو زبان میں عقائد اسلامی کے ضروری دلائل کا ایک مرتب و مکمل ذخیرہ مہیّا ہو جائے گا جس کے نہونے سے مذہبی جنگ کے اس پر شور دور میں غیر عربی داں مسلمان، حمایت اسلام کے کارگر اسلحہ سے عموماً خالی ہیں۔ اور اس کے نتائج مخفی نہیں ہیں۔

(ج) مسلمان بچوں کے لیے اردو زبان میں "عقائد" پر کوئی جامع درسی کتاب، موجود نہیں ہے جو اردو نصاب تعلیم کا صحیح جزو بن سکے، اس کمی کا نقصان، مدت العمر ان کے مبلغ علم پر مسلط رہتا ہے بشرطیکہ عربی تعلیم نے اس کی تلافی نہ کردی ہو۔

(د) ہندوستان کی غیر مسلم قومیں جن کا اسلامی عقائد کے لیے ذریعۂ علم، صرف اردو زبان ہے، اسلامی عقائد کا ذخیرہ اردو زبان میں ڈھونڈتی ہیں اور نہیں پاتیں جو اشاعت اسلام کے موانع میں سے ایک خاص مانع ہے "العقائد" اس مانع کو دور کرے گا۔

(ہ) - مسلمانوں اور غیر قوموں میں جو آئے دن مناظرے رہتے ہیں ان میں پہلی یہ بے اصولی واقع ہوتی ہے کہ چونکہ فریقین کے عقائد کا کوئی مکمل مجموعہ موجود نہیں ہوتا جس کا یہ فائدہ ہو کہ اثناء بحث میں جب کسی فریق کے مذہب کی طرف دوسرے فریق کو انتساب عقیدہ کی ضرورت پیش آئے تو اس کو فریق مقابل کے مذہب کے متعلق ایک

مصرح و مکمل دستاویز عقائد موجود ہونے کا اطمینان ہو۔ اس لیے انتساب عقیدہ کی صورت میں اکثر ابلہانہ و سوقیانہ مجادلہ شروع ہو جاتا ہے اور علمی بحث اندھوں کی لڑائی بن کر بمزگی کے ساتھ ختم ہو جاتی ہے "العقائد" اس نقص کو رفع کرے گا، اور مناظرے کی شان کو موجودہ سطح سے بلند بنا دے گا۔

(و) اردو زبان اب تک باضابطہ علم تقابل الادیان سے خالی ہے خصوصاً اس حصے سے جو اسلام کی حمایت میں ہو۔ درحالیکہ علم "تقابل الادیان" جدید علم عقائد کا ضروری ضمیمہ ہے۔

(ز) غیر مذاہب کے بچے اور عوام اپنے عقائد سے آگاہ اور عقائد اسلامی پر اعتراضات کے لیے تیار ملتے ہیں۔ اس کے برعکس مسلمانوں کا عام طبقہ غیر کے عقائد پر اعتراضات تو در کنار۔ اپنے عقائد کی بھی خبر نہیں رکھتا۔ اس فرق کا نتیجہ یہ ہے کہ غیر کے عوام اسلام کے خلاف جو کچھ کر سکتے ہیں۔ ہمارے عوام اس کے جواب میں کچھ نہیں کر سکتے "العقائد" مسلم عوام کو تیار کر دے گا۔

(ح) اردو زبان میں اسلامی عقائد کا کوئی مکمل و مستند مجموعہ نہ ہونے کے باعث غیروں کو اسلام پر نکتہ چینی میں سیکڑوں مغالطے پیش آتے ہیں اور بعض اوقات قصداً مغالطہ دینے کے بھی مواقع

نکل آتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اسلام کے متعلق عام گمرہی وکجروی بڑھتی جاتی ہے اور اس لیے مذہبی بحث وتحقیق کا مسئلہ اسلام کے لیے عملاً مضر بن گیا ہے۔ ممکن ہے کہ غیر مذاہب کے ساتھ بھی سلوک مسلمانوں کی طرف سے ہوتا ہو۔ اس وجہ سے کہ اردو زبان غیر مذاہب کے مکمل عقائد ناموں سے اسی طرح خالی ہے جس طرح اسلام کے عقائد نامہ" سے "العقائد" اسلام کے متعلق اس عام گمرہی کا سد باب کردیگا۔ بعد کو ممکن ہے غیر مذاہب کے متعلق بھی اس قسم کی حد بندی کا اہتمام ہو سکے۔

ان میں سے ہر فائدہ بجائے خود ایک ایسی اہم مستقل ضرورت ہے کہ اگر تنہا اسی پر نظر کی جائے جب بھی "العقائد" کی ضرورت مسلم ٹھریگی، نہ کہ جب پوری فہرست فوائد پیش نظر ہو۔

"العقائد" کے اجزاو ترتیب کا نقشہ بالترتیب دفعات کی صورت میں حسب ذیل ہے:۔

جیسا کہ پیشتر کہا گیا ہے "العقائد" تین جلدوں میں منقسم ہے۔ جو کتاب ہاتھ میں ہے یہ "العقائد کی پہلی جلد ہے، اس کی نوعیت بلا شرح ودلیل اور بغیر موازنہ عقائد کا جمع کردینا ہے۔

نقشہ "العقائد"

(الف) عرض حال۔

(ب) مقدمہ۔

(ج) کتاب کی جامع فہرست

(د) کلیات عقائد کی جامع فہرست جس کی بنا عقائد کی منطقی جامع تقسیم پر ہے حاشیے میں کلیات عقائد کی مختصر تعریفات کا ضمیمہ بھی ساتھ ساتھ ہے۔

(ہ) دیباچہ جس میں متعلم لڑکوں سے تمہیدی خطاب اور عقیدے کی ماہیت کا بیان ہے۔

(و) عقائد۔

(ز) خاتمہ۔

(ح) فرہنگ اصطلاحات۔

"العقائد" کی کچھ خصوصیات بھی ہیں جو حسب ذیل ہیں۔

(الف) بڑی خصوصیت یہ ہے کہ "العقائد" میں عقائد نظری کے ساتھ عقائد عملی کا حصہ بھی منضم کر دیا گیا ہے جو فقہ کہلاتا ہے، یہ عام رواج کے خلاف ہے۔ عام رواج عقائد کی کتابوں کو فقہ سے خالی رکھنے کا ہے جس کی بنا غالباً یہ ہے کہ فقہ کا حصہ مع جزئیات اتنا طویل ہے کہ وہ مستقل

تذکرے کو چاہتا ہے اور کچھ شک نہیں کہ اسی حقیقت نے فقہ کو عقائد سے الگ کر کے اُس کو مستقل فن کی حیثیت بخش دی حالانکہ فقہ عقائد کا جزو ہے اس جائز تصرف پر اس کے عاملین کو طعنہ نہیں دیا جا سکتا۔ تاہم کہنے کی گنجائش ہے کہ اس تصرف کے بغیر بھی مقصد پورا ہو سکتا تھا یعنی عقائد کی کتابوں کو ناگوار طوالت سے بچانا، آسان صورت یہ تھی کہ فقہ کو کلیات و جزئیات کے دو حصوں میں بانٹ دیا جاتا۔ جزئیات کا حصّہ علیحدہ کر لیا جاتا کہ ناگوار طوالت کا ذمہ دار وہی ہے۔ اور کلیات کا حصہ عقائد میں شامل رکھا جاتا، اس صورت میں فن عقائد تدوین کے اس نقص سے بھی محفوظ رہتا جو جزو کو کل سے یکقلم منقطع کر دینے کا نتیجہ ہے۔

"العقائد" کی ہیئت ترکیبی نے اس جدت کو روا رکھ کر کہ فقہ عقائد میں شامل رکھی جائے، اس متداول نقص کا ازالہ کر دیا ہے۔ ساتھ ہی فقہ کے الحاق کو حصۂ کلیات تک محدود رکھ کر "العقائد" کو اس ناگوار طوالت سے بھی بچا لیا ہے جس کا عام رواج میں بہت لحاظ رکھا گیا ہے۔

(ب) دوسری نادر خصوصیت۔ عقائد کی فہرست جامع ہے جو ایک اصولی تقسیم میں فقہ و کلام کے تمام مسائل کو منضبط کر دیتی ہے۔

(ج) فرہنگ اصطلاحات کی جو متعلمین اور کم استعداد قارئین کو کتاب سمجھنے میں سہولت بخشے گا۔

(د) خود مقدمہ جو فن و کتاب کے متعلق بہت سی بصیرتیں اپنے ساتھ رکھتا ہے
عقائد کی جمع و شرح میں دو اصول سختی سے ملحوظ رکھے گئے ہیں۔
(الف) مختلف فیہ عقائد نظری سے سکوت۔
(ب) عقائد نظری کی تعیین حقیقت میں جمہوریت اسلام کی پیروی
اور مسالک شاذ سے پرہیز۔
اصول دوم کی اصلی علت یہ ہے کہ مصنف عقیدتاً جمہوا اسلام کا پیرو ہے
اصول دویم کا التزام فرق شاذہ کو ناگوار گذرنا ممکن ہے۔ لیکن
ذوق صحیح یہ فتوی کسی حالت میں نہیں دے سکتا کہ ایک مفید عام کتاب
اتنی سی ناموافقت پر مطالعہ کی میز پر آنے سے روک دی جائے۔
اسی سلسلے میں حصۂ عملیات کے متعلق ایک اصول قابل تذکرہ ہے
وہ یہ کہ عقائد عملی کے معیار انتخاب کے لیے مذاہب اربعہ میں سے حنفیت
چن لی گئی ہے۔ کیونکہ مصنف حنفی ہے اور ہندوستان بھی حنفی ہے۔
کتاب کی ماخذ اور عندالتصنیف پیش نظر کتابیں، قرآن و حدیث کے
علاوہ حسب ذیل ہیں۔ فقہ اکبر مع شرح ملا علی قاری، اقتصاد امام غزالی،
اساس التقدیس امام رازی۔ کشف الادلہ ابن رشد۔ الابانہ امام ابوالحسن
اشعری، رسالۂ التوحید مفتی عبدہ مصری۔ رسالہ حمیدیہ ملا حسین طرابلسی،
ہدایہ کامل، دقائق الاخبار، مشکوۃ الانوار، احیاء العلوم، شرح عقائد نسفی، خیالی،

مقدمے کا روئے سخن زیادہ تر کتاب کے اصلی مخاطبین (متعلمین) کی طرف نہیں ہے۔ بلکہ قارئین خاص کی طرف۔ لہذا مسائل مقدمہ کے بیان میں صرف ضرورت پر نظر کی گئی۔ متعلمین کی فہم و استعداد کی رعایت نہیں کی گئی۔

مقدمہ، قوم سے التماس ذیل پر ختم کیا جاتا ہے۔

تکمیل کتاب میں میں نے اپنا ایک "فرض ادا کر دیا ہے۔ جو حال سے متعلق تھا۔ وہ کیا تھا۔ محنت۔ دوسرا فرض جو مستقبل کا فرض ہے اس کے ادا کرنے کو تیار ہوں۔ وہ کیا ہے؟ دیانت یعنی کتاب کی تصحیح و اصلاح کے لیے خود کو ہمیشہ آمادہ رکھوں۔ چنانچہ اس امر کا اعلان کرتا ہوں کہ "العقائد" کی کسی غلطی پر جب کبھی اطلاع ہو گی خواہ از خود ہو خواہ دوسروں کی تنبیہ پر ہو اس غلطی کا علانیہ اعتراف کروں گا اور "العقائد" کی تصحیح کر دوں گا۔

بہر حال مصنف اپنے فرائض سے سبک دوش ہے آیندہ قوم کو اپنے فرض سے سبک دوش ہونا چاہیے۔ قوم کا فرض کیا ہے؟ یہ کہ کتاب کے متعلق توجہ و فراخ دلی کام میں لائے۔

خاتمہ پر ذات ایزدی سے دعا ہے کہ اس عاجز کو صراط مستقیم پر قائم رکھے۔ اور اس دشوار مہم علمی میں کامیاب فرمائے آمین عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمُ۔

فہرست کتاب

فہرست عقائد (کلّیہ)

عقائد

مادّیات

۱ علویات ۲ سفلیات

عملیات

۱ مباحیات ۲ محرّمات

مباحیات

۱ انفعالیات ۲ اعیانیات

انفعالیات

۱ عبادیّات ۲ معاملیات

عبادیّات

۱ فرائضیات ۲ نافلیات

فرائضیات

۱ مقصودیات ۲ تمہیدیات

مقصودیات

۱ انفرادیات ۲ اجتماعیات

تمہیدیات

۱ انفرادیات ۲ اجتماعیات

نافلیات

۱ مقصودیات ۲ تمہیدیات

۱	کلیّات	...... وہ عقائد جو دین کے لیے اصول ہیں جن کا ترک و انکار بلاواسطہ کل دین کا ترک و انکار ہے۔
۲	جزئیات	...... وہ عقائد جو دین کے لیے فروع ہیں جن کا ترک و انکار بلاواسطہ صرف چند مسائل کا ترک و انکار ہے گو بالواسطہ کل دین کا ترک و انکار لازم ہو۔
۳	نظریات	...... وہ عقائد جن کا تعلق صرف علم و اقرار سے ہے عمل سے نہیں ہے۔
۴	عملیات	...... وہ عقائد جن کا تعلق عمل سے ہے ---

مقصودیات

۱ انفرادیات ۲ اجتماعیات

تمہیدیات

۱ انفرادیات ۲ اجتماعیات

معاملتیات

۱ فرائضیات ۲ نافلیات

فرائضیات

۱ مقصودیات ۲ تمہیدیات

مقصودیات

۱ انفرادیات ۲ اجتماعیات

تمہیدیات

۱ انفرادیات ۲ اجتماعیات

نافلیات

۱ مقصودیات ۲ تمہیدیات

مقصودیات

۱ انفرادیات ۲ اجتماعیات

تمہیدیات

۱ انفرادیات ۲ اجتماعیات

اعیانیات

محرّمیات

۵	الٰہیات	وہ عقائد جو اللہ جل شانہ کی ذات وصفات سے متعلق ہیں۔
۶	کونیات	وہ عقائد جو کون (خلق) سے متعلق ہیں
۷	مجردیات	وہ عقائد جو مجردات (غیر مادی چیزوں) سے متعلق ہیں۔
۸	مادّیات	وہ عقائد جو مادّہ اور مادّی چیزوں سے متعلق ہیں۔
۹	اولویات	وہ عقائد جن کا تعلق نشأۃ اولیٰ (دنیا) سے ہے
۱۰	اُخرویات	وہ عقائد جن کا تعلق نشأۃ اُخریٰ (آخرت) سے ہے

بھی غور کیا؟ غالباً نہیں۔ بچپن کا زمانہ اس کام کے لیے موضوع ہی نہیں ہے اور اسی لیے تم اس غور سے بے پروا رہنے کے قصور وار بھی نہیں۔ مگر تم کو دو باتیں یہاں جان لینی ہیں۔ ایک یہ کہ غور بجائے خود حد درجہ ضروری ہے۔ ضرورت کا زمانہ خواہ کوئی ہو۔ دوسرے یہ کہ تمہاری اس بے پروائی کی حد جائز، صرف بچپن تک ہے۔ بچپن جہاں گذرا اور عقل و تمیز والی جوانی آپہونچی۔ ضروریات سے جائز بے پروائی کا خاتمہ ہو چکا۔ اور فکرو پروا کی بندشوں نے انسان کو چاروں طرف سے جکڑ لیا۔

غرضاً اس وقت تمہاری بے پروائی بے ضرر سہی لیکن بچپن کے بعد یقیناً باضرر ہے ایسا نہو کہ اس وقت کی بے پروائی کا سلسلہ بڑھتے بڑھتے جوانی تک پہونچ جائے اور اُس وقت کی بے پروائی تمہاری شامتِ تقدیر بن جائے

۱۶	اعیانیات	وہ عقائد جن کا تعلق اعیان (ذاتیا) سے ہے۔	
۱۷	عبادیات	وہ عقائد جن کا تعلق عبادات سے ہے	
۱۸	معاملیات	وہ عقائد جن کا تعلق معاملات سے ہے۔	
۱۹	فرضیات	وہ عقائد جن کا تعلق فرض امور سے ہے۔	
۲۰	نافلیات	وہ عقائد جن کا تعلق نفل امور سے ہے۔	
۲۱	مقصودیات	وہ عقائد جن کا تعلق امور مقصودہ سے ہے۔	
۲۲	تمہیدیات	وہ عقائد جن کا تعلق امور تمہیدیہ سے ہے۔	

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیباچہ

لڑکوں سے تمہیدی خطاب

عقیدہ کی ماہیت

لڑکو! تم نے بڑوں کی گفتگو میں عقیدے کا لفظ کبھی نہ کبھی سنا ہوگا۔ کیونکہ بڑے اپنی گفتگو میں کبھی کبھی اس لفظ کا استعمال کرتے ہیں مثلاً کہتے ہیں: "بھئی فلاں اچھے عقیدے کا آدمی ہے" "میرے عقیدے اتنے مضبوط ہیں کہ انشاء اللہ ہل نہیں سکتے" "اللہ اسی عقیدے پر مارے جلائے" اچھا اگر یہ لفظ کانوں میں پڑا ہے تو یہ بتاؤ کہ تم نے کبھی اس کے مفہوم پر

وہ عقائد جن کا تعلق عالم علوی کی چیزوں سے ہے۔	علویات	۱۱	
وہ عقائد جن کا تعلق عالم سفلی کی چیزوں سے ہے۔	سفلیات	۱۲	
وہ عقائد جن کا تعلق مباح امور سے ہے۔	مباحیات	۱۳	
وہ عقائد جن کا تعلق حرام امور سے ہے۔	محرمیات	۱۴	
وہ عقائد جن کا تعلق (افعال) سے ہے۔	افعالیات	۱۵	

بھی غور کیا؟ غالباً نہیں۔ بچپن کا زمانہ اس کام کے لیے موضوع ہی نہیں ہے اور اسی لیے تم اس غور سے بے پروا رہنے کے قصور وار بھی نہیں مگر تم کو دو باتیں یہاں جان لینی ہیں۔ ایک یہ کہ غور بجائے خود حد درجہ ضروری ہے۔ ضرورت کا زمانہ خواہ کوئی ہو۔ دوسرے یہ کہ تمھاری اس بے پروائی کی حد جائز، صرف بچپن تک ہے۔ بچپن جہاں گذرا اور عقل و تمیز والی جوانی آپہونچی۔ ضروریات سے جائز بے پروائی کا خاتمہ ہو چکا۔ اور فکر و پروا کی بندشوں نے انسان کو چاروں طرف سے جکڑ لیا۔

غرض اس وقت تمھاری بے پروائی بے ضرر سہی لیکن بچپن کے بعد یقیناً باضرر ہے ایسا نہو کہ اس وقت کی بے پروائی کا سلسلہ بڑھتے بڑھتے جوانی تک پہونچ جائے اور اُس وقت کی بے پروائی تمھاری شامت تقدیر بن جائے

۱۶	اعیانیات	وہ عقائد جن کا تعلق اعیان (اشیا) سے ہے۔	
۱۷	عبادیات	وہ عقائد جن کا تعلق عبادات سے ہے	
۱۸	معاملیات	وہ عقائد جن کا تعلق معاملات سے ہے۔	
۱۹	فرضیات	وہ عقائد جن کا تعلق فرض امور سے ہے۔	
۲۰	نافلیات	وہ عقائد جن کا تعلق نفل امور سے ہے۔	
۲۱	مقصودیات	وہ عقائد جن کا تعلق امور مقصودہ سے ہے۔	
۲۲	تمہیدیات	وہ عقائد جن کا تعلق امور تمہیدیہ سے ہے۔	

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ

لڑکوں سے تمہیدی خطاب

عقیدہ کی ماہیت

لڑکو! تم نے بڑوں کی گفتگو میں عقیدے کا لفظ کبھی کبھی سنا ہوگا۔ کیونکہ بڑے اپنی گفتگو میں کبھی کبھی اس لفظ کا استعمال کرتے ہیں مثلاً کہتے ہیں: "بھئی فلاں اچھے عقیدے کا آدمی ہے" "میرے عقیدے اتنے مضبوط ہیں کہ انشاء اللہ ہل نہیں سکتے" "اللہ اسی عقیدے پر مارے جلائے" اچھا اگر یہ لفظ کانوں میں پڑا ہے تو یہ بتاؤ کہ تم نے کبھی اس کے مفہوم پر

	۱۱	علویات	وہ عقائد جن کا تعلق عالم علوی کی چیزوں سے ہے۔
	۱۲	سفلیات	وہ عقائد جن کا تعلق عالم سفلی کی چیزوں سے ہے۔
	۱۳	مباحیات	وہ عقائد جن کا تعلق مباح امور سے ہے۔
	۱۴	محرمیات	وہ عقائد جن کا تعلق حرام امور سے ہے۔
	۱۵	افعالیات	وہ عقائد جن کا تعلق (افعال) سے ہے۔

پس اگر اب تک لفظ عقیدہ کے معنیٰ پر غور نہیں کر سکے ہو تو آیندہ جلد غور کے مواقع نکالو اور آگے چل کر مضر بن جانے والی بے پروائی کی جڑ ابھی سے کاٹ ڈالو گو وہ ابھی بے ضرر رہی۔

ہم نے عقیدہ کے مسئلہ کو اُن چیزوں میں کیوں شامل کیا ہے جن سے بے پروائی جوانی میں مضر بن جاتی ہے۔اس کی تشریح سنو اسی تشریح سے تم کو عقیدہ کا مجمل علم بھی ہو سکے گا۔

انسانی زندگی اسی عالم میں ختم نہیں ہو جاتی نہ وہ اتنی مختصر ہے جتنی نظر آتی ہے۔وہ ایک غیر مختتم سلسلہ ہے جس کی ابتدا ضرور ہے مگر انتہا نہیں۔البتہ اس غیر مختتم سلسلۂ زندگی کے دو ٹکڑے کر دیے گئے ہیں۔ پہلا اور نہایت مختصر ٹکڑا یہی محسوس زندگی ہے۔دوسرا اور غیر مختتم ٹکڑا محسوس زندگی کے خاتمہ پر شروع ہوتا ہے اور پھر کبھی ختم نہیں ہوتا۔ حالات انسانی کے لحاظ سے دونوں ٹکڑوں کی ایک ایک خصوصیت ہے۔پہلے ٹکڑے کی خصوصیت عمل۔دوسرے ٹکڑے کی خصوصیت نتیجہ۔ گویا پہلی زندگی دار العمل دوسری زندگی دار النتیجہ ہے۔چونکہ نتیجہ نوعیت میں عمل پر منحصر اور اُس کا تابع ہوتا ہے۔لہذا ماننا پڑے گا کہ دوسری

	۲۳	انفرادیات	وہ عقائد جن کا تعلق ذات منفرد کے امور سے ہے
	۲۴	اجتماعیات	وہ عقائد جن کا تعلق جماعت یا افراد متعددہ کے امور سے ہے

زندگی نوعیت میں پہلی زندگی کے تابع ہے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ دوسری زندگی کی فلاح ونجاح کا دارومدار پہلی زندگی کی بہتری یعنی اس کے عمل کی بہتری پر ہے۔ اسی نتیجہ سے ایک اور نتیجہ پیدا ہے۔ وہ یہ کہ زندگی اوّل بلحاظِ اعمال بے قید نہیں ہے۔ بلکہ زندگی آخری کی بہبود و فلاح کی مطابقت سے مقیّد ہے۔ یعنی زندگی اوّل اُن مخصوص اعمال کی پابند بنائی گئی ہے جن کے نتیجے زندگی آخر کے حق میں بہبود و فلاح کے سوا کچھ اور نہ ہوں اس حقیقت سے اعمال مخصوص کی اہمیت ثابت ہے اور جب وہ اہم ہیں تو اُن کا علم خواہ مخواہ اہم ٹھہرا۔

اعمالِ مخصوص کے مبادی و مؤیدات کے طور پر کچھ خیالات بھی ہوں گے پس وہ بھی اہم ہوں گے اور انکا علم بھی اہم ہوگا۔

ماحصلِ تقریر یہ ہے کہ زندگی اول کی مخصوص اعمال وخیالات، زندگیِ آخر کے مدار فلاح ہیں، اور اعمال وخیالاتِ مخصوص کا حصول اُن کے علم پر موقوف ہے۔ پس اعمال وخیالات مخصوص کے علم بھی زندگی آخر کے مدار فلاح ٹھہرے یہی علم عقیدے ہیں۔ الگ الگ ایک ایک علم ایک ایک عقیدہ۔ اب سمجھے کہ عقیدہ کتنی اہم چیز ہے۔ اللہ اکبر۔ آخری زندگی کا مدارِ فلاح پھر اتنی اہم چیز سے بے پروائی کیوں نہ مضر مانی جائے۔

اب اگر یہ پوچھو کہ عقیدے سے بے پروائی کی مضرت کو جوانی

ہے کیوں مخصوص ٹھہرایا۔ بچپن اس سے کیوں فارغ البال ہے تو جواب یہ ہے کہ لڑکپن کا زمانہ زندگی آخر کی ذمہ داریوں سے سبکدوش رکھا گیا ہے۔ کیونکہ وہ ان ذمہ داریوں کی قابلیت سے عاری ہے۔

لیکن یہ جواب سطحی نقطہ نظر سے ہے۔ عمیق نقطۂ نظر کی رو سے جواب صحیح ہے نہ اصل مسئلہ یعنی لڑکپن کا استثنا حقیقت کی رو سے جوانی اور لڑکپن دونوں اُخروی ذمہ داریوں میں شریک ہیں فرق صرف حیثیت اور درجہ کا ہے۔ جوانی کی ذمہ داری مقصد کی حیثیت سے ہے اور انتہائی درجہ میں ہے۔ لڑکپن کی ذمہ داری تمہید کی حیثیت سے ہے اور ابتدائی درجے میں ہے۔ پس ذمہ داریوں سے جن میں عقیدے کی ذمہ داری کا درجہ ہے بے پروائی جوانی کی طرح لڑکپن میں بھی خاص فرق حیثیت کے لحاظ کے ساتھ، ناجائز و پرخطر ہے۔ اس باریک حقیقت کو ذیل کے تمثیلی بیان سے سمجھو۔

لڑکپن اور جوانی آپس میں بیج اور درخت ہیں۔ درخت بیج کا تابع ہوتا ہے۔ بیج اچھا ہے تو درخت اچھا ہوگا۔ اور بیج بُرا ہے تو درخت بُرا ہوگا۔ پس درخت کے اچھے ہونے کی اگر آرزو ہے تو پہلے بیج کی اچھائی کی فکر کرو۔ اسی طرح جوانی بچپن کا نتیجہ ہے۔ پس جوانی اچھی بنانی ہے تو پہلے بچپن اچھا بناؤ۔

یہی اصول فلسفہ تعلیم کی عمارت کی بنیاد ہے۔ اور اسی کا ترک مذہبی تربیت کا وہ گناہ ہے جس کی معافی نہیں۔ مسلمانوں کی نئی نسل جس کی گمراہی یا بے رہ روی کا شور وفغاں برپا ہے۔ زیادہ تر اسی اصول کی بے پروائی کا شکار ہے۔ کیونکہ ان کا لڑکپن مذہبی تعلیم وتربیت کے نقوش سے فارغ رکھا گیا۔ اور یہ بے پروائی مستمر رہی تو اسی نسل پر موقوف نہیں خدانخواستہ ایسی کتنی نسلوں کا ماتم نوشتۂ قسمت ہے۔

جب حقیقت یہ ہے تو عزیز لڑکو تمہارا حقیقی فرض ابھی سے یہ ہے کہ جوانی کی ناگزیر ضرورتوں سے لگاؤ اور اُن کے لیے آہستہ آہستہ تیاریاں شروع کرو تاکہ بچپن کا لگاؤ جوانی کی لگن بن سکے۔

اسی کے ساتھ تمہارے بزرگوں اور مربیوں کا یہ فرض ہے کہ وہ اس کام میں تمہاری رہنمائی وسرپرستی کریں۔ بنا بریں عقیدے کی بحث بقدرِ مرتبہ ابھی سے تمہاری ضروریات میں داخل ہے۔

پس یہ عین مناسب ہوگا اگر عقیدہ کی ماہیت پر ابھی سے غور وخوض کرو اور اس مسئلہ پر جو کچھ بتایا جائے اُس کو توجہ اور قبول کے کانوں سے سنو

عقیدے کا اجمالی تذکرہ ایک جگہ ہو چکا ہے۔ اب کسی قدر مفصل

گفتگو یہاں کی جاتی ہے۔ عقیدہ عقد سے ہے جس کے معنی باندھنے کے ہیں۔ پس لفظاً عقیدہ وہ چیز ہے جو کسی دوسری چیز سے باندھ دی جائے۔ شاید تم کو یہ سن کر تعجب ہوگا کہ بعض خیالات بھی ذہن سے باندھ دیے جاتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ذہن ان خیالات کو اپنے اندر اس قدر جما لیتا ہے یا یوں کہو کہ مان لیتا ہے۔ کہ ذہن سے آسانی نکل نہیں سکتے۔ تشبیہاً یہ بھی ایک قسم کا بندھ جانا یا باندھ دینا ہے۔ اس بنا پر یہ خیال بھی لفظ عقیدہ کے حلقۂ اثر میں آسکتا ہے اب سنو کہ عقیدہ کا اصطلاحی مفہوم یہی ہے یعنی عقیدہ خیالِ راسخ ہے۔

عقیدہ مفرد لفظ ہے۔ عقائد اِس کی جمع ہے۔ ایک خیال عقیدہ کہلاتا ہے اور متعدد خیالات عقائد کہے جاتے ہیں۔

خیالات دو قسم کے ہوتے ہیں مذہبی غیر مذہبی۔ اس بنا پر عقائد کی بھی دو قسمیں ہونی چاہئیں۔ مذہبی۔ غیر مذہبی۔ لیکن محاورۂ عام نے لفظ عقائد کو خیالات کی قسم واحد مذہبی سے مخصوص کر دیا ہے۔ غیر مذہبی خیالات پر محاورے میں عقائد کا لفظ نہیں بولا جاتا۔ اگرچہ اصلاً بولا جا سکتا ہے۔ اس تخصیص کا لحاظ کیا جائے تو ایک قید کے اضافے کے ساتھ عقیدہ کی دوسری تعریف یہ ہوگی۔

عقیدہ۔ مذہبی خیالِ راسخ ہے۔

ماہیت عقیدہ کی بحث ختم ہو چکی۔ اب نفس عقائد کے ذکر کا موقع ہے جو "العقائد" کا اصلی موضوع ہے۔ لیکن اس سے پہلے بتا دینا ہے کہ یہاں صرف مذہبی عقائد کا تذکرہ منظور ہے اور مذہب میں بھی اسلام کی خصوصیت مد نظر ہے کہ اسلام ہی تمہارا مذہب ہے۔

(۲) اسلام کی ماہیت

لڑکو! یہ موقع تمہارے دلوں میں قدرتاً ذیل کے سوالات پیدا کر دے گا (۱) مذہب کیا چیز ہے (۲) اسلام کیا چیز ہے۔ (۳) اسلام کو کیا خصوصیت حاصل ہے۔ ان سوالوں کے جواب سنو (۱) مذہب لفظاً مطلق طریقہ ہے کوئی اور کسی قسم کا طریقہ ہو۔ اصطلاحاً وہ طریقۂ خاص ہے جو فلاحِ انسانی کی ضمانت کرتا ہے۔

ہر مذہب کا حق ہونا ضروری نہیں۔ بعض مذہب باطل بھی ہوتے ہیں۔ پس مذہب کی ایک ہی قسم نہیں ہے۔ مذہبِ حق۔ بلکہ دو قسمیں ہیں۔ مذہب حق۔ مذہب باطل۔ مذہب حق و مذہب باطل کے دو اور نام ہیں۔ مذہب الٰہی، مذہب انسانی۔ مذہب حق کا دوسرا نام مذہب الٰہی ہے۔ مذہب باطل کا دوسرا نام مذہب انسانی اسی طرح ہر مذہبِ حق کا کامل ہونا ضروری نہیں ہے بعض مذہب حق ناقص

بھی ہو سکتے ہیں۔ اسی مفہوم میں جس میں صحیح ابتدائی کتابیں ناقص مانی جاتی ہیں یعنی یہ کہ وہ انتہائی تعلیم کے لیے ناکافی ہیں۔ پس مذہب حق کی بھی دو قسمیں ہیں مذہب کامل۔ مذہب ناقص (۲) اسلام وہ مذہب ہے جو حق بھی ہے اور کامل بھی۔ یہ جامعیتؔ اسلام کی خصوصیت ہے۔ اسلام کے علاوہ تمام مذاہب ان دو قسموں میں دائر ہیں۔ باطل یا ناقص۔ ان میں ایک بھی ایسا نہیں ہے جو بطلان ونقص کے دونوں عیبوں سے پاک اور حقیّت وکاملیت کی دونوں خوبیوں کا مجموعہ ہو۔

حسبِ وعدہ اب نفس عقائد کا بیان شروع ہوتا ہے۔ عزیز لڑکو امید ہے کہ تم غور و توجہ کی نظر سے اُن کا مطالعہ کروگے اور اُنھیں مقاصد زندگی سمجھ کر اُن کو ہمیشہ ذہن نشیں رکھنے پر آمادہ ہوگے۔ خوب یاد رکھو۔ عقائد ہی فلاح دارین کی کنجیاں ہیں۔

(حصہ ۱) نظریات

(باب ۱) الٰہیات

فصل ۱ ذات الٰہی

عقائد

(۱) عالم کے سوا عالم کا واحد خالق ومالک ایک اعلیٰ وبرتر وجود واجب ہے جو ہمیشہ سے بغیر کسی وسیلے کے ہے اور اسی طرح ہمیشہ رہے گا۔ اسی اعلیٰ وجود کا نام اللہ ہے۔

(۲) اللہ مجرّد ہے۔ یعنی جسم۔ جہت۔ مکان۔ زمان۔ ان تمام قیود سے پاک ہے۔ اسیطرح وصل فصل۔ قرب۔ بعد۔ داخلیت۔ خارجیت ان تمام عوارض سے الگ ہے۔

(۳) اللہ بے مثال ہے۔ ایک چیز نہیں جو اللہ کی پوری تمثیل ادا کرسکے ہر چیز اس کی ناقص تمثیل ہے۔ اسیطرح وہ خارج از بیان ہے پس کوئی بیان نہیں جو اُس کی کامل تصویر کھینچ سکے۔ ہر بیان اس کی ناقص تصویر ہے۔

۴ - اللہ من جمیع الوجوہ نا معلوم ہے۔ اور من بعض الوجوہ معلوم۔ اور یہی من بعض الوجوہ معلوم ہونا مدار ایمان ہے۔

۵ - اللہ نا محدود ہے۔ اور اس کے سوا ہر چیز محدود۔ پس ہر چیز اللہ کے احاطہ میں ہے اور اللہ کسی کے احاطہ میں نہیں۔

۶ - اللہ اپنی ذات میں واحد لا شریک ہے یعنی کوئی دوسری چیز نہیں جو ذاتِ الٰہی یا ذات الٰہی کی مثل کہی جا سکے۔

ب - صفاتِ الٰہی

۷ - صفات الٰہی دو قسم ہیں حقیقی و اضافی۔ حقیقی وہ صفتیں ہیں جو ذات الٰہی کے لوازم سے ہیں جو ہمیشہ سے ذات الٰہی کے ساتھ ساتھ ہیں اور ہمیشہ رہیں گی بغیر کسی کے دخل کے۔ اضافی وہ صفتیں ہیں جو ذات الٰہی کے عوارض سے ہیں جو ذات الٰہی کی طرف غیر کے واسطے سے منسوب ہوتی ہیں جو کبھی پائی جاتی ہیں اور کبھی نہیں پائی جاتیں۔

۸ - صفات حقیقی حسب ذیل ہیں: وجود۔ حیاۃ۔ قدرۃ۔ علم۔ ارادہ سمع۔ بصر۔ باقی تمام صفتیں صفات اضافی ہیں۔ مثال کے لیے تکوین۔ احیا۔ اماتت۔

۹ - صفات الٰہی ذات الٰہی کی نسبت سے نہ بالکل عین ہیں۔ اس معنی میں کہ دونوں چیز ایک ہیں صرف نام دو ہیں۔ نہ بالکل غیر ہیں۔ اس معنے

ہیں کہ دونوں الگ الگ پائے جاتے ہیں جیسے ایک خارجی چیز دوسری خارجی چیز سے، بلکہ من وجہ عین۔ من وجہ غیر۔ عین اس وجہ سے کہ صفات و ذات دونوں ساتھ لپٹے ہوئے پائے جاتے ہیں دو علیحدہ چیزوں کی طرح الگ الگ نہیں پائے جاتے۔ غیر اس وجہ سے کہ صفات و ذات کے نام ہی دو نہیں ہیں انکی حقیقتیں بھی دو ہیں۔

۱۰۔ ہر اچھی صفت کہیں ہو اور کسی میں ہو۔ صفات الٰہی میں داخل ہے اور ہر بری صفت صفات الٰہی سے خارج ہے۔

۱۱۔ ذات الٰہی کی طرح صفات الٰہی بھی نامحدود ہیں۔ اور ان کے سوا ہر صفت محدود۔ پس ہر صفت صفات الٰہی کے احاطہ میں ہے اور کوئی صفت الٰہی کسی دوسری صفت کے احاطہ میں نہیں ہے۔

۱۲۔ ذات الٰہی کی طرح صفات الٰہی بھی واحد لاشریک ہیں یعنی کوئی صفت نہیں جو صفت الٰہی یا صفت الٰہی کا مثل کہی جا سکے۔ اور بعض مخلوقات کی جو بظاہر شرکت نظر آتی ہے وہ صرف نام کی شرکت ہے حقیقت کی شرکت نہیں۔ یا یہ کہو کہ شرکت فرع باصل ہے جو وحدت و یکتائی کے منافی نہیں۔

۱۳۔ یوں تو ہر صفت الٰہی مرتبۂ حقیقت و نہایت میں خواص الٰہی سے ہے مگر من جمیع الوجوہ جو صفتیں مخصوصات الٰہی سے ہیں مع اپنے اتباع کے قدم کی صفت ہے

(ج) افعالِ الٰہی

۱۴۔ فاعلِ حقیقی و واقعی فاعل، صرف اللہ ہے، باقی جتنے فاعل ہیں سب کے سب فاعلِ مجازی یا ظاہری فاعل ہیں کیونکہ وہ بذاتِ خود محض لاشے ہیں حتیٰ کہ اُن کا وجود تک اُن کا ذاتی نہیں وہ اگر ہیں تو اللہ ہی کے دیے ہوئے وجود سے ہیں اور اگر کام کرتے ہیں تو اللہ ہی کی دی ہوئی قوتوں سے کرتے ہیں۔

۱۵۔ اللہ۔ بلا واسطہ فاعل ہے، وہ اپنے کاموں میں کسی واسطے کا محتاج نہیں ہے۔ وہ برسوں اور صدیوں کے کام کو پلک مارتے کرسکتا ہے بلکہ اِس بھی کم وقفہ میں۔ مثلاً جتنی دیر میں ذہن میں خیال گذر جاتا ہے۔ یہ اور بات ہے کہ وہ اس اختیارِ خاص کو ہر جگہ کام میں نہ لائے اور کہیں۔ تدریجِ زمانی کے قاعدے کو شرفِ قبول بخشنے جیسے زمین و آسمان کی پیدائش میں کہ یہاں بجائے لمحہ کے چھ دن یا چھ دور لگ گئے۔

۱۶۔ اللہ تعالیٰ کسی آن بیکار نہیں۔ نہ اس پر جمود طاری ہے۔ بلکہ ہمیشہ برسرِ کار اور ہمیشہ نئی حالت میں ہے۔ ہر نئی حالت شان کہلاتی ہے۔

۱۷۔ فعلِ الٰہی۔ فعلِ انسانی اور ہر مخلوق کے فعل سے ماہیت میں مختلف ہے۔ مثلاً فعلِ الٰہی محض ارادے کا نتیجہ ہے۔ اِس کے خلاف فعلِ مخلوق ارادہ اور استعمالِ آلات و وسائل کے مجموعہ کا ثمرہ ہوتا ہے۔

اس فرق نمایاں کا نتیجہ یہ ہے کہ فعل الٰہی ارادۂ الٰہی کے سوا کسی اور کا قطعاً محتاج نہیں ہے۔ جب کہ فعل مخلوق ارادہ کے علاوہ متعدد اندرونی و بیرونی اسباب کا دست نگر ہوتا ہے۔

۱۸۔ ذات وصفاتِ الٰہی کی طرح افعال الٰہی بھی واحد لاشریک ہیں یعنی کوئی فعل نہیں جو فعل الٰہی یا فعل الٰہی کا مثل کہا جا سکے۔ اور اگر فاعلین مجازی کی بظاہر شرکت ہے تو وہ شرکت اسمی سے زیادہ نہیں۔

۱۹۔ ذات وصفات الٰہی کی طرح افعال الٰہی بھی نامحدود ہیں۔ اور اُن کے سوا ہر فعل محدود ہے۔ پس ہر فعل افعال الٰہی کے احاطہ میں ہے اور کوئی فعل الٰہی کسی دوسرے فعل کے احاطہ میں نہیں۔

۲۰۔ فعل الٰہی کی دو قسمیں ہیں بلاواسطہ اور بالواسطہ۔ بلاواسطہ فعل الٰہی وہ ہے جو شرکتِ مخلوق کے بغیر محض ارادے سے پورا کیا جاتا ہے بالواسطہ فعل الٰہی میں شرکت مخلوق ہوتی ہے مگر اضطراراً نہیں اختیاراً۔ بعض کے نزدیک قرآن پاک کی پہلی قسم کا نام امر دوسری قسم کا نام خلق رکھا ہے۔

۲۱۔ ایک دوسری حیثیت سے فعل الٰہی کی تین اصولی قسمیں ہیں خلق تربیت۔ اہلاک۔ تمام افعال الٰہی ان تین قسموں میں محدود و منقسم ہیں کچھ ایک کے تحت کچھ دوسری کے کچھ تیسری کے۔

(۲۲) افعالِ الٰہی کبھی عبث نہیں ہوتے ان میں کوئی حکمت و غایت ضرور ہوتی ہے گو ظاہر نہ ہوں۔

۲۳۔ افعالِ الٰہی ہمیشہ خیر محض ہوتے ہیں گو ظاہر میں شر محض نظر آتے ہوں۔

۲۴۔ افعالِ الٰہی ذاتی اغراض سے پاک ہوتے ہیں جیسا کہ خود ذاتِ الٰہی ذاتی اغراض سے پاک ہے۔

۲۵۔ افعالِ الٰہی ہمیشہ اختیاری ہوتے ہیں کبھی اضطراری نہیں ہوتے۔

(د) تعلق بالعالم

۲۶۔ عالم سے اللہ تعالیٰ کا تعلق خلق اور انتظام کا ہے یعنی اللہ تعالیٰ عالم کا خالق و منتظم ہے۔

۲۷۔ اللہ تعالیٰ اور عالم آپس میں نہ بالکل عین ہیں نہ بالکل غیر۔ بلکہ من وجہٍ عین ہیں اور من وجہٍ غیر۔ وجہ عینیت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور عالم آپس میں اصل و فرع ہیں وجہ غیریت یہ ہے کہ ایک علت ہے دوسرا معلول۔

۲۸۔ عالم کا تغیر ذاتِ الٰہی پر کوئی اثر نہیں ڈال سکتا نہ صفاتِ حقیقی اس سے متاثر ہو سکتیں۔ البتہ صفاتِ اضافی متاثر ہوتی ہیں مگر اُن کا تاثر درحقیقت ذاتِ الٰہی کا تاثر نہیں ہے بلکہ مآل کار میں خود عالم کا

تاثر ہے پس ان کے تاثر کے باوجود ذات الٰہی کی تنزیہ و استغنا میں خلل نہین پڑتا۔

(۲۹) اللہ تعالیٰ عالم اور عالم کی ہر چیز سے پہلے تھا عالم اور عالم کی ہر چیز اللہ تعالیٰ کے بعد اللہ تعالیٰ کے پیدا کرنے سے ہوئی۔

(۳۰) اللہ تعالیٰ عالم کے بعد بھی رہے گا، اگر عالم تمام فنا ہو جائے۔

(۳۱) عالم کا خلق اور نظم دونوں باتیں، بلا شرکت غیرے اللہ تعالےٰ کے کرشمۂ قدرت ہیں۔

باب کونیات

فصل (عالم)

(۳۲) عالم جو مجموعۂ ماسوے اللہ سے عبارت ہے۔ تمام و کمال بغیر کسی استثنا کے حتیٰ کہ وہ ہستیاں جو قصد عالم کے لئے بنیاد و مدار علیہ ہیں، جیسے مادہ، روح، زمانہ، بے شرکتِ غیرے اللہ تعالیٰ کا مخلوق ہے اور حادث ہے۔

(۳۴) عالم کا مخلوق ہونا یہ معنی رکھتا ہے کہ اس کا وجود اللہ تعالیٰ کا عطیہ ہے۔ عالم کی ذاتی ملک نہیں۔ نہ یہ معنی کہ وجود تو ذاتی ہے۔ صرف تراش خراش اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔

عالم کی اساسی چیزیں بھی. جیسے مادہ، روح، زمانہ، پہلے ہی معنے میں مخلوق ہیں۔

(۳۵) عالم بتدریج پیدا ہوا، کچھ چیزیں پہلے پیدا ہوئیں، کچھ بعد کو پیدا ہوئیں، کچھ اب پیدا ہو رہی ہیں، کچھ آیندہ پیدا ہونگی اور قیامت تک پیدا ہوتی رہیں گی۔

(۳۶) عالم جس طرح بتدریج پیدا ہوا، بتدریج فنا بھی ہو جائے گا۔ لیکن اس کی بعض چیزیں فنا سے محفوظ رہیں گی۔ جیسے روح، مادہ۔

(۳۷) زمانۂ خلقت کے لحاظ سے عالم کی چیزوں میں درجہ بندی ہے۔ مثلاً چیزوں کی ایک جماعت قدامتِ خلقت کے لحاظ سے پہلے درجہ میں ہے، دوسری جماعت، دوسرے درجہ میں ہے اسیطرح مسلسل۔

(۳۸) پہلی جماعت ذیل کی اہم العالم چیزوں کو شامل ہے۔ نور، عقل، قلم، لوح، روح، مادہ، زمانہ، عرش، کرسی، دوسری جماعت میں ذیل کی چیزیں ہیں، فرشتے، روحیں، جنت، دوزخ، آسمان زمین، دوسرے ستارے۔ عالم کی باقی چیزیں درجہ بدرجہ بعد کے درجوں میں ہیں۔

(۳۹) عالم بحیثیت سلسلہ دو حصوں میں منقسم ہے، عالم اوّل و عالم آخر۔ عالم اوّل عالم موجود کا نام ہے، عالم آخر وہ عالم ہے جو عالم موجود کے فنا کے بعد آیندہ ظاہر ہوگا۔ مگر فرداً فرداً اشخاص کا عالم آخر

اُن کی موت کے بعد ہی آجاتا ہے۔

(۴۰) عالم موجود کے دو حصّے ہیں۔ عالم محسوس، عالم غیر محسوس، ان کے مشہور نام، عالم ظاہر و عالم باطن ہیں، اسیطرح عالم موجود کے دو اور حصّے ہیں، عالم علوی، عالم سفلی، عالم کے بالائی حصّے کا نام عالم علوی ہے اور زیریں حصّے کا نام، عالم سفلی،

(۴۱) عالم اوّل، فانی ہے اور عالم آخر غیر فانی۔

(۴۲) عالم علوی، عالم سفلی پر حاکم اور عالم سفلی کی بہ نسبت ذات الٰہی سے بہت زیادہ مشابہ ہے اسی لیے عالم سفلی کا ایک بڑا کمال، عالم علوی سے مشابہت پیدا کرنا ہے۔

(۴۳) عالم سفلی پہلے فنا ہوگا، اور عالم علوی بعد کو، اس کے ساتھ ہی یہ بھی ہے کہ عالم علوی کی بعض چیزیں فنا سے محفوظ بھی رہیں گی، جیسے روح،

(۴۴) عالم سفلی، بقا کی حالت میں بھی کون و فساد سے گھرا ہوا ہے، اس کی ہر چیز ہر آن بننے بگڑنے میں مصروف ہے، اس کے برعکس، عالم علوی، اپنی عمر معین تک کون و فساد کے حملوں سے محفوظ ہے۔

(۴۵) عالم سفلی کی طرح عالم علوی بھی ذی شعور و بے شعور دونوں قسم کی مخلوق رکھتا ہے، مثلاً جنّت اور فرشتے۔

باب مجردات

فصل ۲ - روح (الف) مطلق روح

(۴۶) روح، متعدد الاقسام شے ہے۔ بلا واسطہ اس کی دو قسمیں ہیں، روح کلی و روح جزئی، با لواسطہ یعنی روح جزئی کے واسطے اور دوسرے لفظ میں خود روح جزئی کی قسمیں کثیر ہیں، اور انمیں درجہ بندی ہے، پہلے درجے میں ذیل کی دو قسمیں ہیں، روح علوی و روح سفلی، دوسرے درجے میں (روح علوی کی قسمیں) ذیل کی دو قسمیں ہیں۔ روح ملکی و روح فلکی، تیسرے درجے میں، روح سفلی کی قسمیں۔ ذیل کی دو قسمیں ہیں، روح حیوانی، روح عام (عنصری) تیسرے درجے میں، روح حیوانی کی قسمیں، ذیل کی تین قسمیں ہیں۔ روح جنی، روح انسانی، روح عام (حیوانی)

(۴۷) روح کلی شخص واحد ہے اور باوجود شخص واحد ہونے کے بقیہ تمام عالم کو علم وتدبیر کے لحاظ سے محیط ہے۔ اور خود ذات الٰہی سے جو بقیہ عالم کی طرح، روح کلی کے احاطہ سے بھی باہر ہے محاط ہے۔

(۴۸) روحِ کلی مجرد ہے۔ اور اس لیے اس کا تعلق عالم سے صرف تدبیر وتصرف کا ہے نہ حلول و قیام وغیرہ کے تعلقات۔

(۴۹) روح کلی، بقیہ عالم کی طرح مخلوق ہے، اور حادث ہے۔

(۵۰) روح کلی مخلوق اوّل ہے، اور بامرالٰہی، بقیہ تمام مخلوقات پر متصرف اور حکمراں ہے

(۵۱) روح کلی کے اور بھی مصرح نام ہیں، مثلاً، عقل، قلم، نور محمدی (حقیقت محمدی)

(۵۲) روحِ کلی، اشبہ باللہ اور ابدی (غیرفانی) ہے۔

(۵۳) روحِ جزئی، اور زیادہ مناسب لفظ میں ارواح جزئی، مختلف نوع والے بیشمار اشخاص ہیں۔

(۵۴) ارواح جزئی مجرّد ہیں۔

(۵۵) ارواح جزئی، مخلوق وحادث ہیں۔ اُن کے زمانے مختلف ہیں۔

(۵۶) ارواح جزئی میں، روح انسانی، یقیناً ابدی ہے، اور روح کُلی کے بعد اشبہ باللہ

(۵۷) ہر روح جزئی عالم کے ایک محدود حصے میں حکمراں اور منتظم ہے۔

(۵۸) ارواح جزئی میں عظمت ظاہری کے لحاظ سے حسب ذیل ترتیب ہے ارواح ملکی۔ ارواح فلکی، ارواح جنی۔ ارواح انسانی، اور شرافت معنوی کو لیجیے تو خاص خاص افراد انسانی کی خصوصیت سے، ارواح انسانی،

اپنے تمام ابناء جنس پر مقدم ہیں۔

(۵۹) ارواح جزئی میں صرف دو نوع کی روحیں تعلیم کسی کی محتاج ہیں۔ روح جنی و روح انسانی اسی لیے ممکن الخطا والضلالت بھی ہیں۔ اور اسی لیے مکلف و ماخوذ بھی ہیں، اور اسی لیے مؤجزا و سزا بھی ہیں، اور انھیں کے لیے جہنم و جنت بھی ہیں۔ باقی تمام ارواح جزئی فطری تعلیم و تکمیل سے آراستہ اور غلطی و مواخذہ کے جھگڑوں سے فارغ ہیں۔

(۶۰) روح کلی ہو خواہ جزئی صفات عام کے علاوہ ذیل کی خاص صفتیں رکھتی ہے تجرد، شعور، علم، تدبیر و تصرف، فعل و انفعال، تعلق با جسم اور یہ کل صفتیں، مادہ اور مادیات کے لحاظ سے روح کے خواص بھی ہیں۔

(۶۱) تمام ارواح سے الگ، روح انسانی کی کچھ خاص صفتیں بھی ہیں جو خواص بشری کہلاتی ہیں۔ مثلاً سہو و خطا، ترقی و تنزل، معرفت و اتحاد باللہ، مکلفیت و مسئولیت، ماجوریت و ماخوذیت ان خواص میں ایک حد تک روح جنی بھی شریک ہے۔

(۶۲) جملہ صفات روحی، صفات الٰہی کا عکس ہیں۔

(۶۳) روح بامر الٰہی فاعل ہے۔ اور گو فاعل حقیقی نہیں کیونکہ فاعل حقیقی تو ذات الٰہی میں منحصر ہے مگر قریب بہ فاعل حقیقی ہے۔

(۶۴) روح کا فعل بالواسطہ ہے وہ اپنے تمام کاموں میں بہ واسطہ

وسیلوں کی محتاج ہے. مثلاً مکان، زمان، آلات، معدات (مؤیدات)

(ب) روح انسانی

(۶۵) روح انسانی۔ روح کلی کے بعد جامع ترین روح ہے وہ اگر تنزل پر آجائے، تو عالم سفلی کی معمولی روح حیوانی سے بھی فروتر ہوسکتی ہے۔ اور ترقی پر مستعد ہوجائے تو روح کلی بن کر ذات الٰہی کا رنگ اُڑا سکتی ہے۔

(۶۶) روح انسانی جسم انسانی سے اسکی تیاری کے بعد منتظمانہ متعلق ہوتی ہے اور وقت تک برابر متعلق رہتی ہے

(۶۷) روح انسانی ہی اصلی انسان ہے جسم انسانی اصلی انسان نہیں ہے۔ اصلی انسانی کا صرف لباس یا آلہ ہے۔

(۶۸) روح انسانی ہی اصلی فاعل ہے اور وہی مکلف اور ذمہ دار ہے جسم انسان نہیں، وہ تو روح کے فعل وانفعال کا محض آلہ ہے۔

(۶۹) روح انسانی موجود ہوجانے کے بعد جسم انسانی کی طرح ذاتی تغیر وفنا سے آلودہ نہیں ہے، حادث ضرور ہے، مگر فانی نہیں ہے۔ البتہ عوارض وحالات میں تغیر پذیر ہے۔

(۷۰) روح انسانی۔ عالم اوّل (موجودہ عالم) میں جسم سے صرف ایک بار متعلق ہوتی ہے۔ بار بار متعلق نہیں ہوتی۔

(۱۷) روح انسانی جسم سے کل تین بار متعلق ہوتی ہے۔ ایک بار عالم اوّل میں اور دو بار عالم آخر میں۔ پہلی بار قبر میں دوسری بار قیامت میں نفخۂ صور کے وقت، اور تینوں بار، باعتبارِ اصل ایک ہی جسم سے متعلق ہوتی ہے یعنی عالم اوّل کے جسم سے۔

(۲۷) روح انسانی کے اعمالِ مسئولہ کا سلسلہ منتہی ہے، موت پر ختم ہو جاتا ہے۔ البتہ اعمال غیر مسئولہ اور نتائج کا سلسلہ غیر منتہی ہے، اور ہمیشہ ہمیشہ رہتا ہے۔

(باب ۳/۴) مثالیات

(۳۷) عالم مجرّد اور عالم مادّی کے درمیان ایک ذوجہتین عالم ہے اس کا نام عالم مثال ہے۔ اس میں ایک جہت عالم مجرّد کی ہے، وہ یہ کہ اس حد تک لطیف ہے کہ ظاہری حواس اس کو محسوس نہیں کر سکتے اسکی احساس کے لیے حاسّۂ باطنی یا نگاہ کشفی چاہیے۔ دوسری جہت، عالم مادّی کی ہے، وہ یہ کہ مقدار (طول، عرض، عمق) رنگ وغیرہ جسمانی خواص سے خالی نہیں ہے، پس وہ مجرد بھی ہے۔ اور مادّی بھی۔ یا یہ کہ مجرّد ہے نہ مادّی، بہرصورت نتیجہ یہ ہے کہ وہ مجرّد و مادی کے درمیان ایک تیسری چیز ہے۔

(۷۴) عالم کی بہت سی حقیقتیں اسی عالم مثال سے تعلق رکھتی ہیں مثلاً منامات تخیلات متشکلہ۔ مکشوفات متشکلہ، روحانی واقعات متشکلہ۔

(۷۵) عالم مثال، واقعی وخارجی حقیقت ہے، نہ وہمی واختراعی۔

(۷۶) عالم مثال مخلوق وحادث ہے، ساتھ ہی ابدی ہے۔

(۷۷) عالم مثال، وسعت میں، عالم مجرد ومادی سے کم نہین ہے۔

(۷۸) عالم مثال، فعل وانفعال میں عالم مجرد کا ہمرنگ ہے۔

(باب ۴) مادیات

فصل ۱ مادہ

(۷۹) مادہ، مخلوق وحادث ہے

(۸۰) مادۂ (کلی)، مخلوق دوئم ہے، مادہ (کلی) روح کلی کے واسطے سے دوسرے درجے میں پیدا ہوا ہے اس کا دوسرا نام لوح ہے۔

(۸۱) مادہ کی دو قسمیں ہیں، مادہ کلی، ومادہ جزئی، پھر مادۂ جزئی کی متعدد قسمیں ہیں۔ مثلاً مادہ لطیف، مادہ کثیف، مادۂ فلکی، مادۂ عنصری، مخلوق دوئم مادہ کلی ہے، نہ مواد جزئی، مواد جزئی دوسرے درجہ کے بعد کے مختلف درجوں میں، مادۂ کلی اور ارواح کی وساطت سے پیدا ہوے۔

(۸۲) مادۂ کلی، ابدی، اور ذاتاً غیر متغیّر ہے، صرف عوارض و حالات میں تغیّر پذیر ہے۔

(۸۳) مادۂ کلّی شخص واحد ہے، اور باوجود شخص واحد ہونے کے ارواح کے سوا، پورے عالم کو محیط اور خود روح کلی و ذات الٰہی سے محاط ہے۔

(۸۴) مواد جزئی ابدی نہیں ہیں۔ اور ذاتی تغیّر و فنا کا نشانہ بنتے رہتے ہیں۔

(۸۵) مادہ (کلّی ہو خواہ جزئی) صرف انفعال رکھتا ہے فعل نہیں رکھتا۔ اسی لیے فاعل نہیں ہے۔ صرف آلۂ فعل ہے، اور اسی لیے مکلّف و ماخوذ نہیں ہے۔

(۸۶) مادہ مجرد نہیں ہے، بلکہ مادیّت کا سرچشمہ ہے، اسی کی نسبت سے مادی چیزیں، مادّی کہلاتی ہیں۔

(۸۷) مادہ، عام صفات کے علاوہ ذیل کی خاص صفتیں رکھتا ہے، جو روح کے لحاظ سے مادہ کے خواص بھی ہیں، وزن، مقدار، تمکّن وصل و فصل، بے شعوری۔

(۸۸) مادہ (کلّی) مختلف مرتبوں میں مختلف شکلیں اختیار کرتا ہے اور انھیں مختلف شکلوں کے ساتھ مادہ کلّی مواد جزئی کہلاتا ہے۔

(۸۹) مادّہ (کلّی) کے ابتدائی چند مراتب و اشکال کا نقشہ یہ ہے۔

پہلا[۱] مرتبہ۔ اس مرتبہ میں، مادہ کُلّی، ایک ٹھوس، بسیط، محیط جوہر تھا۔

دوسرا[۲] مرتبہ، اس مرتبہ میں، مادہ کُلّی، جوہر سیّال بن گیا۔

تیسرا[۳] مرتبہ۔ اس مرتبہ میں، مادہ کُلّی، نصف منجمد بن گیا اور نصف بدستور سیّال ا

اور نصف حصّہ منجمد نے عرش کی صورت اختیار کی۔

چوتھا[۴] مرتبہ اِس مرتبے میں مادّہ کلّی نے، نصف حصّہ سیال سے متلاطم و متموج ہو کر

اُٹھتے ہوئے دھوئیں کی شکل اختیار کی۔

پانچواں[۵] مرتبہ۔ اس مرتبے میں، مادہ کلّی اُٹھتے ہوئے دھوئیں سے آسمان اور زمین

بن گیا۔ جو پہلے آپس میں جڑے ہوئے تھے بعد کو ایک ہوائی تموّج کے ذریعہ سے پھٹ کر

الگ الگ ہو گئے۔

چھٹا[۶] مرتبہ۔ اس مرتبے میں مادہ کُلّی، نصف سیّال حصّے سے بھی منجمد ہو گیا۔

(باب ۵ ۲) علویات

فصل ۴ (عرش)

(۹۰) عرش مادّی چیز ہے اور جسم ہے۔

(۹۱) عرش ایک غیر متناہی اور محیطِ کُل جسم اور عالمِ اجسام کا منتہی ہے اور اس کے اوپر کوئی جسم نہیں، اس کو نواں آسمان اور فلکِ اعلیٰ بھی کہتے ہیں۔

(۹۲) عرش، عام اور اک کا بھی منتہی ہے۔

(۹۳) عرش، مخلوق اور حادث ہے، اور اِس کی خلقت کا مرتبہ، روحِ کُلّی، مادۂ کُلّی کے بعد ہے۔

(۹۴) عرش ابدی ہے۔

فصل ۵ کرسی

(۹۵) کرسی، مادّی چیز اور جسم ہے۔

(۹۶) کرسی، عرش کے نیچے ہے، اِسے آٹھوان فلک اور فلکِ بروج بھی کہتے ہیں

(۹۷) کرسی مخلوق حادث ہے، اور اس کا مرتبۂ خلقت، عرش کے بعد ہے، ساتھ ہی ابدی ہے۔

فصل ۶ سدرۃ المنتہیٰ

(۹۸) سدرۃ المنتہیٰ، مادّی چیز اور جسم ہے،

(۹۹) سدرۃ المنتہیٰ کرسی کے نیچے، ساتویں آسمان پر ہے، اور ملائکہ کے علم و سیر کا منتہیٰ ہے۔

(۱۰۰) سدرۃ المنتہیٰ، مخلوق و حادث ہے، اور اُسکا مرتبۂ خلقت، کرسی کے بعد ہے، ساتھ ہی ابدی ہے،

فصل ۷، سمٰوٰت (آسمان)

(۱۰۱) آسمان، سات ہیں،

(۱۰۲) آسمان مادی چیزیں اور جسم ہیں،

(۱۰۳) آسمان مخلوق وحادث ہیں، ساتھ ہی بہ تبدیل صورت ابدی ہیں

(۱۰۴) آسمان تغیر وفنا قبول کر سکتے ہیں۔

(۱۰۵) آسمان ایک زمانے میں فنا ہو جائیں گے، پھر بہ تبدیل صورت بن جائیں گے

(۱۰۶) آسمان ساتوں کے ساتوں نیچے اوپر تہ بتہ ہیں، مگر باہم درمیان میں بڑے بڑے فاصلے ہیں۔

(۱۰۷) آسمان، تاروں اور سیاروں کے محل ہیں،

فصل ۸۔ جنت

(۱۰۸) جنت مادی چیز اور جسم ہے،

(۱۰۹) جنت عالم آخر کا دار الراحت ہے جو عالم اول کے فنا ہونے کے بعد عالم اول کے نیکو کار اور قابل مغفرت بندوں کا مسکن بنے گا،

(۱۱۰) جنت، مخلوق وحادث ہے، ساتھ ہی ابدی ہے،

(۱۱۱) جنت اپنی وسعت مین تمام آسمانون اور زمین کو محیط ہے،

(۱۱۲) جنت کی جسمانیت اتنی لطیف ہے کہ نگاہ ظاہری اس کو نہیں دیکھ سکتی، صرف نگاہ کشفی دیکھ سکتی ہے۔

(۱۱۳) جنت کی چند اہم چیزیں یہ ہیں:۔ محل، باغ، نہریں، حوض کوثر، حوریں غلمان، کھانے پینے کی چیزین۔

(۱۱۴) جنت کی چند خصوصیتیں یہ ہیں

(الف) بے نظیری، ایسی بے نظیری کہ جنت کی تھوڑی سی جگہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔

(ب) وہاں ہر انسانی آرزو پوری ہوگی۔

(ج) اس کے رہنے والے چاند سورج سے زیادہ روشن اور تمام بشری آلودگیوں سے پاک ہونگے

(۱۱۵) جنت کی تمام نعمتیں عدیم النظیر اور غیر فانی ہوں گی اور نعمت عظمیٰ دیدار الٰہی ہے

فصل ۹۔ ملائکہ (فرشتے)

(۱۱۶) فرشتے مادی اور جسم ہیں،

(۱۱۷) فرشتے، اس قدر لطیف جسم ہیں کہ نگاہ ظاہری اُنکو دیکھ نہیں سکتی گویا کہ روحیں ہیں

(۱۱۸) فرشتے اتنی قوی روحیں رکھتے ہیں کہ اپنے تصرف سے ہر جسمانی پوشاک کو زیب تن کر سکتے ہیں اور عالم اجسام میں ہر مقام میں اور ہر رنگ میں نمودار ہو سکتے ہیں

(۱۱۹) فرشتے بڑے بڑے عجائب و خوارق پر قادر ہیں۔

(۱۲۰) فرشتے، معصوم محض اور خیر محض ہوتے ہیں، وہ نافرمانی و خلاف ورزی کے مادے تک سے خالی ہیں۔

(۱۲۱) فرشتے، محدود الحال ہیں ان کو جو کچھ عادات و کمالات دیے جاتے ہیں ایک ہی دفعہ خلقت کے وقت دیدیے جاتے ہیں، اس کے بعد خلقی حالت پر کوئی اضافہ ناممکن ہے پس فرشتے تنزل و ترقی کے چکر سے آزاد ہیں۔

(۱۲۲) فرشتے، نر و مادہ کی تقسیم نہیں رکھتے اور اسی لیے توالد و تناسل کے قصے سے پاک ہیں

(۱۲۳) فرشتے، عالم علوی کی نہایت اہم مخلوق ہیں اور عالم سفلی کے مدبر و منتظم بنائے گئے ہیں
(۱۲۴) فرشتے، تعداد میں بیشمار ہیں البتہ اُن کی اصولی قسمیں جن کے تحت ہزاروں چھوٹی چھوٹی قسمیں ہیں۔ دو ہیں۔ ملائکۂ تربیت، ملائکۂ ہلاکت، دونوں قسمیں دو دو سرگروہ فرشتے رکھتی ہیں، ملائکۂ تربیت کے سرگروہ کے نام میکائیل و جبرئیل ہیں ملائکۂ ہلاکت کے سرگروہ کے نام اسرافیل و عزرائیل ہیں میکائیل جسمانی تربیت کے کارکن ہیں اور جبرئیل روحانی تربیت کے، اسیطرح اسرافیل ہلاکت کلی کے کارندہ ہیں اور عزرائیل جزئی ہلاکتوں کے، اور یہ چاروں عالم کے ارکان اربعہ ہیں۔
(۱۲۵) جبرئیل چاروں سرگروہ فرشتوں میں افضل اور جامع الحیثیات فرشتے ہیں گویا وہ اپنی تنہا ذات میں جبرئیل بھی ہیں اور میکائیل و اسرافیل و عزرائیل بھی۔
(۱۲۶) جبرئیل یوں تو ہر کام کرسکتے اور کرتے ہیں چنانچہ وہ جس طرح تربیت روحی کے کام کے لیے انسانوں تک خدا کا پیام و کلام لاتے ہیں۔ کبھی کبھی زمین پر عذاب الٰہی لاکر ہلاکت کی اسرافیلی خدمت بھی انجام دیتے ہیں، لیکن ممتاز کام، برگزیدہ انسانوں کی روحانی تعلیم و تربیت ہے، اسی حیثیت سے جبرئیل کے دو اور نام بھی ہیں، روح القدس، و روح الامین۔

باب ۲ (سفلیات)

فصل ۱ (عناصر)

(۱۲۷) ۔عناصر اربعہ (پانی، ہوا، آگ، زمین) مادی اور جسم ہیں،

(۱۲۸) - عناصر اربعہ مع تمام عنصریات کے مخلوق و حادث ہیں ساتھ ہی ابدی ہیں،

(۱۲۹) عناصر اربعہ میں ایک اصل ہے باقی تین اُسی کی فرع ہیں، اصل، پانی، ہے باقی فرع ہیں۔

(۱۳۰) - عناصر اربعہ، بے شمار موجودات کی اصل اور بے شمار برکات و فوائد کے منبع ہیں،

(۱۳۱) - عناصر اربعہ میں زمین تعداد میں سات ہے،

باب ۲ (عنصریات)

باب ۲ (حیوان)

فصل (۱) جنّ

(۱۳۲) - عنصریات کے اقسام ثلثہ، نباتات - جمادات، حیوانات، میں سے حیوان کی دو اہم قسمیں ہیں، ان میں سے ایک جنّ ہے۔ دوسری انسان ہے،

(۱۳۳) جنّ فرشتہ کی طرح اتنا لطیف جسم ہے کہ ظاہری آنکھیں اُس کو دیکھ نہیں سکتیں، پھر اتنا قوی الروح بھی ہے کہ عجائب و خوارق پر قادر ہے جن میں ایک چیز تبدیل اشکال ہے، ساتھ ہی دونوں کی حقیقت میں بڑا فرق بھی ہے - ایک نوری ہے۔ دوسرا ناری، فرشتہ نور سے بنا ہے

جن نار ہے، اور اس لیے دونوں کی لطافت وقوت میں بھی نور و نار کا فرق ہے،

(۱۳۴) جن عالم سفلی میں متصرف ہے۔ عالم علوی میں نہیں ہے۔

(۱۳۵) جن، نر و مادہ کی تقسیم رکھتا ہے اور توالد و تناسل بھی رکھتا ہے،

(۱۳۶) جن میں نیک و بد کی تقسیم ہے اور ترقی و تنزل کی صلاحیت بھی ہے،

(۱۳۷) جن میں، شر و طغیان کا مادہ بالطبع قوی ہے، اگرچہ خیر و اطاعت کا مادہ بھی کچھ نہ کچھ موجود ہے۔

(۱۳۸) جن، انسان کی طرح ماجور و ماخوذ اور معذب و مثاب ہوں گے اور جہنم و جنت میں جائیں گے۔

(۱۳۹) جن میں ایک خاص صنف شیطان ہے جس کا خاصہ، شرارت اور اغوا ہے، اس صنف کے سرگروہ کا نام ابلیس ہے۔

۱۴۰۔ ابلیس، گمراہی کے صیغہ میں جبرئیل کا پورا حریف ہے جس طرح جبرئیلؑ صیغۂ ہدایت کے اعلیٰ افسر اور صیغۂ ہدایت کے تمام کارکنوں کے زبردست مددگار ہیں۔ ابلیس صیغۂ ضلالت کا اعلیٰ افسر اور اس کے تمام کارکنوں کا زبردست مددگار ہے۔

(۱۴۱) ابلیس، پوری نوع انسانی کا مستقل دشمن اور قیامت تک کے لیے کل انسانوں کے اغوا کا مسلسل کارکن ہے، اور اس کام کے لیئے اس کو حیرت انگیز قوتیں

دی گئی ہیں، مثلاً وہ اتنا طویل العمر ہے کہ خلقت آدم کے قبل سے ہے اور قیامت تک رہے گا، یا یہ کہ بہکانے کی غرض سے انسانوں کے رگ وپے میں گھس کر خون کی طرح گردش کر سکتا اور طوفان کی طرح خطرے اور وسوسے اُٹھا سکتا ہے،

(۱۴۲) ابلیس، اپنے ان تمام اعمال کے لیے پکڑا جائے گا اور جہنم میں سب سے زیادہ سخت عذابوں کے ساتھ تا ابد سزا پائے گا۔

فصل ۱۲ (انسان)

(الف) (انسان عام)

(۱۴۳) انسان، اشرف الحیوانات، بلکہ اشرف المخلوقات ہے۔

(۱۴۴) انسان، باقی عنصریات کی طرح شخصاً ونوعاً دونوں حیثیت سے مخلوق وحادث ہے ساتھ ہی ابدی ہے۔

(۱۴۵) انسان، نیک و بد میں منقسم ہے اور اس میں نوعی حیثیت سے نیکی و بدی اور ترقی و تنزل کی استعدادیں مساوی درجہ میں ہیں،

(۱۴۶) انسان، فطرتِ شخصی کے لحاظ سے سادہ محض ہے، نیک ہے نہ بد البتہ نیکی و بدی کی ذوجہتین استعداد کا مالک ہے جو مختلف اسباب کے ماتحت، نیکی و بدی کی مختلف صورتیں اختیار کرتی ہے، البتہ غلبۂ رجحان کے لحاظ سے ذوجہتین استعداد، اصلاً نیکی یا بدی کی طرف منسوب ہو سکتی ہے۔

مگر یہ رجحانات، اتنے قوی نہیں کہ عزم و کوشش سے دبائے نہ جاسکیں
پس یہ رجحانات انسان کے لیے، جبر کے سامان نہیں ہیں۔ صرف مدد
کے اسباب ہیں۔

(۱۴۷) انسان اپنے افعال میں مختار ہے مجبور نہیں ہے، وہ اپنے
اختیار سے، اپنے امکان کے اندر بُرے بھلے ہر قسم کے کام کرسکتا ہے۔

(۱۴۸) انسان اپنے افعال میں، مطلق العنان و غیر مسئول نہیں ہے بلکہ
قانون الٰہی کا مکلف اور اپنے افعال کا جوابدہ ہے اگرچہ مجبور نہیں ہے۔

(۱۴۹) انسان دو زندگیاں رکھتا ہے، ایک موجودہ زندگی دوسری
آیندہ زندگی جو موت کے بعد ملتی ہے، موجودہ زندگی عمل کی زندگی ہے
اور آیندہ زندگی نتیجہ کی زندگی ہے۔ دونوں زندگیوں میں بعض اور فرق بھی
ہیں، مثلاً موجودہ زندگی فانی ہے، آیندہ زندگی غیر فانی، موجودہ
زندگی کثیف ہے، آیندہ زندگی لطیف۔ موجودہ زندگی پُر حجابات ہے
آیندہ زندگی بے حجاب،

(۱۵۰) انسان، عموماً خیر و شر کا مجموعہ ہے، مگر خاص خاص انسان
فرشتوں کی طرح خیر محض بھی ہوتے ہیں۔ بلکہ بعض بعض تو اس میدان میں
فرشتوں سے بھی آگے ہیں۔

(۱۵۱) انسان، شعور و عمل کی استطاعت رکھتا ہے یہی استطاعت

یہی استطاعت اس کی تکلیف کا مبنیٰ ہے۔

(۱۵۲) انسان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی تکلیفِ مالایطاق نہیں دی جاتی، ہر تکلیف انسانی استطاعت کے اندر ہوتی ہے۔

(۱۵۳) انسان، علم وامرِ الٰہی کی دریافت پر قادر ہے بلا واسطہ ہو، خواہ بالواسطہ،

(۱۵۴) انسانی افعال میں حسن وقبح ہے، اور حُسن وقبح کا حکم لگانیوالا امرِ الٰہی (شریعت) یا عقل الٰہی ہے، نہ عقل انسانی، صرف مُدرکِ حسن وقبح ہے

(۱۵۵) انسان پر اللہ تعالیٰ کی معرفت وعبادت واجب ہے اور اس وجوب کا حکم فرما، امرِ الٰہی ہے نہ عقل انسانی۔

(۱۵۶) انسان اپنے افعال میں بالکل مجبور ہے نہ بالکل مختار، بہ عبارتِ دیگر افعال انسانی میں، مطلق جبر ہے نہ مطلق قدر، بلکہ جبر و قدر کے بین بین ہے یعنی بعض جہت سے جبر ہے بعض جہت سے قدر، قدر کی جہت یہ ہے کہ انسان فکر وشعور رکھتا ہے اور اُس کے افعال فکر وشعور سے سرزد ہوتے ہیں، جبر کی جہت یہ ہے کہ اُس کے فکر وشعور بالکل اُس کے بس کے نہیں ہیں بلکہ وہ بیرونی اسباب سے متاثر ہو سکتے ہیں اور خود گمراہ ہو کر انسان کے نظامِ فعلی کو گمرہی میں ڈال سکتے ہیں۔

(۱۵۷) افعال انسانی میں بین الجبر والقدر کا اصول اللہ تعالیٰ کی صفت

عدل کے منافی نہیں ہے بلکہ عین مطابق ہے،

(۱۵۸) انسان، اپنے افعال کا صرف کاسب ہے خالق نہیں ہے، خالق تو ہر چیز کا ایک وہی خالق ہی، اور کوئی نہیں

ب (نبی)

(۱۵۹) عام انسانوں کی ہدایت کے لیے، کچھ خاص انسان اللہ تعالیٰ کی طرف سے منتخب و مامور ہوتے ہیں جن کو علم و تائید الٰہی سے قوتِ خاص عطا کی جاتی ہے، یہ لوگ زبانِ خاص میں "نبی" کہلاتے ہیں،

(۱۶۰) نبی کو ایک خاص روح عطا ہوتی ہے یہ روحِ قدسی کہلاتی ہے

(۱۶۱) نبی فطرتاً معصوم ہوتا ہے، اس سے گناہ یا غلطی کا صدور ناممکن ہے قبل نبوۃ بھی اور بعد نبوۃ بھی، ہاں غلطی کا تخیل ممکن ہے، مگر تخیل کا عمل میں آنا ناممکن ہے۔

(۱۶۲) نبی، ذاتی طور پر غلطی میں پڑ سکتا ہے، لیکن وحی و نظرِ الٰہی اس کے نگہبان ہیں وہ اس کو غلطی سے بچا لیتے ہیں،

(۱۶۳) نبی اپنی ذات میں دو حیثیتیں رکھتا ہے، بشریت و ملکیت، بشریت کی حیثیت سے نبی پورا بشر ہوتا ہے، بشریت کی تمام خاصیتیں دوسرے انسانوں کی طرح، اس سے لپٹی ہوئی ہوتی ہیں، ملکیت کی حیثیت میں وہ پورا

فرشتہ ہوتا ہے، فرشتے کے تمام خواص وقوی اُس کو حاصل ہوتے ہیں،
اور اسی جامعیت کی وجہ سے وہ انسانوں اور فرشتوں کے درمیان ہیں انسان
اور خدا کے درمیان برزخ ہے جو لاہوت' ملکوت' ناسوت ان تینوں عالموں
کو ایک نقطہ پر جمع کر دیتا ہے،

(۱۶۴) نبی کے علم وعمل کی تمامتر بنیاد، علم الٰہی پر ہے، جو اُس کو کبھی
بلا واسطہ اور کبھی بواسطہ (فرشتہ کے واسطے سے) حاصل ہوتا ہے، اور
علم الٰہی نبی کو حاصل ہونے کے بعد وحی کہلاتا ہے،

(۱۶۵) (نبی) منصب ہدایت پر مامور ومجبور ہوتا ہے، اور دعوت
وتبلیغ اس کے ناگزیر فرائض سے ہیں،

(۱۶۶) نبی عام انسانی قوتوں سے الگ ایک خاص قوت رکھتا ہے
جو قوتِ قدسی کہلاتی ہے، نبی اسی کے ذریعے سے عالم ملکوت پر حاوی
ہوتا ہے اور بلا واسطہ فرشتے سے مرتبط ہو کر اُس کے واسطے سے علمِ الٰہی کو
اخذ کرتا ہے،

(۱۶۷) نبی کی پیروی بجنسہ اللہ کی پیروی ہوتی ہے، اس باعث نبی کی
پیروی نجات کا وسیلہ ہے،

(۱۶۸) عام انسانوں کے لیے پیروی الٰہی کی کوئی اور صورت،
پیروی نبی کے سوا نہیں ہے، اسی باعث سے پیروی نبی ایمان کی

بنیاد اور نجات کی شرط ہے،

(۱۶۹) نبی کے تین درجے ہیں، نبی محض، رسُول، رسول ذو العزم
سب میں بڑا درجہ رسُول ذو العزم کا ہے، اور سب میں چھوٹا درجہ نبی محض کا
اور درمیانی درجہ رسُول کا ہے، نبی محض صاحبِ وحی ہوتا ہی مگر صاحب
شریعت نہیں ہوتا، رسُول صاحب شریعت ہی مگر صاحبِ اعمالِ عظیمہ نہیں ہے
رسُولِ ذو العزم شریعت کے ساتھ ساتھ اعمالِ عظیمہ کا بھی مالک ہے،

(۱۷۰) نبی ہر قوم میں آتا ہے اور ہر قوم اپنے نبی کے ذریعہ ہدایت پاتی ہے۔

(۱۷۱) حلقۂ دعوت کے اعتبار سے نبی کی دو قسمیں ہیں، خاص نبی،
عام نبی، نبی خاص ایک قوم یا ایک ملک سے مخصوص ہوتا ہے، دوسری
قوم یا دوسرا ملک اس کی نبوت کے دائرے سے باہر ہوتا ہے، نبی عام،
تمام روے زمین اور کل نوعِ انسانی کے لیے عام ہوتا ہے۔ کوئی قوم
یا ملک اس کی نبوت کے عالم گیر حلقہ سے باہر نہیں ہوتا،

(۱۷۲) نبیِ خاص ہر ملک و قوم کا الگ الگ ہوتا ہے اور اس سبب سے
اس کی تعداد کثیر ہوتی ہے۔

نبیِ عام، تمام دنیا میں، اور تمام مدت دنیا میں، شخصِ واحد ہی
ہو سکتا ہے، اس میں کثرت کی گنجائش نہیں،

(۱۷۳) الگ الگ ملک اور قوم کے لحاظ سے انبیاء خاص کے

سلسلے الگ الگ ہیں، مثلاً، شامی نبیوں کا سلسلہ، ہندی نبیوں کا سلسلہ، لیکن یہ تمام مختلف سلسلے، ابتدا اور انتہا میں متحد ہیں، سب کی ابتدا حضرت آدمؑ ہیں، اور انتہا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم۔

(۱۷۴) استقلال و تبعیت کے لحاظ سے نبی کی دو قسمیں ہیں، نبی مستقل نبی تابع، نبی مستقل مستقل شریعت و ہدایت کا مالک ہوتا ہے۔ نبی تابع شریعت کا صرف مفسّر و مبلّغ ہوتا ہے۔ مگر ذاتی رائے و خواہش سے نہیں، وحی و امرِ الٰہی کے اشارہ سے۔

فصل ۱۳ (دین)

(۱۷۵) اللہ، رسول، کتاب، ان سب کے عقیدوں کا مجموعہ دین ہے،

(۱۷۶) دین، نجات کا مدار علیہ ہے، اِس لیے دین کا یقین و عمل، انسان کا سب سے اہم و ناگزیر فرض ہے جس کے بغیر انسان، انسان نہیں رہ سکتا،

(۱۷۷) دین اختراعی (گھڑا ہوا) بھی ہوتا ہے جیسے الٰہی ہوتا ہے، اختراعی دین سے اِسی قدر انکار و فرار واجب ہے جس قدر الٰہی دین کا اقرار و اختیار۔

(۱۷۸) ادیانِ الٰہی میں بعض دین منسوخ بھی ہوتے ہیں، جیسے بعض مثبت ہوتے ہیں، دینِ منسوخ کا استعمال بھی اسیطرح غلط ہے جیسے دینِ اختراعی کا۔

(۱۷۹) قابلِ اختیار و مفیدِ نجات صرف مثبت دین الٰہی ہے اور کوئی دین نہیں،

فصل (محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم)

(۱۸۰) محمد مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) نبی ہونے کے علاوہ ذیل کی خصوصیات سے آراستہ ہیں: (الف) نبی عام ہیں جن میں نبوت کے تمام درجے جمع ہوتے ہیں (ب) خاتم نبوت ہیں، آپ پر نبوت کا دروازہ بند ہوگیا، اب قیامت تک کوئی دوسرا نبی نہیں ہو سکتا، (ج) افضل الخلق ہیں، خدا کی مخلوق میں کوئی آپ کا ہمسر نہیں، جن ہو خواہ انسان، خواہ فرشتہ خواہ کوئی اور، سب سے آپ برتر ہیں ؎ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر،

(۱۸۱) محمد مصطفےٰ (صلے اللہ علیہ وسلم) بلحاظِ ظہور تمام نبیوں سے آخر مگر بلحاظِ حقیقت تمام خلق سے مقدم ہیں،

(۱۸۲) نورِ محمدی، یا حقیقتِ محمدی، مخلوق اوّل ہے، اسی کا دوسرا نام روحِ کلی ہے۔

(۱۸۳) محمد مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) صاحب کتاب و صاحب معجزات تھے کتاب کا نام قرآن ہے اور بڑا معجزہ قرآن کے بعد، شق قمر کا معجزہ ہے۔

(۱۸۴) محمد مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو معراج حاصل ہوئی، اور یہ

جسمانی تھی، اِس کا مبدأ مکّہ کی زمین تھی اور منتہیٰ سدرۃ المنتہیٰ تھا،

فصل ۱۴ (معجزہ)

(۱۸۵) معجزہ، ممکن اور امر واقع ہے، اور منجملہ دلائل نبوت کے ایک دلیل ہے،
(۱۸۶) معجزہ، کی غرض نبوت کی تصدیق، اور مخالفین نبی کا اسکات ہے،
(۱۸۷) عام معجزات اور سفلی خوارق میں صورتًا بہت خفیف فرق ہے، اتنا خفیف فرق کہ امتیاز دشوار ہے، البتہ معنًا بڑا فرق ہے، وہ یہ کہ ایک کا سرچشمہ قوت ملکیہ ہے اور دوسرے کا قوت نفسیہ خاص معجزات اور خوارق سفلی میں صورتًا بھی بڑا فرق ہے، اور اتنا بڑا فرق کہ ایک کو دوسرے سے کوئی نسبت نہیں،

فصل ۱۵ (وحی)

(۱۸۸) وحی کی دو قسمیں ہیں، وحی متلو، وحی غیر متلو، بلا واسطہ وحی، وحی غیر متلو ہے۔ اور بالواسطہ (فرشتہ کے واسطے سے) وحی، وحی متلو، اسلامی زبان میں ان دونوں کے مشہور نام قرآن و حدیث ہیں، وحی متلو قرآن ہے اور وحی غیر متلو حدیث۔

(۱۸۹) وحی متلو کا طریق حصول یہ ہے کہ د...
اور نبی اس کو بلفظہ محفوظ کر لیتا ہے پھر بلفظہ دوسروں تک پہونچاتا ہے،

وحی غیر متلو کا طریق حصول یہ ہی کہ بلا واسطہ فرشتے کے نبی کے قلب میں مضمون کا القا کیا جاتا ہے، نبی اس مضمون کو اپنے لفظوں میں دوسروں کو سُناتا ہے، اسی لیے وحی متلو میں الفاظ کی بھی پابندی ہی، ایک لفظ کا تغیر بھی اس میں جائز نہیں ہے، اور وحی غیر متلو میں الفاظ کی پابندی نہیں ہی مطالب کی حفاظت کافی ہے،

(۱۹۰) نبی کے لیے، وحی متلو اور وحی غیر متلو یقین و اعتراف میں ایک درجے میں ہیں، اور ذاتی حیثیت سے امت کے لیے بھی مساوی الدرجہ ہیں، لیکن خارجی علت سے ان کے لیے متفاوت ہیں، وحی متلو قطعی الیقین اور اصل دین ہی، اس کا منکر بلکہ متردد کافر ہے، وحی غیر متلو قطعی الیقین اور اصل دین نہیں ہی، پس اس کا انکار یا تردد کفر نہیں ہی۔ خارجی علت یہ ہے کہ وحی غیر متلو کی روایت میں چونکہ الفاظ کی پابندی نہیں کی جاتی اس لیے نبی کے بعد کے درجات روایت میں، راویوں کی غلط تعبیری یا غلط فہمی کے واسطہ سے اصل مضمون میں غلطی کا احتمال قائم ہو جاتا ہے، دوسری خارجی علت یہ بھی ہی کہ چونکہ شروع سے وحی غیر متلو کی حفاظت میں کامل اہتمام برتا نہیں جاتا اس لیے مفتری اور کذاب لوگوں کو اس کا موقع حاصل ہوتا ہے کہ ایک روایت گھڑ کر وحی غیر متلو کے نام سے اس کو شہرت دے دیں اس طوفان بے تمیزی سے بعض بعض

اصلی وحی غیر متلو بھی بدگمانی کا نشانہ بن جاتی ہی کہ شاید یہ بھی گھڑی ہوئی روایت نہو۔

(۱۹۱) اسلام کی وحی غیر متلو (حدیث) بھی، وحی متلو، کے مقابلے میں اسی حال میں ہی کہ قطعی الیقین اور اصل دین نہیں ہی، پھر بھی صحت و وثوق کے عام درجے سے جس پر اعتماد کلّی کا رواج ہی اس کا پایہ بہت بلند ہے، پس اصطلاح عام میں وحی غیر متلو بھی قطعی الصحت اور بہترین اعتماد کے قابل ہی، اگرچہ اصطلاح خاص میں، اور وحی متلو کے مقابلے کے لحاظ سے اُس بلند درجے سے گری ہوئی ہی،

(۱۹۲) وحی متلو کے اخذ کے دو درجے ہیں، پہلا درجہ یہ ہی کہ فرشتہ ذات الٰہی سے اخذ کرتا ہی، دوسرا درجہ یہ ہی، کہ نبی فرشتہ، سے اخذ کرتا ہی، وحیِ غیر متلو کے اخذ کا ایک ہی درجہ ہے وہ یہ کہ نبی بلا واسطہ ذات الٰہی سے اخذ کرتا ہے،

فصل ۶ کتاب

(۱۹۳) وحی متلو کا مرتّب مجموعہ کتاب (کتاب الٰہی) کہلاتا ہے،

(۱۹۴) مصدّقہ کتابیں پانچ ہیں، صحیفۂ ابراہیمی، توراۃ، زبور، انجیل، قرآن، ان میں صحیفۂ ابراہیمی، مستقل صورت میں گم ہے، البتہ

ضمنی صورت میں قرآن پاک میں موجود ہے۔ توراۃ، انجیل، زبور مستقل صورت میں موجود ہیں، لیکن اِن کو تحریف و نسخ کی دو ایسی حالتوں سے سابقہ پڑا کہ عملاً یہ بھی گم ہو چکی ہیں، باقی غیر مصدق کتابیں ہیں، یہ وہ مجہول الحال ہیں۔ اِس کے بعد دنیا میں صرف ایک کتاب رہجاتی ہے جو کامل اور کامل صورت میں موجود ہے، یہ قرآن پاک ہے،

(۱۹۴) کتاب کا ایمان اتنا ہی ضروری ہے، جتنا، اللہ و رسول کا ایمان،

(۱۹۵) کتاب کے ایک شوشہ کا انکار کفر ہے سطرح اِس کی تحریف لفظی ہو خواہ معنوی، کفر ہے، البتہ اِس کی تفسیر میں تاویل یعنی ظاہری معنی سے ہٹ کر کوئی اور معنی لینا، جائز ہے، بشرطیکہ کتاب ہی تاویل طلب کر رہی ہو،

(۱۹۶) کتاب، کی تفسیر کا اختیار ہر شخص کو ہے بشرطیکہ (نبی)، کی تفسیر موجود نہو، اور تفسیر کی اہلیت موجود ہو، اور تفسیر کتاب کے مُصرحہ اصولوں کے مخالف نہ ہو،

فصل ۱۷ (قرآن)

(۱۹۷) قرآن آخری کتاب ہے جو آخری نبی (محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

پر نازل ہوئی یہ اِس کا دورہ آخر دنیا تک ہی، آخر دُنیا تک یہی رہے گی، کوئی اور کتاب نہ آئے گی،

(۱۹۸) قرآن معلومُ نامعلوم تمام کتب آلہیہ کا جامع ہی، ساتھ ہی سب کا ناسخ بھی ہی، پس اب قرآن کے سوا کوئی کتاب مستقل صورت میں جائز العمل نہیں۔

(۱۹۹) قرآن تحریف و نسخ سے بالکل محفوظ ہے اور رہے گا،

(۲۰۰) قرآن، اسرار و رموز کے لحاظ سے نامحدود ہے اسی لیے اِس کی تفسیر کسی پر ختم نہ ہوگی۔ اور ہر زمانہ اِس کو یکساں قبول کریگا، اِس حیثیت سے نیز عبارت کی معجزانہ فصاحت کی حیثیت سے قرآن معجزہ ہے۔

(۲۰۱) قرآن پورا، ایک دفعہ نہیں اُترا، تھوڑا، تھوڑا کرکے رفتہ رفتہ اُترا

(۲۰۲) قرآن، اُترتے ہی کتابت و حفظ زبانی، دونوں طریقوں سے محفوظ کرلیا جاتا تھا۔

(۲۰۳) قرآن، عہد نزول ہی میں، معنوی تدوین، پاچکا تھا، یعنی اِس کے اجزا میں ذہنی ترتیب ہوچکی تھی، عہد ما بعد میں صرف تدوین صوری ہوئی،

(۲۰۴) قرآن کی اصح و اصلح تفسیر، حدیث ہے،

(۲۰۵) قرآن کی تفسیر کا حق، ہر مسلمان کو ہے، بشرطیکہ اس میں

اہلیتِ تفسیر کی تمام شرطیں جمع ہوں،

فصل ۱۸ (اسلام)

(۲۰۶) اسلام، آخری دین ہے جو آخری نبی (محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم) کو آخری کتاب (قرآن) کے ذریعہ، دیا گیا، اِس کا دورہ آخرِ دنیا تک ہے، آخرِ دُنیا تک یہی رہے گا، کوئی اور دین نہ آئے گا۔

(۲۰۷) اسلام معلوم و نامعلوم، تمام ادیان آلٰہی کا جامع ہے ساتھ ہی سب کا ناسخ بھی ہے، پس اب اِسلام کے سوا کوئی دین مستقل حیثیت میں جائز العمل نہیں نہ نجاۃ کے لیئے کافی،

(۲۰۸) اسلام ہر زمانہ میں یکساں مفید و قابل عمل ہے۔

(۲۰۹) اسلام، نسخ سے بالکل محفوظ ہے اور رہے گا۔

(۲۱۰) اسلام کا تارک، کافرِ جہنمی ہے، اور اس کا مرتد بھی کافر اور جہنمی ہے

(۲۱۱) اسلام کے احکام و مسائل کے ماخذ اور بلفظ دیگر ادلہ چار ہیں، کتاب (قرآن)، سُنت (حدیث) اجماع، قیاس، انہیں سے کتاب، سنت، اجماع، دلائلِ قطعی ہیں اور قیاس دلیل ظنّی ہے،

(۲۱۲) اسلام، ایمان سے عام ہے، ہر مؤمن مسلم ہے، مگر ہر مسلم مؤمن نہیں، منافق جو مومن نہیں ہے، مسلم ہے، چنانچہ منافق کا حشر آخرت

یں کچھ ہو دنیا میں اس کے ساتھ مسلم کا سا سلوک کیا جائے گا،
ایمان، حقیقی اسلام کا نام ہے۔

(۲۱۳) اسلام (ظاہری)، نجاۃ کے لیے کافی نہیں ہے، ایمان،
(اسلام حقیقی) بھی درکار ہے۔

(۲۱۴) ایمان بلا شرط آخری نجاۃ کے لیے کافی ہے البتہ کامل
نجاۃ کے لیے کافی نہیں ہے، اس کے لیے عمل شرط ہے، اور عمل بھی
عمل مقبول، پس اگر عمل نہیں ہے، تو شروع میں، مواخذہ وسزا ضروری
ہے، بشرطیکہ محض فضل سے معافی نہ ہو جائے، آخر میں ایمان کا ثمرہ
ظاہر ہو گا یعنی نجاۃ ملے گی، اور ایمان کے ساتھ عمل بھی ہے تو کامل
نجاۃ نصیب ہو گی یعنی شروع ہی سے نجاۃ ملے گی،

(۲۱۵) ایمان کی دو قسمیں ہیں، ایمان اجمالی، ایمان تفصیلی، ایمان
اجمالی اس کلیۃ کا اعتقاد ہے کہ کتاب الٰہی میں جو کچھ بتایا گیا ہے۔
وہ سب حق ہے، ایمان تفصیلی، ہر ہر مسئلہ اور ہر ہر حکم کا علیحدہ علیحدہ
اعتقاد ہے، نفس ایمان جو نجاۃ کی ضروری شرط ہے۔ ایمانِ اجمالی سے
حاصل ہوتا ہے، البتہ کمال ایمان کے لیے ایمانِ تفصیلی چاہیے۔

(۲۱۶) ایمان اجمالی کی نفس صحت دلیل عقلی پر موقوف ہے۔ ایمان
تفصیلی کی نفس صحت دلیل عقلی پر موقوف نہیں ہے، البتہ اس کا کمال

دلیل عقلی پر موقوف ہے،

فصل ۱۹ صحابی

(۲۱۷) نبوت کے بعد صحابیت یا حواریت کا مرتبہ ہے، نبی کا معاصر پیرو صحابی ہے۔

(۲۱۸) حُبِ صحابہ جزوِ ایمان ہے،

(۲۱۹) صحابی، ایمان میں غیر صحابی سے افضل ہے، صحابی خواہ کتنا ہی معمولی درجے کا ہو اور غیر صحابی خواہ قطب الولایت کیوں نہ ہو صحبت نبی کا شرف نبوت کے بعد بہترین شرف اور صحبت نبی کی جلا آئینۂ ایمان کے لیے بہترین جلا ہے،

(۲۲۰) صحابی، معصوم نہیں ہے، البتہ نبی کے بعد، سب سے زیادہ محفوظ اور متّقی ہے،

(۲۲۱) صحابۂ اسلام میں دس شخص ہیں جن کے جنتی ہونے کی بشارت وحی سے اسی دُنیا میں آچکی ہے، یہ دس عشرۂ مبشّرہ کہلاتے ہیں۔ نام یہ ہیں:-

ابوبکرؓ عمرؓ عثمانؓ - علیؓ - سعدؓ

سعیدؓ - ابوعبیدہؓ - طلحہؓ - عبدالرحمٰنؓ - زبیرؓ

(۲۲۲) صحابہ مین سب سے بڑا مرتبہ ابوبکر صدیق کا ہے - اسکے بعد

فصل ۲: خلیفہ

(۲۲۲) اسلام میں (نبوت) کے بعد، خلافت اور بلفظ دیگر امامت ضروریات دین سے ہے، نبی کے بعد خلیفہ کے بغیر دین کا نظم و نسق محال ہے۔

(۲۲۳) خلافت، نبوت کی طرح الٰہی منصب نہیں ہے، تاہم روحانی منصب ہے، اور اعلیٰ ترین منصب، اسی لیے اس کے استحقاق کی پہلی شرط اعلیٰ ترین روحانیت ہے، البتہ بحالت مجبوری یہ شرط ترک بھی کی جا سکتی ہے، اور صرف ظاہری اہلیت پر خلافت مسلم ہو سکتی ہے، مگر یہ خلافت ناقصہ ہوگی، اسی لیے خلافت کی دو قسمیں کر دی گئی ہیں خلافت[1] راشدہ، خلافت[2] عامہ (گویا خلافت کاملہ و خلافت ناقصہ)

(۲۲۴) خلافت اور صحابیت دونوں کہیں جمع ہو جاتی ہیں، مثلاً خلفائے اربعہ، ابوبکر، عمر، عثمان، علی رضوان اللہ علیہم اجمعین، ہیں، کہیں الگ الگ ہوتی ہیں۔ مثلاً عام صحابہ کہ وہاں صحابیت ہے خلافت نہیں۔ اور عام خلفا کہ وہاں خلافت ہے صحابیت نہیں۔

(۲۲۵) خلیفہ نبی کا جانشین ہوتا ہے اب ایک خلیفہ اگر ظاہر و باطن، دونوں میں جانشین ہے تو خلیفۂ راشد ہے ورنہ خلیفۂ عام،

(۲۲۶) خلفاء اسلام کا سلسلہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد سے ابتک برابر قائم رہا اور اصولاً تا قیامت قائم رہنا چاہیے،

(۲۲۷) اسلام کے خلفاء راشدین مسلسل چار گذرے ہیں، جو صحابہ بھی تھے - ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ، یہ چاروں، افضل الصحابہ، افضل الخلفا ہیں، اور خود ان میں ترتیب فضیلت ترتیب خلافت کے ساتھ ہے، پہلے ابوبکرؓ پھر عمرؓ پھر عثمان پھر علیؓ اِن کے بعد خلافت راشدہ کا تسلسل ٹوٹ گیا البتہ بیچ بیچ میں کبھی کبھی کوئی خلیفۂ راشد پیدا ہوتا رہا، مگر مطلق خلافت کا تسلسل قائم رہا گو خلافتِ عامّہ کی شکل میں۔

(۲۲۸) خلافت عامّۃ کے استحقاق کی صرف تین شرطیں ہیں، اسلام اقتدار تام، استعداد حسن انتظام۔

فصل ۱۲ (مجدد)

(۲۲۹) نبوت کے بعد، ایک اہم درجہ مجددیت ہے جس کا کام دین کی تجدید و احیا ہے۔

(۲۳۰) مجددیت، و خلافت میں فرق ہے۔ خلافت زیادہ تر ظاہری انتظامی منصب ہے مجددیت، خالص باطنی علمی منصب ہے، علاوہ ازیں خلافت الٰہی منصب نہیں ہے اسی لیے روحانیت اس کی ضروری

شرط نہیں ہے۔ روحانیت کے بغیر بھی خلافت مانی جا سکتی ہے۔
مجددیت الٰہی منصب ہے گو نبوت سے کم درجہ کا اور نبوت ہی کی
ظلّیت کا اسی لیے روحانیت اس کی ضروری شرط ہے۔ اور اسی لیے
خلافت انسانی انتخاب سے بھی متعین ہو سکتی ہے، مجددیت امر الٰہی پر
منحصر ہے، انتخاب انسانی کا ہاتھ اس میں دخل نہیں دے سکتا۔
(۲۳۱) مجددیت و خلافت کہیں جمع ہو جاتی ہیں مثلاً خلفاء اربعہ رضوان
اللہ علیہم اجمعین میں۔ کہیں الگ رہتی ہیں، جیسے عام خلفا اور عام مجددین
ہیں۔
(۲۳۲) مجدد صرف دو قسم کے ہیں۔ مجدد مائة، مجدد الف، صدی کا
مجدد اور ہزار کا مجدد۔

(فصل ۲۲ مجتہد)

(۲۳۳) نبوت کے بعد ایک اہم درجہ اجتہاد کا ہے، جس کا کام دین کی
تدوین و تفصیل ہے۔
(۲۳۴) اجتہاد و خلافت میں فرق ہے، خلافت انتظامی منصب ہے
اور اجتہاد علمی منصب، اجتہاد و مجددیت میں ظاہر و باطن کا فرق ہے
اجتہاد ظاہری منصب ہے، مجددیت باطنی منصب،

(۲۳۵) اجتہاد، مجددیت، خلافت تینوں منصب کہیں جمع ہوجاتے ہیں جیسے خلفاء اربعہ میں، کہیں الگ الگ ہوتے ہیں جیسے عام خلفاء عام مجددین، عام مجتہدین میں،

(۲۳۶) اجتہاد میں غلطیاں ممکن ہیں، اور یہ غلطیاں معاف ہیں،

(۲۳۷) اجتہاد کا عمل ایک نیکی ہے جس پر مجتہد کو اجر ملتا ہے، اگرچہ عمل اجتہاد میں غلطی ہی کیوں نہ ہوجائے، گویا غلطی تابع اجر نہیں ہے، البتہ صواب مزید اجر کا موجب ہے۔ پس مجتہد کو ہر حال میں اجتہاد کا اجر ملتا ہے، البتہ غلطی میں ایک ہی اجر ملتا ہے، اور صواب میں دو اجر ایک اجتہاد کا دوسرا صواب کا۔

(۲۳۸) ہر شخص مجتہد ہوسکتا ہے بشرطیکہ اجتہاد کی شرطیں جمع ہوں۔

(۲۳۹) اجتہاد، صرف غیر منصوص و غیر مصرح مسائل میں جائز ہے - منصوص و مصرح مسائل میں نہیں،

(۲۴۰) اجتہاد اصول سے فروع کا قیاس ہے اور اُس کا مبنے تین چیزیں ہیں، کتاب، سُنّت، اجماع، ان تینوں کی مطابقت صحتِ اجتہاد کی پہلی شرط ہے -

---

فصل ۲۳ - (ولی)

(۲۴۱) نبوت کے بعد ایک اہم درجہ (ولایت) ہے، جو زیادہ تر ایک ذاتی اور خالص روحانی مرتبہ ہے، جو عبارت ہے عرفان و وصول الے اللہ سے جو نبی کی کامل پیروی اور روح کی استعداد خاص کے ذریعے حاصل ہوتا ہے۔

(۲۴۲) ولایت اور خلافت و اجتہاد میں ظاہر و باطن کا فرق اور ذاتی وخارجی حیثیت کا فرق ہے اور ولایت و مجددیت میں فرق صرف ذاتی و خارجی حیثیت کا ہے

(۲۴۳) ولایت اور مناصب ثلثہ کہیں سب کے سب یکجا ہو جاتے ہیں، جیسے خلفا اربعہ میں کہیں الگ الگ ہوتے ہیں، جیسے عام اولیا میں۔ لیکن ولایت و مجددیت میں فرق عام وخاص کا ہے، ہر مجدد ولی ہے، ہر ولی مجدد نہیں ہے،

(۲۴۴) معجزے کی طرح کرامت ممکن، امر واقع اور ولایت کی ایک دلیل ہے،

(۲۴۵) کرامت و معجزہ میں، دو فرق ہیں۔ ایک یہ کہ کرامت ولی سے صادر ہوتی ہے اور معجزہ نبی سے، دوسرے یہ کہ کرامت کی حد معجزے سے تنگ ہے۔ جتنے بڑے بڑے واقعات معجزے سے وقوع میں آسکتے ہیں کرامت سے وقوع میں نہیں آسکتے۔

(۲۴۶) کرامت اور سفلی خوارق میں وہی فرق ہے جو معجزہ اور سفلی خوارق

مین ہے۔

فصل ۲۴ (عالم)

(۲۴۷) نبوت کے بعد ایک اہم درجہ اعلم دین، ہے۔ جس کا کام دین کی ظاہری تعلیم و تبلیغ ہے

(۲۴۸) علم و ولایت مین ظاہر و باطن کا فرق ہے، اور علم و اجتہاد مین عام خاص کا فرق۔ ہر مجتہد عالم ہے، ہر عالم مجتہد نہین۔

(۲۴۹) عالم نبی کا ظاہری وارث ہے جیسے ولی، نبی کا باطنی وارث ہے

فصل ۲۵ (حیاۃ اولیٰ)

(۲۵۰) حیاۃ اولے (عالم اوّل کی حیاۃ انسانی، عمل کی حیاۃ ہے نتیجہ اس حیاۃ میں ضروری نہیں ہے۔

(۲۵۱) حیاۃ اولے مین نیک و بد کی حالت مخلوط ہے اکثر نیک بظاہر بُری حالت میں ہیں اور اکثر بد بظاہر اچھی حالت میں اور برعکس معاملہ بھی ہے، یعنی کچھ نیک اچھی حالت میں ہیں اور کچھ بد بری حالت میں، غرض کہ حیاۃ اولے نیک و بد کے انجام کا واضح معیار نہیں پیش کرتی

(۲۵۲) حیاۃ اولیٰ موت پر ختم ہو جاتی ہے۔

(۲۵۳) حیاۃ اولے، سلسلۂ حیاۃ کا، نہایت چھوٹا اور پہلا ٹکڑا ہے
(۲۵۴) حیاۃ اولے سے پہلے کوئی حیاۃ نہ تھی، البتہ روحِ بلا جسم کا وجود ممکن ہے۔

فصل ۲۶ (موت)

(۲۵۵) موت جو تعلق جسم و روح کی شکست سے عبارت ہے بلا استثنا ہر ذی روح کے لیے ہے۔

(۲۵۶) ہر ذی روح کی موت کا وقت علم آلہی میں پیشتر سے مقرر ہے جس سے موت ایک لحہ کے لیے آگے پیچھے نہیں ہوسکتی، وقت مقرر اور موت کا ساتھ ساتھ آنا اتنا ہی ضروری اور یقینی ہے جتنا کہ شام اور اندھیرے کا ساتھ ساتھ آنا۔

(۲۵۷) موت میں ظاہری اسباب کو دخل ہے مگر شرط کی حیثیت سے نہیں، مؤید کی حیثیت سے، اسباب ظاہری نہ ہوں اور وقت مقرر آپہنچے تو بھی موت کا بلا تاخیر آنا یقینی ہے۔

(۲۵۸) موت طبعی، و موت اتفاقی، دو موتیں نہیں ہیں۔ وہی ایک مقرر موت ہے جو اکثر طبعی موت کی شکل میں آتی ہے اور کبھی کبھی اتفاقی موت کی صورت میں۔ پس اُس شخص کی موت جو اتفاقاً آگ میں جل کر یا کسی کے

ہاتھ سے قتل ہو کر مرا ہے بجنسہٖ اُس شخص کی موت کی طرح مقرر موت ہے جو عمرِ طبعی پر پہنچ کر بیماری و سکرات کی منزلیں باقاعدہ طے کر کے مرا ہے۔

(۲۵۹) موت کا اثر روح کی ہستی پر کچھ نہیں پڑتا، صرف بدن کی ہستی پر پڑتا ہے وہ یہ کہ بدن کی قوت مقومہ فنا ہو جاتی ہے اور بدن آہستہ آہستہ منتشر ہوتا جاتا ہے۔

(۲۶۰) موت کے بعد، روح، ہمیشہ ہمیشہ باقی رہتی ہی۔ کبھی فنا نہیں ہوتی۔

(۲۶۱) موت کے ساتھ روح کے عمل کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے اور نتیجہ کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔

فصل ۴۷ (حیاۃ برزخ)

(۲۶۲) موت کے بعد اور حیاۃ قیامت (حیاۃ اُخریٰ) سے قبل ایک خاص قسم کی حیاۃ ہوتی ہی جس کا تعلق عالم مثال (برزخ) سے ہوتا ہی یہ حیاۃ برزخ کہلاتی ہی حیاۃ برزخ میں روح، اعمال کے خفیف نتیجے پانے لگتی ہے اچھے بُرے دونوں قسم کے۔

(۲۶۳) حیاۃ برزخ میں، روح جسم مادی اختیار نہیں کرتی۔ البتہ جسمِ مثالی یا وہی پہلا جسم مادی تھوڑی مدت کے لیے۔

(۲۶۴) حیاۃ برزخ کے حاصل ہو لینے کے بعد روح دوبارہ عالم اول میں جسمانی تعلق کے ساتھ نہیں آتی۔

(۲۶۵) حیاۃ برزخ میں روح ادراک و احساس باقی رکھتی ہے اور اس لیے وہ عالم اوّل کی چیزوں کا ادراک کر سکتی ہے۔

(۲۶۶) حیاۃ برزخ میں روحوں کے مقامات مختلف ہوتے ہیں۔ مثلاً فضا، آسمانی مختلف آسمان، تحت العرش، علیّین، سجّین، اسیطرح حالات مختلف ہوتے ہیں۔ مثلاً آزاد، مقید، مثاب، معذّب۔

(۲۶۷) حیاۃ برزخ میں روح جنّت و جہنّم سے الگ جزا و سزا باقی ہے اور یہ جزا سزا جنّت و جہنم کی اصلی جزا و سزا کی ایک جھلک یا ایک حصّہ ہوتا ہے، اسی کو قبر کا عذاب و ثواب کہتے ہیں۔

(۲۶۸) حیاۃ برزخ کا ابتدائی اہم واقعہ منکر و نکیر کا سوال ہے، جس کے بعد ثواب یا عذاب شروع ہو جاتا ہے۔

فصل ۲۸ (حیاۃ اُخریٰ)

(۲۶۹) حیاۃ برزخ کے بعد قیامت کے وقت ایک حیاۃ دی جاتی ہے یہ حیاۃ اُخریٰ ہے۔

(۲۷۰) حیاۃ اُخریٰ و حیاۃ برزخ میں حسب ذیل فرق ہیں (۱) حیاۃ

برزخ کبھی ایک وقت تمام انسانوں میں عام نہیں ہوتی۔ حیاۃ اُخرے ایک وقت عام ہوتی ہے (۲) حیاۃ برزخ عموماً جسم مادّی سے خالی ہوتی ہے، حیاۃِ اُخرے جسم مادی سے متعلق ہوتی ہے (۳) حیاۃ برزخ کامل جزاو سزا سے مقابل نہیں ہوتی، حیاۃ اُخرے کامل جزا و سزا سے مقابل ہوتی ہے،

(۲۷۱)۔ حیاۃ اُخرے کا آغاز، اس وقت سے ہوتا ہے جس کو قیامت کہتے ہیں اور اختتام کہیں نہیں ہوتا کہ حیاۃ اُخرے ابدی ہے،

(۲۷۲)۔ حیاۃ اُخرے خالص نتیجہ کی حیاۃ ہے، یہاں عمل تکلیفی نہیں ہے،

فصل ۲۹ (بعث و قیامت)

(۲۷۳) قیامت عالم کے نظام موجود کی بربادی اور نظام جدید کی تمہید ہے،

(۲۷۴)۔ قیامت و بعث ساتھ ساتھ ہوں گے،

(۲۷۵)۔ قیامت کا وقت مقرر صراحۃً بتایا نہیں گیا، البتہ کچھ علامتیں بتائی گئی ہیں۔

(۲۷۶)۔ علاماتِ قیامت دو طرح کی ہیں، ایک قرب قیامت کی، دوسری آغاز قیامت کی، قرب قیامت کی علامات یہ ہیں، دھواں نکلنا،

دجّال کا خروج دآبّہ نکلنا، سورج کا پچھم سے نکلنا، عیسیٰ بن مریم کا اترنا یاجوج ماجوج کا نکلنا، تین خسف (زمین دھنسا) ایک مشرق میں، دوسرا مغرب میں، تیسرا جزیرہ عرب میں، مہدیؑ کا ظہور، آغاز قیامت کی علامات یہ ہیں :- یمن سے آگ نکلنا، صُور پھنکنا، مُردوں کا قبروں میں جی اٹھنا،

(۲۷۷)۔ عین قیامت کے اہم واقعات یہ ہیں، میدان قیامت کی طرف خلق کا چلنا اور جمع ہونا، ایک میل کے فاصلہ پر سورج کا لٹک آنا اللہ تعالیٰ کا ظہور عام اور خلق کا عام سجدہ، صراط سے خلق کا گذرنا، اعمالناموں کا کھلنا، اعمال کا وزن وحساب، رؤیت الٰہی، اللہ تعالیٰ سے بیحجاب کلام، شفاعت محمدی، جنت وجہنم کا داخلہ،

(۲۷۸)۔ قیامت کا مرتب نقشہ یہ ہے، عالم کا نظام موجود جب مدت اختتام کو پہونچ جائے گا، اسرافیل نفخ صور کی ابتدا کریں گے، یہ نفخہ عالم میں فزع وانتشار پیدا کردے گا، اس نفخہ کا نام نفخہ فزع ہے اس کے بعد دوسرا نفخ صور ہوگا، اس نفخہ میں ملک الموت تمام ذی ارواح کی روحیں ذیل کے تیرہ شخصوں کے سوا، قبض کریں گے، آسمان پر جبرئیل، میکائیل، اسرافیل، عزرائیل، آٹھ حملۃ العرش، زمین پر ابلیس، یہ نفخہ نفخۂ صعق ہے، پھر ملک الموت ابلیس کی روح قبض

کریں گے، پھر غیر ذی روح چیزوں کو فنا کریں گے، پھر جبرئیل، میکائیل، اسرافیل، اور حاملین عرش کی روحیں قبض کریں گے، پھر بامر الٰہی خود جان دیدیں گے، اس وقت عالم تمام و کمال فنا ہو جائے گا، صرف ذات الٰہی باقی رہ جائیگی، اس کے بعد بعث و حشر ہو گا، صورت یہ ہو گی۔ پہلے اسرافیل جلائے جائیں گے، پھر جبرئیل میکائیل، عزرائیل، پھر رضوان، پھر براق، جو قبر نبوی پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری کے لیے لایا جائیگا، پھر نبی صلے اللہ علیہ وسلم، پھر ایک وجود آفرین بارش ہو گی جس سے مخلوق، گھاس کی طرح اُگ آئیگی، پھر آلودۂ معاصی زمین پاک وصاف کی جائیگی، پھر اسرافیل تیسرا نفخ صور، کریں گے، اس سے تمام مُردے جی اُٹھیں گے یہ نفخۂ البعث ہے، پھر لوگ قبروں سے نکل نکل کر ایک مقام پر مدت تک کھڑے رہیں گے، پھر میدانِ حشر میں پہونچائے جائیں گے، اس وقت سورج ان کے سروں سے قریب ہو جائے گا، پھر فیصلہ شروع ہو گا، پھر جنت قریب کی جائیگی اور جہنم نکالا جائے گا، پھر اعمالنامے کھلیں گے، پھر میزانِ عمل میں اعمال تولے جائیں گے، پھر صراط سے گذارے جائیں گے جو جہنم پر بنی ہو گی، اس کے بعد نیک جنت میں اور بد جہنم میں داخل کر دیے جائیں گے،

(۲۷۹)۔ بعث (مردوں کا جی اُٹھنا) کی ابتدا تیسرے نفخ صور (صور پھنکنا) سے ہوگی اور وہ نفخ صور ہی کا نتیجہ ہوگا،

(۲۸۰)۔ بعث۔ حیاۃ اُخرے کی ابتدا ہے،

(۲۸۱) بعث میں اجزاء اصلیہ کے لحاظ سے وہی پرانا جسم ہوگا جس سے عالم اول میں روح متعلق تھی، البتہ اجزاء زائدہ بدلے ہونگے اس اعتبار سے اس کو نیا جسم بھی کہہ سکتے ہیں،

(فصل ۳۰ (مواخذۃ ومحاسبۃ)

(۲۸۲)۔ قیامت کا اوّلین مقصود بالذات واقعہ، مواخذہ ومحاسبۃ ہے

(۲۸۳)۔ مواخذۃ ومحاسبہ، ظلم ورعایت ہر طرح کی ناانصافی سے پاک ہوگا،

(۲۸۴)۔ محاسبۃ، اعمالناموں، اور اعضا کی گواہیوں کے ثبوت کے ساتھ عمل میں آئے گا،

(۲۸۵) محاسبۃ میں، جزا وسزا کی مقدار صحیح قائم کرنے کے لیے میزان عمل میں اعمال وزن کیے جائیں گے،

(۲۸۶)۔ محاسبۃ کے بعد فضل ومغفرۃ کا امکان ہے، جو ناانصافی نہیں، رحمت ورافت کے مظاہر ہوں گے،
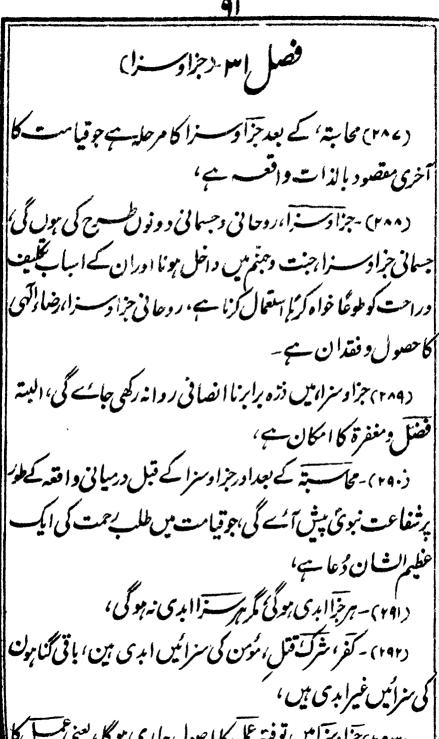
فصل ۱۳ (جزا و سزا)

(۲۸۷) محاسبہ، کے بعد جزا و سزا کا مرحلہ ہے جو قیامت کا آخری مقصود بالذات واقعہ ہے،

(۲۸۸) ۔جزا و سزا، روحانی و جسمانی دونوں طرح کی ہوں گی، جسمانی جزا و سزا جنت و جہنم میں داخل ہونا اور ان کے اسباب تکلیف و راحت کو طوعاً خواہ کرہاً استعمال کرنا ہے، روحانی جزا و سزا رضاء الٰہی کا حصول و فقدان ہے۔

(۲۸۹) جزا و سزا میں ذرہ برابر ناانصافی روا نہ رکھی جائے گی، البتہ فضل و مغفرۃ کا امکان ہے،

(۲۹۰) ۔محاسبہ کے بعد اور جزا و سزا کے قبل درمیانی واقعہ کے طور پر شفاعت نبوی پیش آئے گی، جو قیامت میں طلب رحمت کی ایک عظیم الشان دعا ہے،

(۲۹۱) ۔ہر جزا ابدی ہوگی مگر ہر سزا ابدی نہ ہوگی،

(۲۹۲) ۔کفر، شرک، قتل مومن کی سزائیں ابدی ہین، باقی گناہون کی سزائیں غیر ابدی ہیں،

(۲۹۳) جزا و سزا میں توفیۃ عمل کا اصول جاری ہوگا، یعنی عمل کا

کوئی حصہ عوض سے خالی نہ رہے گا، نیک عمل کا ذرہ ذرہ جزا پائے گا
اور بد عمل کا ذرہ ذرہ سزا پائے گا، مگر مغفرۃ کی صورت مستثنیٰ ہے
(۲۹۴) ہر مختتم سزا ختم مدت کے بعد جزا میں بدل جائے گی، اس
قسم کی سزاؤں کے سزا یافتہ جہنم سے نکال نکال کر جنت میں داخل
کیے جائیں گے،

فصل ۳۲ (فضل و مغفرۃ)

(۲۹۵) اللہ تعالیٰ ظلم و نا انصافی نہیں کرتا، مگر بخشش و درگذر کرتا
ہے بخشش و درگذر کا نام فضل و مغفرت ہے،
(۲۹۶)۔ مغفرۃ کا امکان اس قدر وسیع ہے کہ شرک کے سوا ہر گناہ
امیدوار مغفرت ہو سکتا ہے،
(۲۹۷)۔ فضل و مغفرۃ، بظاہر اصول و قانون کے یقینی نظم سے باہر
ہیں، وہ صرف آزاد مرضی کے ماتحت ہیں، مرضی الٰہی جہاں چاہے ان کو
صرف کرے، دونوں اللہ تعالےٰ کے خاص حق ہیں،
(۲۹۸)۔ فضل ہر بندہ کا حق ہے، مگر اہل ایمان کو خصوصیت ہے،
(۲۹۹)۔ فضل عموماً دس گنی مقدار میں ہوتا ہے، یعنی ایک عمل کا اصلی
ثواب فضل میں دس گنا ہو جاتا ہے اور خاص حالات میں دس گنے سے

بھی افزونی ہوتی ہے اور افزونی کی کوئی حد نہیں،

(۳۰۰)۔ فضل نیکی سے مخصوص ہے اور مغفرت گناہ سے،

(۳۰۱)۔ فضل و مغفرۃ، عدل کے منافی نہیں ہیں۔ عین مطابق ہیں

(۳۰۲)۔ فضل و مغفرۃ کے معمولی ذرائع، اعمال انسانی میں توبہ و دعا ہیں جن کا مؤثر وقت حالتِ نزع سے قبل تک ہے،

(۳۰۳)۔ توبہ کا حق عام ہے، اس سے کافر مشرک بھی نفع اٹھا سکتے ہیں، مگر دعا کا نفع ایمان سے مشروط ہے،

فصل ۳۳ (نجاۃ)

(۳۰۴)۔ نجاۃ، انسان کا آخرترین اور ضروری ترین مقصد ہے، جس کا فقدان، سارے سرمایۂ ہستی کا فقدان ہے، تکالیف اُخروی سے رہائی۔ اور مرضی الٰہی کا حصول نجاۃ ہے،

(۳۰۵)۔ نجاۃ کی قطعی راہ اور شرط، دین الٰہی کی اور ظہور اسلام کے بعد بالخصوص اسلام کی کامل پیروی ہے، رسمی و حقیقی دونوں حیثیتوں سے

(۳۰۶)۔ نجاۃ کافر و مشرک کی دو صنفوں پر قطعی حرام ہے، اس فرق کے ساتھ کہ مشرک کے لیے قطعیتِ حرمت بحیثیت اصول ہے اور کافر کے لیے صرف بحیثیتِ واقعہ، فرق کا نتیجہ یہ ہے کہ مشرک کی نجاۃ، قطعی

ناممکن ہے اس کی نجاۃ کا کوئی ذریعہ باقی نہیں کیونکہ اس کی مغفرت سے صاف انکار کر دیا گیا، لیکن کافر کی نجاۃ، امکان سے محروم نہیں ہے کیونکہ اس کی مغفرت کا صاف انکار نہیں کیا گیا،

(۳۰۷)۔ کفر و شرک اور بعض دوسرے ہم پایہ گناہوں کے علاوہ، تمام گناہ محدود العوض ہیں، پس ان کے گنہگار ان گناہوں کی مقررہ سزا پانے کے بعد یقیناً نجات پائیں گے، اور ان میں سے اکثر کے لیے سزا پائے بغیر بھی نجات پانا ممکن ہے، اس طرح کہ ان کے گناہ معاف کر دیے جائیں،

(باب ۲ اَولیات)

(۳۰۸) مہمات اَولیات کی مجمل فہرست یہ ہے

(۱) انسان کی حیاۃ اُولیٰ (۲) نبوت (۳) کتاب الٰہی (۴) معجزات (۵) خلافت (۶) مجددیت (۷) اجتہاد (۸) ولایت (۹) کرامات (۱۰) علم (۱۱) ایمان (۱۲) عمل (۱۳) ہدایت (۱۴) اضلال (۱۵) موت

(باب ۳ اُخرویات)

(۳۰۹)۔(۱) حیاۃ برزخ (۲) سوال نکیرین (۳) عذاب و ثواب قبر

(۴) علامات قیامت (۵) قیامت (۶) بعث وحشر (۷) سفر صراط (۸) حساب کتاب (۹) عام رؤیت الٰہی (۱۰) سجدۂ عامہ (۱۱) شفاعت محمدی (۱۲) داخلۂ جنت وجہنّم (۱۳) سزا وجزا (۱۴) جنت (۱۵) جہنم

خاتمہ

(لزوم کفر)

حصۂ نظریات کے خاتمہ پر مناسب بلکہ ضروری ہے کہ احترام عقائد وحفظ ایمان کی غرض سے لزوم کفر کا ضروری مسئلہ بتا دیا جائے ساتھ ہی ان مسائل کی ایک تمثیلی فہرست دیدی جاے جن سے کفر پیدا ہوتا ہے لزوم کفر کا ضابطہ یہ ہے کہ ہر وہ بات جو کسی اصول دین کو توڑنے والی ہو کفر کا سبب ہے اور جائز ہے کہ اس بات پر اس شخص کی تکفیر کی جائے مگر آگاہ رہنا چاہیے کہ یہ کفر کفر کلی نہیں ہے جو دین کے انکار مطلق سے پیدا ہوتا ہے۔ یہ کفر جزئی ہے جو ایمان کلی کے ساتھ جمع ہو سکتا ہے، پس اس کفر کا مرتکب، عین اس وقت جبکہ وہ کافر ہے مؤمن بھی ہے، البتہ کامل مؤمن نہیں، ناقص مؤمن، غرضکہ اس قسم کا کفر لازم آجانے سے اسلام سے خروج نہیں ہو جاتا، اس اطمینان کے باوجود تکفیر میں نہایت احتیاط واعتدال لازم ہے کیونکہ عوام کفر میں مراتب کا فرق نہیں کر سکتے ان کے مشرب وملت میں ہر درجے کے کافر ایک ہی درجہ کے کافر شمار

کیے جائیں گے، نتیجہ یہ ہو گا کہ ذرا ذرا سی بات پر فتنہ و فساد کا بازار گرم رہا کرے گا اور اسلام کا نظام امن وجمعیۃ پراگندہ ہو جائے گا، جو زوال کا یقینی پیش خیمہ ہے مگر ساتھ ہی ساتھ خاص حالات مجبوری میں تکفیر کا عمل ضروری بھی ہے، تاکہ جہلا و معاندین دین، حد سے باہر پاؤں پھیلانے نہ لگیں اور ایسا نہ ہو کہ امن وجمعیت کی خاطر اصل دین ہی رخصت ہو جائے

ذیل میں تمثیلاً چند مسائل کفریہ کی فہرست حوالۂ قلم ہے،

(ضمیمہ فہرست کفریات)

(۱) سحر خوانی، بشرطیکہ سحر کا کوئی جز، خلاف ایمان ہو۔ ورنہ فقط فسق،

(۲) رحمتِ الٰہی سے ناامیدی،

(۳) قہر الٰہی سے بے خوفی،

(۴) نجومی کی غیب دانی اور اس کی غیبی خبروں کی تصدیق،

(۵) رمل جفر نجوم کی تصدیق،

(۶) تحقیراً ترک سنت،

(۷) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دعوئے نبوت،

(۸) الفاظ کفر بولنا،

(۹) متواتر حدیثوں کا انکار،

(۱۰) باجے پر قرآن یا نعت پڑھنا،

(۱۱) قرآن کی الہامیت کا انکار،

(۱۲) کلمات قرآن کی ظریفانہ تفسیر مثلاً یہ کہنا کہ میں تنہا نماز پڑھتا ہوں کیونکہ قرآن میں آیا ہے اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی۔

(۱۳) حرام کھانے پر اللہ تعالیٰ کا شکر بھیجنا،

(۱۴) ناپاکی میں ریاءً نماز پڑھنا،

(۱۵) تحقیراً ترک نماز

(۱۶) علما سے بغض ناحق رکھنا یا ان کی توہین کرنا،

(۱۷) مونچھیں کتروانے کو برا کہنا،

(۱۸) مجلسِ علم سے بے پروائی جتانا،

(۱۹) احکام علما کو ناممکن العمل بتانا،

(۲۰) دین کی ہنسی اڑانا،

(۲۱) کافر کو مسلمان بنانے میں دیر کرنا،

(۲۲) کسی کے حق میں کافر ہونے کی بد دعا کرنا،

(۲۳) ہر دین میں اپنا شمار کرنا،

(۲۴) بت سازی،

(۲۵) کسی مسلمان ہونے والے سے یہ کہنا کہ تیرے دین میں کیا خرابی تھی جو تو مسلمان ہو گیا،

(۲۶) کسی پر مرتد ہونے کا غلط فتوے دینا،

(۲۷) اسلام سے بیزاری جتانا،

(۲۸) مذاہبِ کفر میں سے ایک کو دوسرے پر ترجیح دینا مگر مشابہت بالاسلام کی حیثیت سے ترجیح کفر نہیں ہے۔

(۲۹) ارادۂ کفر ظاہر کرنا،

(۳۰) تشبیہ کی نیت سے غیر مذہب والوں کے شعائر اختیار کرنا،

(۳۱) یہود و نصاریٰ کے ساتھ شکل میں مشابہت،

(۳۲) پابندیِ شریعت کی نصیحت کے جواب میں درستیِ باطن کو کافی بتانا،

(۳۳) مسلمانوں پر کافروں کو فضیلت دینا،

(۳۴) کفار کے تہواروں میں کفار کو خواہ مسلمانوں کو تحفہ بھیجنا،

(۳۵) حرام چیزوں کے حلال ہونے کی آرزو کرنا،

(۳۶) مسلمانوں کو شراب فروشی کی اجازت دینا،

(۳۷) فرایض و طاعات کو عذاب کہنا،

(۳۸) ثواب کی امید پر حرام مال کی خیرات کرنا،

(۳۹) منصوص محرمات کے غیر منصوص ہونے کا دعوے

(۴۰) امر بالمعروف (دعوۃِ دین) کو فضول بتانا،

(۴۱) احکام شریعت سے سلاطین کو مستثنیٰ بتانا،

(۴۲) تعظیماً زمیں بوسی،

(۴۳) قبل از وقت موت آنے کا قول۔

(۴۴) اخرویات (مثلاً قیامت، جنت، جہنم) کا انکار یا تحقیر،

(۴۵) طعن علے اللہ،

(۴۶)۔ محرمات کی حلت کی آرزو،

حصہ ۲ عملیات

ذہن نشین ہونا چاہیے کہ عملیات کا حصّہ (فقہ) کے نام سے ایک مستقل فن بن گیا ہے اور مستقل فن کی شکل میں اس کی بحث کو تفصیل و وضاحت کا پورا حصہ دیا جاتا ہے "العقائد" میں اس کی حیثیت ضمنی ہے، اس لیے "العقائد" میں اس کی بحث، اجمال کی حد سے آگے بڑھ نہیں سکتی، جس کی غایت فنّ عقائد کی صرف نقشہ بری ہوگی، تفصیل کے لیے کتب فقہیہ کی طرف رجوع کرنا چاہیے،

عملیّات

(باب ۱) فرائض

(فصل ۱) فرائض خمسہ

فرائض خمسہ، اسلام کے عملی ارکان ہیں، ان کے بغیر عملی اسلام نصیب نہیں ہو سکتا، دوسرے لفظوں میں انسان عملاً مسلمان نہیں ہو سکتا، ان کا تارک عملی اسلام کا تارک ہے،

نتیجہ میں اس کو عملی پہلو سے کافر کہا جا سکتا ہے اگرچہ وہ مطلق کافر نہیں ہے۔

فرائض خمسہ ایک حیثیت سے عقائد نظری کے نتیجے اور پھل ہیں، عقائد نظری کی تعلیم و تنقیش کا ایک خاص منشا یہ بھی ہے کہ طبیعت اس اثر سے فرائض خمسہ کی تعمیل پر آمادہ ہو جائے، پس اگر طبیعت میں فرائض خمسہ کی پروا پیدا نہ ہوئی تو سمجھنا چاہیے کہ عقائد نظری کی تعلیم بے ثمر رہی،

فرائض خمسہ، ایک اور پہلو سے بھی اہمیت رکھتے ہیں، وہ یہ کہ مسلمہ طور پر دین کا ایک بڑا مقصد، تکمیل اخلاق ہے، اور فرائض خمسہ تکمیل اخلاق کے لیے اکسیر کا نسخہ ہیں۔ پس فرائض خمسہ سے پہلوتہی درحقیقت دین کے مقصد خاص سے پہلوتہی ہے، الغرض فرائض خمسہ ایک مسلمان کے لیے ہر پہلو سے ناگزیر ضروریات ہیں جن کے متعلق انسان کے لیے دو ہی راہیں ہیں، یا تو ان کی پوری پوری تعمیل کرے یا خسارۂ دارین پر راضی ہو جائے۔

(۳۱۰) ۔ فرائض خمسہ یہ ہیں ۔ اقرار کلمۂ توحید، نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، پانچوں ارکان اصل فرضیت میں برابر ہیں، لیکن شرائط فرضیت کے لحاظ سے مختلف الدرجات ہیں، تفصیل یہ ہے:

اقرار کلمۂ توحید تمام عمر میں صرف ایک دفعہ فرض ہے، ایک دفعہ کا اقرار تمام عمر کو کفایت کرتا ہے، فرضیت حج کا کوئی وقت مقرر نہیں، نہ وہ، ہر مسلمان کے لیے عام ہے، بلکہ ذی استطاعت مسلمانوں کے لیے خاص ہے، پھر وہ مکرر نہیں ہوتی، اگرچہ اس کے سامان موجود ہوں زکوٰۃ کی فرضیت بھی عام نہیں ہے "ذی استطاعت" مسلمانوں سے خاص ہے، البتہ وہ بہ تکرار شرائط مکرر ہوتی ہے، یعنی اگر شرائط موجود رہا کریں تو ہر سال عود کر آتی ہے، گویا زکوٰۃ بشرط جمع شرائط سالانہ فرض ہے، نماز و روزہ فرائض عامّہ ہیں، ہر مسلمان، ان کا مکلّف ہے، پھر ان کی فرضیت اتنی سخت ہے کہ وہ (بعض خاص صورتوں کے علاوہ) کسی حالت میں ساقط نہیں ہوتی اگر اصل غیر ممکن ہے تو بدل واجب ہوگا، اس کے ساتھ ہی ان دونوں کی کچھ خصوصیتیں بھی ہیں، مثلاً نماز کے مقررہ اوقات دن رات میں پانچ ہیں، پھر ہفتہ میں ایک مزید نماز، پھر، سال میں دو مزید نمازیں، نماز سخت سے سخت بیماری میں بھی معاف نہیں ہوتی، البتہ اتنی سخت بیماری کی حالت میں جب کہ سر سے اشارہ بھی دشوار ہو اصل معاف ہو جاتی ہے بدل اس صورت میں بھی معاف نہیں ہوتی، البتہ عورت کے لیے دو حالتوں میں اصل

مع بدل معاف ہے، یہ حیض و نفاس کی حالتیں ہیں،

روزہ سال میں صرف مہینہ بھر فرض ہے، وہ عام بیماریوں میں اصلاً معاف ہو جاتا ہے، البتہ بدل ذمہ رہتا ہے جس کو تندرستی کے دنوں میں ادا کرنا لازم ہے۔

فرائض خمسہ کا علم عام ہے، اور جس قدر بیان ہوا ہے وہ مقامی حیثیت کے لحاظ سے کافی ابھی ہے، لہذا یہاں اس مجمل بیان پر قناعت کی جاتی ہے، اور تفصیل کتب فقہیہ کے حوالے ہے،

فصل ۲ (قربانی)

(۳۱۱) - قربانی، واجب ہے، اس کے وجوب کا وقت مُعیّن ہے، ایام اضحیٰ کے تین دنوں میں سے کوئی ایک دن، اس وجوب سے فقیر و مُسافر مستثنیٰ ہیں، وجوب مشروط ہے، شرطیں اسلام کے علاوہ تین ہیں، حریت، اقیام، قربانی کے دنوں میں صاحب نصاب ہونا، قربانی کے تین دن ہیں، عید اضحیٰ کا دن اور اس کے بعد کے دو دن، قربانی عبادت ہے، غایت، تقرب الی اللہ ہے، قربانی جانوروں کی ہوتی ہے، قربانی کے اصلی مصارف غُربا و امور خیر ہیں،

(فصل ۳) طہارۃ

(۳۱۲) نماز فرض ہے، طہارۃ نماز کی شرط ہے، اس لیے طہارۃ واجب ہے، طہارۃ کی دو قسمیں ہیں (طہارت صغرے) (طہارت کبرے) طہارت صغرے وضو ہے، طہارت کبرے غسل ہے، طہارۃ کی یہ تقسیم، نجاست کی تقسیم کے مقابل ہے جو یہ ہے نجاست صغرے، نجاست کبرے، نجاست صغرے، حدث (بے وضو ہونا) ہے، نجاست کبرے، وہ ناپاکی ہے جس سے غسل واجب ہوتا ہے، وضو و غسل معذوری میں ساقط ہو جاتے ہیں مگر بدل کے ساتھ اور ایسی حالت میں بدل اتنا ہی ضروری ہو جاتے ہیں جتنا اصل، بدل کا نام تیمم ہے، یہ بدنی طہارۃ کا تذکرہ تھا، اس کے علاوہ کپڑے، اور نماز گاہ کی طہارت بھی ضروری ہے،

(فصل ۴) جہاد

(۳۱۳) جہاد فرض ہے، عام حالات میں فرض کفایہ، ایک حالت خاص میں فرض عین، خاص حالت یہ ہے کہ امام کی طرف سے جہاد کی نفیرِ عام (دعوتِ عام) ہو جائے۔

(۳۱۴) فرضیتِ جہاد سے اقسام ذیل کے لوگ خارج ہیں، لڑکے، غلام، عورت، اندھے، لنگڑے، مقطوع العضو، البتہ کفار اگر کسی اسلامی شہر پر ہجوم کر آئین اُس وقت فرضیت جہاد سے کوئی صنف بچ نہیں سکتی، بلکہ مدافعت تمام مسلمانوں پر واجب ہو جاتی ہے، اُس وقت عورت کو شوہر کی اجازت بغیر، اور غلام کو آقا کی اجازت بغیر مقابلہ کو نکل پڑنا چاہیے اُس وقت جہاد فرض عین ہو جاتا ہے۔

(۳۱۵) جہاد مین مسلمانوں کو باہم ایک دوسرے سے کچھ لینا مکروہ ہے، مگر اس صورت مین کہ بیت المال مسلمانوں کی ضروریات کو ناکافی ثابت ہو،

(۳۱۶) مسلمان، جس وقت دارالحرب میں داخل ہون، اور کسی مقام کا محاصرہ کریں تو لڑائی سے پہلے وہان کے رہنے والے کفّار کو دعوت اسلام دینا ان کا فرض ہے، کفّار دعوت اسلام کو لبّیک کہیں، تو لڑائی سے ہاتھ روک لینا فرض ہے، انکار کریں، تو جزیہ کا مطالبہ کرنا چاہیے، یہ مطالبہ مان لیا جاے تو بھی لڑائی روک دینا ضروری ہے، اور اس وقت

سے نفع وضرر کے حقوق میں، کفار، مسلمانون کے
برابر ہو جائیں گے، جزیہ سے بھی انکار کر دیا جائے تب جہاد
کا مرتبہ ہے۔

(۳۱۷) جن کفار کو، پہلے دعوت اسلام دی نہیں جا چکی ہے اُن سے جہاد
اسوقت تک ناجائز ہے جب تک دعوت اسلام دے نہ لی جائے اور
وہ انکار نہ کر دین،

(۳۱۸) جن کفار کو پہلے دعوت اسلام دی جا چکی ہے اور اُنھوں نے انکار
کر دیا ہے اُن سے جہاد چھیڑتے وقت مزید اتمام حجت کے لئے ایک
مرتبہ اور دعوت اسلام دُہرا دینا مستحب ہے،

(۳۱۹) جہاد میں، مقام جہاد کے مُسلم باشندوں کا نقصان، قابل پروا نہیں ہے

(۳۲۰) عورت اور غلام بھی جہاد میں شرکت کر سکتے ہیں مگر باستثنا صورتِ
خاص۔ عورت شوہر کی اجازت کی محتاج ہے، اور غلام آقا کی اجازت کا،

(۳۲۱) جہاد میں تین باتوں سے پرہیز لازم ہے، بدعہدی، خیانت، مُثلہ کرنا،

(۳۲۲) جہاد میں اصناف ذیل کا قتل جائز نہیں ہے، عورت، لڑکے، ازکار رفتہ
بڈھے، لنگڑے، اندھے، لیکن اِن میں اگر کوئی فنِ حرب کا
صاحب الرّاے ہو یا عورت ملکہ ہو تو اِن کا قتل بھی جائز ہے،

(۳۲۳) جہاد میں، دشمن کے نقصان کے لیے ہر مُہلک و تباہ کن کارروائی جائز ہے،

حتیٰ کہ حیوانات کا قتل، اور نباتات کا قطع وحرق،

(۳۲۴) مالِ غنیمت کی تقسیم لازم ہے،

(۳۲۵) اصولِ تقسیم یہ ہے کہ مال غنیمت کو پانچ خمس کرنا چاہیے، ایک خمس اللہ ورسولؐ کے لیے نکال دیا جائے، باقی چار خمس اہل غنیمت میں بانٹے جائیں اِس فرق کے ساتھ کہ سواروں کو دو دو حصے اور پیدل کو ایک ایک حصہ، پھر اللہ ورسول کے خمس کو تین حصے کرکے اصناف ذیل کو بانٹ دیا جائے یتامیٰ، مساکین، مسافرین، ہر صنف کو ایک ایک حصہ، ان میں سے کسی ایک صنف کو پورا خمس دیدینا بھی جائز ہے، انھیں جماعتوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے محتاج قرابت مندوں کی جماعت بھی شامل ہے، اور اس کا حق دوسروں پر مقدم ہے، اس جماعت کا حق مستقل ہے، جیسا حیاۃ نبویؐ میں تھا، ویسا ہی حیاۃ نبویؐ کے بعد باقی ہے،

(۳۲۶) جہاد افضل الاعمال ہے، غایت، اعلاءِ حق،

(۳۲۷) سامانِ جہاد کی تیاری تمام دُنیا ومافیہا سے افضل ہے

(۳۲۸) جہاد کا شریک زندہ رہا تو غازی ہے اور مارا گیا تو شہید ہے، اور دونوں بے اندازہ اجر کے مستحق ہیں، شہید کا ادنیٰ اجر مغفرت، ہے،

فصل ۵ (سدِ جرائم)

(الف) (حد)

(۳۲۹) سدِ جرائم واجب ہے جس کے تین طریقے ہیں، حد، قصاص، تعزیر،

(۳۳۰) حد حقوق الٰہی سے مخصوص ہے، اور ہر جرم کی حد جدا ہے۔

(۳۳۱) زنا کی حد ۱۰۰ دُرّے مارنا، یا سنگسار کرنا، زانی اگر صاحب زوج ہو تو سنگسار ورنہ دُرّے، شراب خواری کی حد ۸۰ کوڑے، قذف (تہمت زنا) کی حد ۸۰ کوڑے اگر حر ہے ورنہ ۴۰ کوڑے، چوری کی حدیں مختلف حالات میں مختلف ہیں، ہاتھ پیر کاٹا جانا، قید، رہزنی کی حدیں بھی مختلف حالات میں مختلف ہیں، قید، ہاتھ پیر کاٹا جانا، قتل،

(ب) (قصاص)

(۳۳۲) قصاص واجب ہے، اور حق عباد سے مخصوص ہے،

(۳۳۳) ہر جنایت کا قصاص جدا ہے،

(۳۳۴) اصولی جنایتیں تین ہیں، قتل، قطع، جرح، قتل کی پانچ قسمیں ہیں، قتل عمد، قتل شبہ عمد، قتل خطا، قتل شبہ خطا، قتل بسبب، ان میں سے صرف قتل عمد میں قصاص ہے، باقی قسموں میں قصاص نہیں ہے، مختلف سزائیں ہیں، قطع و جرح میں بھی قصاص ہیں

قتلِ عمد کا قصاص قتل ہے قطع و جرح کے قصاص قطع و جرح ہیں،

(۳۳۵) قصاص قتل میں پوری مساوات لازم ہے، یہاں فرق مراتب جائز نہیں، پس جس طرح حُرِ مقتول کے قصاص میں حُرِ قاتل قتل کیا جائیگا غلام مقتول کے قصاص میں بھی حُر قاتل قتل کیا جائے گا، اور جس طرح مسلم مقتول کے قصاص میں مسلم قاتل قتل کیا جائے گا، ذمی مقتول کے قصاص میں بھی مسلم قاتل قتل کیا جائے گا، مگر اس مساوات سے مستأمن خارج ہے، اسوجہ سے کہ ذمی کی طرح مستأمن کا خون محفوظ نہیں ہے، پس مقتول مستأمن کے قصاص میں نہ مسلم قاتل قتل کیا جائے گا، نہ ذمی قاتل،

(۳۳۶) قصاص قتل، تلوار یا کسی ایسے ہی تیز ہتھیار سے انجام پانا چاہیے،

(۳۳۷) مقتول کے اولیا، قصاص معاف کر دینے یا مال پر صلح کر لینے کا اختیار رکھتے ہیں، دونوں صورتوں میں قصاص ساقط ہو جائے گا،

(ج) تعزیر،

(۳۳۸) تعزیر، واجب ہے، اور حق الٰہی سے مخصوص ہے، اس میں اور حد میں فرق یہ ہے کہ حد کی مقدار منصوص ہے تعزیر کی مقدار غیر منصوص ہے اسی لیے تعزیر کی مقدار امام کی رائے پر چھوڑی گئی ہے، جس تعزیری جرم میں تعزیر کی جو مقدار چاہے مقرر کرے، البتہ اصولاً اتنی حد بندی ضرور

کردی گئی ہے کہ مقدارِ تعزیر کو مقدارِ حد سے کچھ کم ہونا چاہیے،

(۳۳۹) جو جرائم حدّ و قصاص کے اندر ہیں اُن میں تعزیر ہے، مثلاً ترکِ نماز، گالی گلوچ،

(فصل ۸) دعوت دین،

(۳۴۰) دعوتِ دین، واجب ہے، انفرادی و اجتماعی دونوں حیثیت سے، اور داخلی و خارجی دونوں قسموں کی رُو سے۔ دعوتِ دین کا تارک واجب کا تارک ہے،

(۳۴۱) دعوتِ دین کی منتظم صورت، اجتماعی حیثیت سے واجب ہے،

(۳۴۲) دعوتِ دین کے تین اہم رُکن ہیں، حکمۃ، موعظۂ حسنہ، مجادلۂ حسنہ، دعوتِ دین میں انکا استعمال انفراداً یا مجموعاً حسب موقع، واجب ہے، اِن کے بغیر دعوتِ دین کا فرض بالکمال ادا نہیں ہوسکتا، بلکہ بعض صورتوں میں دین کے ضرر کا اندیشہ ہے،

(۳۴۳) دعوتِ دین کے تین طریقے ہیں، بالید، باللسان، بالقلب، بالقلب ادنیٰ طریقہ ہے، باللسان متوسط، بالید اعلیٰ،

(۳۴۴) دعوتِ دین کا محل، بلا استثنا کل نوعِ انسانی اور کل معاملاتِ انسانی ہیں،

(۳۴۵) دعوت دین کے کام کے لئے پیشتر ایک یا چند ائمۂ دعوت سے توسّل

وتعلیم ضروری ہے جو دعوت کے طرقِ صحیحہ کی تعلیم وہدایت کر سکیں،
اور عملِ دعوت کو غیر حکیمانہ طرقِ عمل سے جن نقصانات کا امکان ہو
اُن سے بچا سکیں،

(فصل ۹) ایجاب ذمیت،

(۳۴۶) دار الاسلام میں کفار پر ذمیت قائم کرنا واجب ہے،

(۳۴۷) ذمیت کا ایک تقاضا یہ ہے کہ ذمیوں کو معاشرت کے بعض اُمور
میں مسلمانوں سے غیر مخلوط رہنا چاہیے، مثلاً پوشاک اور سواری،

(۳۴۸) ذمیت کا دوسرا تقاضا یہ ہے کہ دار الاسلام میں نئے غیر اسلامی معبد
تعمیر نہیں پا سکتے، البتہ پُرانے منہدم معبدوں کی تعمیر جائز ہے، مگر
انکا انتقال جائز نہیں ہے،

(۳۴۹) ذمیت، ذمی پر جزیہ کو واجب کرتی ہے اور اسکے عوض میں ذمی کے
جان و مال کی حفاظت بہم پہونچاتی ہے،

(فصل ۱۰) اخذ جزیہ،

(۳۵۰) ذمیوں سے جزیہ لینا واجب ہے،

(۳۵۱) جزیہ، دو قسم کا ہے، جزیۂ مرضیہ، جزیۂ جبریہ، جزیۂ مرضیہ کی مقدار معین
نہیں ہے جو مقدار، امام و کفار کے درمیان، متفق علیہ ہو جائے، جزیۂ
جبریہ کی مقدار معین ہے، آغاز اسلام میں جزیہ جبریہ کی مقدار، عموماً

حسب ذیل تھی، مالدار شخص سے چار درہم ماہوار، متوسط الحال شخص سے دو درہم ماہوار، عامل غریب سے ایک درہم ماہوار،

(۳۵۲) مستحقِ جزیہ ذیل کی قومیں ہیں، اہل کتاب، مجوسی، بت پرستانِ عجم، بت پرستانِ عرب،

(۳۵۳) مرتدین رعایت جزیہ کے مستحق نہیں ہیں، انکے لیے صرف جہاد ہی،

(۳۵۴) جزیہ سے ذیل کی جماعتیں سبکدوش ہیں ہیں: عورتیں، لڑکے، غیر عامل غربا، غلام خلوت نشین راہب،

(فصل ۱۱) اخذ عشر وخراج،

(۳۵۵) شرعی لگان دو قسم کے ہیں، عشر، خراج، عشر اسلامی ممالک سے مخصوص ہے، خراج کافروں کے ملک سے، عشر، پیداوار کا دسواں حصہ ہے، خراج غیر معین رقم ہے جتنی جہاں باندھ دی جائے،

(۳۵۶) عشر و خراج کے اعتبار سے ملکوں اور زمینوں کی دو قسمیں ہیں، عشری، و خراجی،

(فصل ۱۲) نصب خلیفہ،

(۳۵۷) نصب خلیفہ، واجب اور اہم ضرورت شرعی ہے، اسکے بغیر تمام انتظامات شرعی ابتر اور تمام معاملات دینی معطل ہیں، خلیفہ، جانشینِ پیغمبر ہے، اور تمام معاملات دینی کا واحد مختار کل ہے،

(۳۵۸) خلافت وسلطنت کبھی باہم جمع ہوتی ہیں یعنی خلیفہ، سلطان، بھی ہوتا ہے، کبھی الگ الگ ہوتی ہیں، یعنی خلیفہ اور ہوتا ہے، اور سلطان اور، مثلاً جب سلطان غیر مسلم ہو،

(۳۵۹) خلیفہ کی اطاعت واجب ہے، اور اس سے سرکشی، بغاوت اور سزائے قتل کا موجب ہے، جب تک خلیفہ، خلیفہ رکھا جائے،

(۳۶۰) خلیفہ کے تمام احکام واجب العمل ہیں جب تک شرع کے مخالف نہیں ہیں،

(۳۶۱) تعین خلیفہ کے تین طریقے ہیں، بالوصیتہ، بالشوریٰ، بالغلبتہ،

(۳۶۲) نصب خلیفہ کی طرح عزل خلیفہ بھی درست ہے، مگر ایک خلیفہ کا عزل عمل میں آتے ہی دوسرے کا نصب فوراً ضروری ہے،

(۳۶۳) مسلمان ہی خلیفہ ہوسکتا ہے، اور مسلمان ہی نصب خلیفہ کر سکتے ہیں، اسمیں غیر مسلم قابل شمار نہیں ہیں،

(۳۶۴) پورے عالم اسلامی کا خلیفہ، ایک شخص چاہیئے، ایک سے زائد خلیفہ نہیں ہوسکتے، البتہ نائبین وولاۃ متعدد ہوسکتے ہیں،

(۳۶۵) خلیفہ کے علاوہ سلاطین بشرطیکہ مسلمان ہوں، نائبین خلیفہ ہیں،

(۳۶۶) ایک خلیفہ صحیح کے موجود ہوتے ہوے دوسرا شخص، خلافت کا مدعی ہو تو وہ باغی اور واجب القتل ہے،

(۳۶۷) تسلیمِ خلافت کے اظہار کا طریقہ، بیعتِ خلیفہ ہے، اور بیعتِ خلیفہ ہر مسلمان پر واجب ہے،

(۳۶۸) بیعت کی دو قسمیں ہیں، بیعت رسمی، و بیعت حکمی، دونوں معتبر ہیں، بیعتِ رسمی، بالمشافہ بیعت لینے والے کے ہاتھ پر ہاتھ رکھکر اظہارِ اطاعت کرنا ہے، بیعتِ حکمی، غیبت میں زبان یا عمل سے تسلیم خلافت کا اقرار و اظہار ہے،

(فصل ۱۳) نصب قضا،

(۳۶۹) شریعت کے شعبۂ عدل کے لیے قضا کا منصب ضروری ہے،

(۳۷۰) منصبِ قضا کی چند ضروری شرطیں ہیں، اسلام، بلوغ، عقل، عدل، اجتہاد،

(۳۷۱) قاضی کا تقرر، سلطان کی طرف سے عمل میں آنا چاہیے،

(۳۷۲) قاضی کا تقرر غیر عادل سلطان کے حکم سے بھی صحیح ہو سکتا ہے جیسے عادل سلطان کے حکم سے۔

(۳۷۳) منصب قضا کی امیدواری و طلب غیر مستحسن ہے، بلا امیدواری طلب، نامزدگی کے ساتھ اس منصب پر تقرر عمل میں آنا چاہیے،

(۳۷۴) منصب قضا کو جائز طور پر قبول کرنے کی یہ شرط ہے کہ نامزدہ شخص کو فرائضِ منصبی کے متعلق اپنے اوپر بھروسہ ہو، اس شرط کے بغیر

منصب قضا قبول کرنا حرام ہے،

(۳۷۵) عدالتِ قضا کے لیے موزون مقام عام مسجد ہے، اور موزوں تریں مقام شہر کی جامع مسجد،

(۳۷۶) قاضی کو عزیزوں اور عہدہ سے پیشتر کے دوستوں کے سوا کسی سے تحائف قبول کرنا جائز نہیں ہے،

(۳۷۷) مسلمانوں کی ضروریاتِ عامہ، مثلاً عیادت، جنازہ وغیرہ میں قاضی کی شرکت ضروری ہے،

(۳۷۸) قاضی کو، فریقینِ معاملہ سے، عدالتی سلوک میں، مساواۃ برتنا لازم ہے، فریقین کے درجوں میں کتنا ہی تفاوت ہو،

(۳۷۹) قاضی کو اپنا قائم مقام مقرر کرنے کا اختیار نہیں ہے،

(۳۸۰) قاضی کو کسی فریق کے متعلق اُسکی غیر حاضری میں فیصلہ دینے کا اختیار نہیں ہے، جب تک کسی کو اُسکا قائم مقام بنا کر اُسکو حاضرِ عدالت نہ کرلے،

(۳۸۱) ثالثی کا طریقہ عام مقدمات میں، معتبر ہے اور حدو قصاص کے مقدمات میں غیر معتبر، مقدمات کی یہ اہم قسمیں، عدالتِ قضا سے باہر طے نہیں کی جاسکتیں؛

فصل (۱۴) نصب قوۃ،

(۳۸۲) اسلام کے حفظ وترقی کی غرض سے نصب قوۃ انفراداً واجتماعاً واجب ہے، اسکے ساتھ ہی اسکے تمام ناگزیر وسائل واجب ہیں،

(۳۸۳) نصبِ قوۃ کے مدارج واشکال، اختلافِ حالات کے لحاظ سے، مختلف ہیں،

(۳۸۴) نصب قوۃ کا عمل خلیفہ کے زیرِ سیادت، ہونا لازم ہے، اگر ممکن ہو،

(فصل ۱۵) تاسیسِ بیت المال

(۳۸۵) اسلامی مہمات ضرورت کے لیے، تاسیس بیت المال، واجب ہے،

(۳۸۶) بیت المال، خلیفہ کے زیرِ سیادت، ہونا چاہیے،

(۳۸۷) بیت المال، زکوٰۃ، صدقہ، جزیہ، خراج وعشر، مالِ غنیمت، اور مختلف دوسرے اقسامِ مال سے، ترکیب پاتا ہے،

(۳۸۸) بیت المال، تمام ضروریاتِ اسلامی اور جملہ حقوقِ مستحقین کا کفیل ہے،

(فصل ۱۶) اعلاءِ کلمۃ اللہ

(۳۸۹) اعلاءِ کلمۃ اللہ، انفراداً واجتماعاً واجب ہے اور اسکے تمام ناگزیر وسائل واجب ہیں،۔

(۳۹۰) اعلاءِ کلمۃ اللہ، کے کثیر شعبے ہیں، اور ہر شعبہ، واجب العمل ہے۔

(فصل ۱۷) استحکامِ امن،

(۳۹۱) استحکامِ امن، واجب ہے، اور اسکے تمام ناگزیر وسائل واجب ہیں،

(۳۹۲) نقضِ امن کے تمام اسباب وواقعات کا استیصال واجب ہے،

(فصل ۱۸) سعی ترقی عامّہ،

(۳۹۳) اسلام اور دارالاسلام کی ترقی عامّہ کی سعی، واجب ہے،

(۳۹۴) ترقی کے جتنے وسائل وموانع ہیں اُن کا جمع ودفع واجب ہے،

(فصل ۱۹) اداءِ حقوق،

(۳۹۵) اداءِ حقوق، واجب ہے،

(۳۹۶) جتنی قسمیں حقوق کی ہیں، اُتنی ہی اداءِ حقوق کی ہیں، اور اداءِ حق کی ہر قسم واجب ہے،

(فصل ۲۰) تقویتِ حق، شہادت،

(۳۹۷) تقویتِ حق، واجب ہے، جسکے متعدد بابوں میں سے ایک باب بابِ شہادت (گواہی) ہے،

(۳۹۸) گواہی، عند الطلب، گواہوں پر فرض ہے، عام مقدّمات میں گواہی چھپانا ناجائز ہے، البتہ حدود کے مقدّمات میں جائز بلکہ مناسب ہے،

(۳۹۹) گواہی میں عورت کی حیثیت مرد سے آدھی اور بعض معاملات میں بالکل صفر ہے، جیسے باستثناء حدِّ زنا، تمام حدود وقصاصات

میں، کہ ان میں عورت کی گواہی قطعاً معتبر نہیں،

(۴۰۰) عام مقدمات میں مسلمان گواہوں کی ظاہری حالت پر بھروسہ کافی ہے جبتک فریقِ مقابل ان پر رد و قدح نہ کرے، مگر حدّ و قصاص کے مقدموں میں گواہوں کی تفتیشِ حال ضروری ہے،

(۴۰۱) اصنافِ ذیل کی گواہیاں معتبر نہیں ہیں: اندھے. غلام، حدِّ قذف والے، باپ، بیٹوں، پوتوں کے لیے (بیٹے) باپ دادوں کے لیے (شوہر اور بیوی) آپس میں (شرکا) آپس میں (ہیجڑے) (گائنیں) نوحہ کرنے والیاں، شراب خوار، طائر باز، گویّے، کبائر کے مرتکب، حمّام میں ننگے نہانیوالے، سود کھانے والے، نرد و شطرنج پر جوا کھیلنے والے، رکیک کام کرنے والے، اسلف کو گالی دینے والے) (حربی) ذمّی کے مقابلہ میں،

(فصل ۲۱) ایفاءِ شرائطِ حلّت،

(ذبح)

(۴۰۲) ایفاءِ شرائطِ حلّت واجب ہے، جسکے متعدد ابواب میں سے ایک باب بابِ ذبح ہے۔

(۴۰۳) ذبح، گوشت کے حلال ہونے کی شرط ہے، اسکے بغیر گوشت حرام ہے،

(۴۰۴) غیر مسلم قوموں میں سے صرف اہل کتاب کا ذبیحہ حلال ہے،

(۴۰۵) ذبح کے وقت بسم اللہ پڑھنا ضروری ہے، اور اسم الٰہی کے سوا کوئی

اور نام لینا، تنہا خواہ اسم الٰہی کی شرکت میں، جائز نہیں ہے،

(فصل ۲۲) طلب علم،

(۴۰۶) طلب علم (علم دین) بقدر ضرورت، مع ناگزیر وسائل کے واجب ہے،

(۴۰۷) طلب علم میں جسقدر، موانع پیش آئیں انفرادی ہوں خواہ اجتماعی انکا دفع واجب ہے،

(۴۰۸) طلب علم کی دو قسمیں ہیں، تقلیدی، و تحقیقی، دونوں قسمیں واجب ہیں، البتہ فرق یہ ہے کہ تقلیدی کا وجوب عام ہے اور تحقیقی کا وجوب خاص، دوسرے لفظوں میں تقلیدی فرضِ عین ہے اور تحقیقی فرض کفایہ، تحقیقی کے بھی دو درجے ہیں، ایک وہ جس میں محقق خود کو مطمئن کرسکنے کی قابلیت پر محدود ہے، دوسرا وہ جس میں محقق غیر کو بھی مطمئن کرسکتا ہے حتیٰ کہ مخالفِ معاند کو بھی قوتِ علم سے ساکت کرسکتا ہے، گویا وہ محقق محض نہیں ہے، محقق کے ساتھ متکلم بھی ہے، تحقیقی کے یہ دونوں درجے واجب ہیں، مگر وہی کفائی وجوب، نہ عینی،

(۴۰۹) طلب علم کے ساتھ عطاءِ علم بھی واجب ہے گویا تعلیم و تعلم دونوں واجب ہیں،

(فصل ۲۳) رعایتِ جماعت،

(۴۱۰) رعایتِ جماعت، واجب ہے، عبادات و معاملات دونوں میں،

(۴۱۱) نظامِ ملکی میں جماعت سے علیحدگی بغاوت ہے جسکی سزا قتل ہے،

(۴۱۲) عقائد میں، جماعت سے علیحدگی، گمراہی اور دوزخی ہونے کا موجب ہے،

(باب ۲) نافلات

(فصل ۱) تعبّد و تبتّل

(۴۱۳) تعبّد و تبتّل، ادارِ فرائض کے بعد بہترین نوافل ہے،

(۴۱۴) تعبّد و تبتّل، روحانی ترقّی کا اصلی ذریعہ ہے، ساتھ ہی صحیح مادّی ترقّی کو بھی مُعین ہے، البتّہ غلط مادّی ترقّی بلفظ دیگر بہیمی ترقّی کو جو روحانی تنزّل کا لازمی سبب ہے، روکنے والا ہے،

(۴۱۵) تعبّد و تبتّل، انسان میں مَلکیّت پیدا کرتا ہے، اور مَلکیّت کے واسطہ سے اُلوہیت کی ہمرنگی لاتا ہے،

(۴۱۶) تعبّد و تبتّل تمام قویٰ و مَلکات کا سرچشمہ ہے، اور کل ہدایات و اصلاحات کا گہوارہ،

(۴۱۷) تعبّد و تبتّل، کی صحت کے لیے اعتدال شرط ہے، یہ اعتدال کہ فرائض عبادات کے ہوں خواہ معاملات کے، چھوٹنے نہ پائیں، غیر معتدل تعبّد و تبتّل، جو ترکِ فرائض کرائے غلط تعبّد و تبتّل ہے، اسی کا نام رہبانیّت ہے، جو اسلام میں ممنوع ہے،

(۴۱۸) تعبّد و تبتّل کی چھ اُصولی صورتیں ہیں، بدنی تعبّد، ذہنی تعبّد، مالی تعبّد، بدنی تبتّل،

ذہنی تبتل، مالی تبتل، پھر اِن میں سے ہر صورت اپنے تحت مختلف صورتیں
رکھتی ہے، مثلاً بدنی تعبّد کی یہ چند صورتیں ہیں، نفل نماز، روزہ و حج،
تلاوتِ قرآن، اوراد و اذکار، نفل جہاد،

(فصل ۲) طلبِ عرفان،

(۴۱۹) طلبِ عرفان، مقصود ترین نوافل ہے،

(۴۲۰) طلب عرفان، کا اصلی مقصد، ذات الٰہی کے متعلق یقین حاصل کرنا، پھر
ذاتِ الٰہی کے اخلاق و کمالات کا رنگ پیدا کرنا، پھر مرضی الٰہی کے ماتحت
دوسروں کی ہدایت و اصلاح کرنا ہے،

(۴۲۱) طلب عرفان ہی کے پھل، ولایت و نبوّت، ہیں،

(۴۲۲) عرفان، علم کی روح و بنیاد ہے، عرفان کے مقابلہ میں ہر علم جہل ہے،

(۴۲۳) طلبِ عرفان، کی پہلی شرط دین کی پابندی ہے،

(۴۲۴) طلبِ عرفان کی راہ میں، صحیح، غلط، دونوں قسم کے معلومات پیش
آسکتے ہیں، دونوں میں امتیاز کا معیار، معارفِ دین کی مطابقت ہی
جو معلومات، معارفِ دین کے مطابق ہیں وہ صحیح ہیں، جو غیر مطابق
ہیں وہ غلط اور رد کر دینے کے لائق ہیں،

(فصل ۳) دعوتِ دین،

(۴۲۵) دعوتِ دین، منتظم صورت میں فرداً فرداً نفل ہے، اور اجتماعاً بھی، مگر

اُس صورت میں کہ ایک جماعت خصوصیت سے دعوتِ دین کا کام کر رہی ہو، ورنہ واجب ہے اسی طرح غیر منتظم صورت میں فرداً فرداً واجب ہے،

(فصل ۴) تکمیل اخلاق،

(۴۲۶) تکمیلِ اخلاق، نفل ہے، جیسا کہ درستیِ اخلاق واجب ہے،

(۴۲۷) تکمیلِ اخلاق، اتباعِ دین کا نتیجہ ہے، اتباعِ دین کے بغیر تکمیلِ اخلاق ناممکن ہے، اور اگر اتباعِ دین کے بغیر کسی چیز کا نام تکمیل اخلاق رکھا جائے تو وہ معتبر نہیں،

(۴۲۸) تکمیلِ اخلاق کے لیے، اتباعِ دین کافی ہے، مطلق کسی اور چیز کی حاجت نہیں،

(فصل ۵) نکاح،

(۴۲۹) نکاح، سُنّت ہے، اسکا اختیار پیروی سنت کی نیت سے اجر کا باعث ہے، اسکا بلا عذر ترک، مخالفت سنت کے باعث گناہ ہے، البتہ اس گناہ سے کم جو فرض و واجب کے ترک سے ہوتا ہے،

(۴۳۰) نکاح کی صحت چند شرطوں پر موقوف ہے، مثلاً مرد اور عورت میں چند مخصوص رشتے نہ ہوں، مہر مقرر کیا جائے، دو گواہ ہوں، مرد مسلمان ہو اور عورت مسلمان یا کتابیہ ہو، مجوسیہ یا وثنیہ یا اس

قبیل کی کوئی اور بہو، وغیرہ،

(۴۳۱) مرد کو ایک وقت میں ایک سے زیادہ چار عورتوں تک نکاح میں رکھنا جائز ہے، مگر اسکے لیے منکوحات میں عدل کی شرط ہے جس کا انجام ہر شخص کے لیے آسان نہیں ہے،

(۴۳۲) عورت کو ایک وقت میں کئی نکاح جائز نہیں ہیں۔ البتہ ایک نکاح ٹوٹ جانے کے بعد دوسرا نکاح کر سکتی ہے،

(۴۳۳) چند مخصوص رشتوں میں نکاح جائز نہیں ہے، ان رشتوں کی عورتیں محرمات کہلاتی ہیں، محرمات یہ ہیں، ماں، دادیاں، نانیاں، لڑکی، پوتیاں، نواسیاں، بہن، بھانجی، بھتیجی، پھوپھی، خالہ، ساس، پہلے شوہر سے بیوی کی لڑکی، سوتیلی ماں، سوتیلی دادی، بہو، اور انہیں رشتوں کی عورتیں رضاعت کے سبب سے، ایک بہن کے نکاح میں ہونے کی حالت میں دوسری بہن،

(۴۳۴) بالغ عورت اپنی خالص مرضی سے نکاح کر سکتی ہے، نابالغ عورت نکاح میں ولی کی محتاج ہے، ولی کی اجازت بغیر، تنہا اسکی مرضی، نکاح کو کافی نہیں ہے،

(۴۳۵) نکاح کی پختگی کفاءت کی شرط کو چاہتی ہے، گو یہ صحت نکاح کی شرط نہیں، پس دو غیر کفو والوں میں نکاح صحیح ہے، مگر پختہ نہیں ہے،

جسکا اثر یہ ہوگا کہ وہ فسخ ہوسکتا ہے، یعنی طلاق بغیر صرف ایک فریق کا بیزاری حتاناً نکاح کو کالعدم کرسکتا ہے،

فصل (۶) عتاق،

(۴۳۶) عتاق، (لونڈی غلام آزاد کرنا) مباح ،نفل ہے، عتاق کی غایت طبقۂ ادنیٰ کی ترقی اور روح مساوات و اخوت کا نشر ہے،

(۴۳۷) ذی رحم محرم مملوک، ملک میں آتے ہی آزاد ہوجائے گا،

(۴۳۸) حمل ،غلامی و آزادی میں، ماں کے تابع ہے، ماں آزاد کی جائے تو حمل بھی آزاد ہوجائے گا ورنہ وہ بھی غلامی میں مقید رہے گا،

(۴۳۹) آزادیِ مملوک کی متعدد صورتیں ہیں (الف) مالک نے مملوک سے کہے کہ میرے مرنے کے بعد تو آزاد ہے (ب) لونڈی آقا کے نطفہ سے لڑکا جنے (ج) مالک مملوک سے کہے کہ تو اتنے مال کے بدلے آزاد ہے، (د) آقا مملوک سے بلا شرط کہے کہ تو آزاد ہے، ہر صورت کے مملوک کے نام الگ الگ ہیں، پہلی صورت کے مملوک کا نام مدبّر، دوسری صورت کے مملوک کا نام اُمّ ولد، تیسری صورت کے مملوک کا نام مکاتب ہے، چوتھی صورت کے مملوک کا کوئی خاص نام نہیں ہے، وہ مطلق آزاد ہے، چاروں صورتوں کی آزادی بھی مختلف النوع ہے، چوتھی صورت کی آزادی مطلق اور کامل آزادی ہے، باقی صورتوں

کی آزادی ناقص و مشروط آزادی ہے،

(فصل ۷) انفاق،

(۴۴۰) انفاق، (فرائض کی صورتوں کو مستثنیٰ کر کے) مباح اور نفل ہے،

(۴۴۱) انفاق کے مصارف متعدد ہیں، اور موقع و زمانہ کے لحاظ سے اہمیت مختلف مصارف کی طرف منتقل ہوتی رہتی ہے،

(۴۴۲) انفاق، اسلام و ایمان کے بہترین شعائر سے ہے،

(فصل ۸) وقف (لوجہ اللہ)

(۴۴۳) وقف، مباح اور نفل ہے،

(۴۴۴) وقف، منقولہ و غیر منقولہ، دونوں کا صحیح ہے،

(۴۴۵) وقف، واقف کی، مِلک زائل کر دیتا ہے،

(۴۴۶) وقف، کی ولایت، واقف کے لیے محفوظ ہو سکتی ہے، اگر واقف محفوظ کرنا چاہے،

(۴۴۷) وقف، کا معین مصرف اگر کچھ دنوں بعد ختم ہو جائے تو اسکا مصرف فقرا ہیں،

(فصل ۹) عملِ رفاہِ عام،

(۴۴۸) عملِ رفاہِ عام، مباح اور نفل ہے،

(۴۴۹) عملِ رفاہِ عام، اِسلام کا مقصدِ خاص اور ایمان کا جزِ اہم ہے،

(۴۵۰) عملِ رفاہ عام کی بیشمار صورتیں ہیں، اور موقع و زمانہ کے لحاظ سے اہمیت و عظمت مختلف صورتوں کی طرف منتقل ہوتی رہتی ہے،

(فصل ۱) عملِ رفاہِ اسلام،

(۴۵۱) عملِ رفاہِ اسلام، (فرائض کی صورتوں کو مستثنیٰ کرکے) مباح اور نفل ہے،

(۴۵۲) عملِ رفاہِ اسلام، ہر مُسلم کا مقصدِ اعظم ہے) اور ایمان کا جزِ اعلیٰ ہے،

(باب ۳) مباحات محضہ (افعال)

(فصل ۱) بیع و شرا،

(۴۵۳) بیع و شرا، مُباح (جائز) ہے، اور اسکا نفع بھی مُباح ہے بشرطیکہ ربوا (سُود) کی شکل نہ ہو،

(۴۵۴) بیع و شرا کی تکمیل چند شرطوں پر موقوف ہے، مثلاً، بائع و مشتری صاف لفظوں میں بیچ ڈالنے اور خرید لینے کا اقرار کریں، یا طرزِ عمل سے اس اقرار کو ثابت کردیں جیسا کہ رواج ہے،

(۴۵۵) بیع و شرا، اُدھار بھی جائز ہے جیسی کہ نقد،

(۴۵۶) بیع و شرا اٹکل سے بھی جائز ہے، جیسے کہ ناپ تول سے،

(۴۵۷) بیع کی دو قسمیں ہیں، بیع بلا شرط و بیع بالشرط، بیع بلا شرط بیعِ لازم ہوتی ہے، وہ طرفین کی رضامندی بغیر فسخ نہیں کی جاسکتی، بیع بالشرط بیعِ مُعلق

ہوتی ہے، یہ ایک محدود مدّت کے اندر طرفین کی رضامندی بغیر، فسخ کی جاسکتی ہے،

(۴۵۸) بیع کی اور دو قسمیں ہیں، بیع صحیح و بیع فاسد، بیع صحیح وہ ہے جسمیں کوئی نقص نہیں ہوتا پس بیع صحیح جائز و مستحسن بیع ہے، بیع فاسد نقص آلودہ بیع کا نام ہے، پس بیع فاسد مکروہ وغیر مستحسن بیع ہے، بیع فاسد کا نقص اگر حرمت کے درجہ میں ہے۔ تو اس درجہ میں بیع فاسد بیع باطل کہلاتی ہے اور قطعی ناجائز و حرام ہوتی ہے۔ یا دوسرے لفظوں میں بیع ہی نہیں ہوتی،

(۴۵۹) بیع صحیح، بائع و مشتری کی باہمی رضامندی سے فسخ کیجا سکتی ہے، اس فسخ کو اقالہ کہتے ہیں؛

(۴۶۰) ربوٰا (سود) ناجائز ہے، خواہ روپئے کے لین دین میں ہو خواہ چیزوں کی خرید و فروخت میں، مال بالمال کے معاوضہ میں، بلا عوض زیادتی ربوٰا ہے،

(فصل ۲) صرف (صرّافی)

(۴۶۱) صرّافی، بیع ہی کی قسم ہے، صرّافی میں مال اور قیمت دونوں قیمت کی جنس سے ہوتے ہیں، صرّافی کی تین صورتیں ہیں، سونا سونے سے بیچنا، چاندی، چاندی سے بیچنا، سونا، چاندی سے، یا چاندی

سونے سے بیچنا،

(۴۶۲) شرائطِ ذیل کے ساتھ صرّافی جائز ہے: (الف) مال اور قیمت کی جنسیں الگ الگ ہوں، مثلاً مال سونا ہو تو قیمت چاندی ہو یا مال چاندی ہو تو قیمت سونا ہو، مال اور قیمت کے متحد الجنس ہونے کی صورت میں صرّافی ایک شرط سے جائز ہے، وہ یہ کہ مال اور قیمت میں کمی زیادتی نہ ہو ورنہ ناجائز ہے، مال اور قیمت کے مختلف الجنس ہونے کی صورت میں جواز کی یہ شرط نہیں ہے، (ب) طرفین کا فوری قبضہ، قبضہ کا اصلی وقت ٹلا اور صرّافی باطل ہوئی،

(فصل ۳) کفالت،

(۴۶۳) کفالت، مُباح ہے،

(۴۶۴) کفالت، دو قسم کی ہے، کفالتِ نفس و کفالتِ مال،

(۴۶۵) کفالت کی ذمہ داری یہ ہے کہ مکفول بہ کو حاضر کیا جائے، اگر کفالتِ نفس ہے یا مال ادا کرایا جائے اگر کفالتِ مال ہے،

(فصل ۴) دعویٰ،

(۴۶۶) دعویٰ، مُباح ہے، اور عدالت کے لئے ایک خاص شرط کے ساتھ قابلِ توجہ ہے،

(۴۶۷) دعوی کے قابلِ توجہ بننے کی شرط یہ ہے کہ دعوی کا موضوع جنساً و قدراً

معیّن ہو، یعنی اسکی جنس و مقدار معلوم ہوں، صحت دعویٰ کے مسلّم ہونے کے بعد مقدّمہ آگے بڑھ سکتا ہے،

(۴۶۸) صحت دعوی کے مسلّم ہونے کے بعد مدّعیٰ علیہ طلب کیا جائیگا اور دعویٰ کی نسبت اسکی رائے معلوم کی جائیگی، اگر وہ دعوی کو تسلیم کرتا ہے، تو دعویٰ کامیاب کردیا جائے گا ورنہ مدّعِی سے بَیِّنہ (ثبوت) مانگا جائے گا، بیّنہ پیش کردیے جانے کی صورت میں بھی دعویٰ کامیاب کردیا جائے گا ورنہ عدالت مدّعیٰ علیہ سے قسم کھلوائے گی، بشرطیکہ مدعی کی طرف سے قسم کا مطالبہ کیا جائے،

(۴۶۹) مدّعِی پر صرف بیّنہ ہے قسم نہیں ہے،

(۴۷۰) مدعیٰ علیہ قسم سے انکار کرے تو فیصلہ مدّعی کے حق میں ہو جائے گا،

(۴۷۱) مدّعِی اگر بیّنہ کے موجود فی الوقت نہونے کا عذر کرے ساتھ ہی یہ دعویٰ کرے کہ شہر میں موجود ہے تو مقدّمہ ملتوی کردیا جائے گا اور مدّعیٰ علیہ سے تین دن کی ضمانت طلب کرکے وہ دوسری کارروائی تک آزاد کردیا جائے گا،

(فصل ۵) وکالت،

(۴۷۲) وکالت، مُباح ہے،

(۴۷۳) وکالت دو طرح کی ہوتی ہے، وکالتِ خصومت، وکالتِ ایفا و استیفا،

یعنی حق طلبی کی وکالت اور حق کے لین دین کی وکالت، وکالتِ خصومت
تو بلا استثنا تمام حقوق میں صحیح ہے، وکالتِ ایفا و استیفا حدود و قصاص
میں صحیح نہیں ہے، باقی معاملات میں صحیح ہے،

(۴۷۴) وکالت، موکل کے اختیار سے برطرف ہوسکتی ہے مگر ان صورتوں میں
نہیں جن میں غیر کا حق شریک ہے،

(۴۷۵) موکل کی قصداً برطرفی کے علاوہ ذیل کی صورتوں میں وکالت خود
برطرف ہوجاتی ہے، موکل کا مرجانا، موکل کا مستقل پاگل ہوجانا،
موکل کا مرتد ہوکر دارالحرب میں چلا جانا جس کام کے لیے وکالت
قائم ہوئی ہے اس میں موکل کا خود ہاتھ ڈالنا،

(فصل ۶) اقرار،

(۴۷۶) اقرار معتبر ثبوت ہے، اور اس سے اسی طرح حق ثابت ہوتا ہے
جس طرح دوسرے ثبوتوں سے،

(۴۷۷) اقرار کے معتبر ہونے میں بیمار و تندرست دونوں یکساں ہیں،

(فصل ۷) صلح،

(۴۷۸) صلح معتبر و بہتر چیز ہے،

(۴۷۹) صلح تین قسم کی ہوتی ہے، صلح مع اقرار، صلح مع سکوت، صلح مع
انکار، یعنی وہ صلح جو مدعٰی علیہ کے اقرار حق کے ساتھ ہوئی اور وہ

صلح جس میں حق کے متعلق مدّعیٰ علیہ نے سکوت کیا، نہ اقرار کیا نہ انکار، اور وہ صلح جس میں مدّعیٰ علیہ نے حق سے انکار کیا،

(۴۸۰) مال اور جرم دونوں قسم کے دعووں میں صلح معتبر ہے، مگر حد کی صورت مستثنیٰ ہے، حد کے دعویٰ میں صلح معتبر نہیں ہے، اسی طرح عامۃ النّاس کے حقوق میں صلح معتبر نہیں ہے،

(۴۸۱) صلح میں وکالت معتبر ہے مگر صلح کے نتیجوں کا ذمہ دار وکیل نہوگا خود مؤکّل ہوگا،

(۴۸۲) کوئی فضولی شخص ایک فریق کی طرف سے دوسرے فریق سے صلح کرلے تو صلح ایک صورت میں نافذ ہوگی، دوسری صورت میں غیر نافذ، اگر صلح اس فریق کے لیے جسکا یہ قائم مقام بن بیٹھا ہے مفید ہے تو صلح نافذ مانی جائیگی ورنہ غیر نافذ،

(فصل ۸) مضاربت،

(۴۸۳) مضاربت، مباح ہے،

(۴۸۴) مضاربت یعنی تجارت میں بعوضِ محنت کسی کو شریک کرنا مباح ہے، اِس طرح کہ ایک کا مال ہو اور دوسرے کی محنت، اور نفع میں دونوں شریک ہیں، جائز ہے،

(۴۸۵) ربّ المال یا مضارب اِن میں سے کوئی بھی مرجائے تو مضاربت

ٹوٹ جاتی ہے،

(۴۸۶) ربّ المال، مضارب کو معزول کر سکتا ہے،

(۴۸۷) ربّ المال مرتد ہو کر دار الحرب میں شامل ہو جائے تب بھی مضاربت ٹوٹ جاتی ہے، لیکن مضارب کے مرتد ہو جانے سے مضاربت نہیں ٹوٹتی،

(فصل ۹) ودیعت،

(۴۸۸) ودیعت (امانت) رکھنا مباح ہے،

(۴۸۹) ودیعت کی چیز، صاحب ودیعت کے ہاتھ میں تلف ہو جائے تو صاحب ودیعت پر اس چیز کا تاوان نہیں ہے، بشرطیکہ اس نے حفاظت کا حق پورا ادا کیا ہے، قصورِ حفاظت کی صورت میں تاوان عائد ہوگا، اِس طرح چیز کے مالک نے چیز کی حفاظت کے جو طریقے بتا دیے تھے اگر صاحب ودیعت نے اِن طریقوں کی پابندی نہیں کی تب بھی چیز کے تلف ہو جانے پر صاحب ودیعت کو تاوان لازم آئیگا،

(فصل ۱۰) طلاق،

(۴۹۰) طلاق مباح ہے، مگر کسی سخت مجبوری کے بغیر مکروہ ترین، مباح ہی

(۴۹۱) طلاق دو قسم کی ہے، مستحسن و غیر مستحسن، مستحسن طلاق یہ ہے کہ تین طلاق تین وقت میں دی جائے، غیر مستحسن طلاق یہ ہے کہ تینوں طلاق

ایک ہی وقت دے دیجائیں یہاں تک کہ طلاق قطعی ہو جائے،

(۴۹۲) نفوذِ طلاق کی چند شرطیں ہیں، مثلاً، بلوغ، ثباتِ عقل، بیداری،

(۴۹۳) طلاق کی دو اور قسمیں ہیں، طلاقِ رجعی و طلاقِ بائن، طلاقِ رجعی میں عدت کے اندر بغیر نئے نکاح کے، مطلقہ، واپس لی جاسکتی ہے اگرچہ مطلقہ واپس ہونے کو راضی نہ ہو، طلاق بائن کی دو صورتیں ہیں، خفیف و مُغلّظ، خفیف میں عدت کے اندر اور بعدِ عدت نئے نکاح کے ساتھ مطلقہ بغیر کسی گراں شرط کے واپس لی جاسکتی ہے بشرطیکہ مطلقہ دوسرے کی منکوحہ نہ بن چکی ہو، مغلظہ میں ایک خاص شرط کے بغیر واپس نہیں لی جاسکتی، وہ یہ کہ مطلقہ کسی اور سے نکاح و صحبت کرلے پھر اُسکو دوسرے شوہر سے طلاق حاصل ہو جائے،

(۴۹۴) جس طرح عورت کو طلاق دے کر اس سے چھٹکارا کر لینے کا حق مرد کو ہے اسی طرح طلاق لے کر مرد سے چھٹکارا کر لینے کا حق عورت کو بھی ہے، دوسری قسم کی طلاق خلع کہلاتی ہے، خلع کی تکمیل بھی مرد کی مرضی پر موقوف ہے اگرچہ آغاز عورت کی طرف سے ہوتا ہے،

(فصل ۱۱) رضاع،

(۴۹۵) رضاع، نکاح کی حلت و حرمت کے احکام میں نسب کا قائم مقام ہے، مثلاً نکاح میں نسب کے جو رشتے حرام ہیں، رضاع کے بھی وہ رشتے

حرام ہیں، باستثنا ایک رشتے کے، کہ وہ حلال ہے، یہ رضاعی بہن کی ماں کا رشتہ ہے،

(۴۹۶) احکام میں رضاع کا اعتبار ایک خاص مدت تک ہے، اسکے باہر نہیں، یہ مدت ڈھائی برس کی ہے،

(۴۹۷) مدتِ رضاع کے اندر ہو تو رضاع کی تھوڑی اور زیادہ دونوں مقداریں حرمت کے لیے یکساں ہیں،

(فصل ۱۲) شرکت،

(۴۹۸) شرکت، مُباح ہے،

(۴۹۹) شرکت میں قوم و مذہب کی کوئی خصوصیت نہیں، مختلف قوم و مذہب کے اشخاص باہم شرکت کر سکتے ہیں،

(فصل ۱۳) اجارۃ،

(۵۰۰) اجارۃ، مُباح ہے،

(۵۰۱) صحّت اجارۃ کی بعض شرطیں ہیں، مثلاً نفع و اُجرۃ کا متعیّن ہونا،

(۵۰۲) شئے مُستاجَر، مستاجِر کے ہاتھ میں تلف ہو جائے، تو مستاجِر کی اُجرۃ ساقط ہو جائے گی،

(۵۰۳) بیع کی طرح اجارہ کی بھی اجارۃ صحیح و اجارۃ فاسد دو قسمیں ہیں، اجارۃ فاسد میں کمزوری و کراہت آجاتی ہے، جسکا اثر یہ ہے کہ وہ بغیر تراضی

طرفین، فسخ کیا جا سکتا ہے، اجارۂ فاسد ایک درجہ میں اجارۂ باطل بھی ہوتا ہے۔

(۵۰۴) ردِّ بیع کی طرح ردِّ اجارہ بھی جائز ہے یعنی تراضیِ طرفین کے ساتھ اجارہ فسخ کیا جا سکتا ہے،

(فصل ۱۴۸) تسلیمِ اکراہ،

(۵۰۵) اِکراہ مان لینا بعض صورت میں مُباح ہے اور بعض صورت میں غیر مُباح،

(۵۰۶) اکراہ، اگر محرّمات کے استعمال پر ہے تو ایک صورت میں تسلیمِ اکراہ مُباح ہے، دوسری صورت میں غیر مُباح، مُباح کی صورت یہ ہے کہ ردِّ اکراہ میں جان یا کسی عضو کا اندیشہ ہو، غیر مُباح کی صورت یہ ہے کہ اندیشہ نہ ہو، خواہ اور تکلیفیں کتنی ہی پہونچیں،

(۵۰۷) کفر باللہ یا سبِّ رسولُ اللہ پر اکراہ ہے تو تلفِ جان یا عضو کے سوا بقیہ تکلیفیں قابل لحاظ تک نہیں ہیں، گویا یہ اکراہ ہی نہیں ہے، البتہ تلفِ جان یا عضو کی تکلیف قابل لحاظ ہے، اور اس اکراہ کے مُکرَہ کو اجازت ہے، چاہے تو تسلیمِ اکراہ کر کے اِن گستاخیوں کا ارتکاب کر ڈالے، مگر شرط یہ ہے کہ قلب ایمان پر قائم رہے، اور چاہے تو جان یا عضو کو استقامتِ تام پر قربان کر ڈالے، دوسری صورت افضل و

احسن ہے، اس صورت میں مکرہ مظلوم یا شہید ہے اور اجر عظیم کا مستحق ہے،

(۵۰۸) خوف جان یا عضو والے اکراہ پر کسی مسلم کا مال تلف کر دینا جائز ہے اور تلف شدہ مال کا تاوان مکرِہ پر ہو گا نہ مکرَہ پر،

(۵۰۹) قتل ناحق کے لیے کسی قسم کا اکراہ ہو تسلیمِ اکراہ جائز نہیں ہے، مکرَہ کو خود قتل ہو جانا چاہیے، مگر اس اشدّ کبائر (قتل ناحق) کی جرأت نہ کرنی چاہیے ورنہ گنہگار ہو گا،

(۵۱۰) اکراہ کے ساتھ جو معاملہ منعقد ہوتا ہے وہ تمام نہیں ہوتا بلکہ خاتمۂ اکراہ تک مُعلّق رہتا ہے، ختمِ اکراہ کے بعد، مکرَہ کو اختیار ہے چاہے معاملہ کو باقی رکھے چاہے فسخ کر دے،

(فصل ۱۵) حجر،

(۵۱۱) حجر، (حبس حق برائے حفظ حق) مُباح ہے،

(۵۱۲) حجر کے سبب تین ہیں، نابالغی، غلامی، جنون، اِن میں سے جنون مانعِ مطلق ہے، مجنون کو کسی طرح حق تصرّف نہیں ہے، نابالغی و غلامی مقیّد موانع ہیں، یہ صرف براہِ راست حق کو روکتے ہیں، بالواسطہ حق کو نہیں روکتے، پس نابالغ و غلام کو براہِ راست حقّ تصرّف نہیں ہے، مگر ولی و آقا کے واسطے سے ہے،

فصل (۱۶) شفعہ،

(۵۱۳) شفعہ، مباح ہے،

(۵۱۴) شفعہ، چیز اور حق دونوں میں معتبر ہے،

(۵۱۵) حقِ شفعہ کے مستحق تین ہیں، فروخت شدہ شئے کا شریک شخص، فروخت شدہ شئے کے حق کا شریک شخص، فروخت شدہ شئے کا پڑوسی،

(۵۱۶) حق شفعہ قائم رہنے کی ایک شرط ہے وہ یہ کہ بیع کی خبر پاتے ہی شفیع فوراً مجلسِ خبر ہی میں بگواہی حق کا مطالبہ کرے پھر اس مجلس سے اُٹھکر بائع یا مشتری یا خود مبیع کے پاس اگر وہ غیر منقولہ شئے ہے بگواہی اظہارِ طلب کرے،

(۵۱۷) حق شفعہ صرف غیر منقولہ میں ہے منقولہ میں نہیں ہے،

علمِ بیع کے بعد باوجودِ قدرت اگر اشہاد (بگواہی مطالبۂ حق) ترک کردیا جائے تو حق شفعہ زائل ہوجاتا ہے،

فصل (۱۷) قسمت،

(۵۱۹) قسمت مباح ہے،

(۵۲۰) قسمت کے لیے محکمۂ شرعیہ کی طرف سے بیت المال کی تنخواہ پر ایک تنخواہ دار قاسم مقرر ہونا چاہیے جو مزید اُجرت کے بغیر قسمت کا کام انجام دیا کرے، ایسا شخص نہ ہونے کی صورت میں اُجرتی قاسم بھی کام کرسکتا ہے،

فصل ۱۸ (مزارعت)

(۵۲۱) مزارعت (بٹائی) مباح ہے مگر کراہت وفساد کے ساتھ؛

(۵۲۲) مزارعت چند شرطوں کے ساتھ جائز ہے۔ مثلاً مزارعت کا معاہدہ مقرر مدت کے لیے ہو، کھیت کا حاصل طرفین میں مشترک ہو۔

فصل ۱۹ (احیاء موات)

(۵۲۳) احیا موات (بیکار زمین کو کارآمد بنانا) مباح ہے،

(۵۲۴) احیا کے بعد ارض موات کا مالک احیا کرنے والا ہے،

(۵۲۵) ارض موات کا مالک ہونے میں مسلم و ذمی برابر ہیں،

(۵۲۶) ارض موات کی ملکیت کے لیے امام کی اجازت شرط ہے،

(۵۲۷) آبادی کے قریب کی غیر آباد زمین آباد کرنا جائز نہیں ہے، اس کو مواشی کی چراگاہ اور غلہ کے کھلیانوں کے لیے افتادہ چھوڑ دینا چاہیے۔

فصل ۲۰ (صید)

(۵۲۸) صید، مباح ہے، مگر مُحرِم (حالت احرام والے) کو نہیں،

(۵۲۹) شکاری جانوروں کے ذریعہ بھی شکار جائز ہے۔

(۵۳۰) شکاری جانور کو شکار پر چھوڑتے وقت بسم اللہ پڑھ لینی چاہیے، اس صورت میں اسکے ہاتھ سے مرا ہوا شکار بشرطیکہ حلال جانور ہو بلا ذبح حلال ہے، البتہ مرا ہوا بلا ذبح حلال نہیں ہے،

(۵۳۱) حلال وحرام دونوں قسم کے جانوروں کا شکار جائز ہے،

(فصل ۲۱) وصیّة،

(۵۳۲) وصیّة، مباح و مستحب ہے،

(۵۳۳) وصیّة، تہائی مال سے زیادہ میں جاری نہیں ہے مگر اس صورت میں کہ وصیت کنندہ کے بعد اسکے ورثا کل وصیت کو تسلیم کریں،

(۵۳۴) مسلم وکافر کی باہمی وصیّت جائز ہے،

(۵۳۵) ردِّ وصیّت بھی جائز ہے،

(فصل ۲۲) ہبہ،

(۵۳۶) ہبہ، مباح ہے،

(۵۳۷) ہبہ، طرفین کے اقرار اور قبضہ کے بعد تمام ہوتا ہے،

(۵۳۸) شریک کا حصّہ ہبہ نہیں ہوسکتا،

(۵۳۹) تقسیم سے پہلے مشترک شئے کا ہبہ نہیں ہوسکتا،

(۵۴۰) خاص حالات کے علاوہ ردّ ہبہ جائز ہے اگرچہ نہایت قبیح ہے،

(۵۴۱) وہ خاص صورتیں جن میں ردّ ہبہ جائز نہیں ہے یہ ہیں، طرفین میں سے کوئی مرگیا ہو، موہوب، موہوب لہ کی ملک سے نکل چکی ہو، موہوب لہ، واہب کو، موہوب کا عوض نہ دے رہا ہو، موہوب لہ نے موہوب میں ایسا اضافہ کرلیا ہو جو شئے موہوب میں بمنزلہ جزء کے

ہوگیا ہو،

(فصل ۲۳) عاریت،

(۵۴۲) عاریت، مُباح ہے،

(۵۴۳) عاریت، امانت کی ایک قسم ہے، پس اگر عاریت کی چیز صاحب عاریت کے ہاتھ میں تلف ہوجائے تو اسپر تاوان نہیں ہے بشرطیکہ اس نے حفاظت کا حق پورا ادا کیا ہے البتہ برعکس صورت میں تاوان ہے،

(فصل ۲۴) قرض،

(۵۴۴) قرض، مُباح ہے اور قرض دینا نفل ہے،

(۵۴۵) قرض، مدت مقررہ سے پیشتر، واجب الادا نہیں ہے،

(۵۴۶) قرض، کی دو قسمیں ہیں، قرض عامہ، قرض حسنہ، قرض عامہ واجب الادا ہے، قرض حسنہ، واجب الادا نہیں ہے،

(۵۴۷) قرض، ایسی چیزوں میں جائز نہیں ہے جنکے ادا کرنے میں ربوا کا احتمال ہے، یعنی جنکے افراد میں کچھ نہ کچھ باہم تفاوت ضروری ہے، مثلاً پھل، روٹی،

(فصل ۲۵) رہن،

(۵۴۸) رہن، مُباح ہے،

(۵۴۹) رہن، قبضہ کے بعد تمام ہوتا ہے اس سے پہلے نہیں،

(۵۵۰) مرتہن کو مرہون سے نفع اٹھانے کا حق نہیں ہے،

(۵۵۱) مرہون کے متعلق خرچ کی دو قسمیں ہیں، ایک وہ جسکا تعلق مرہون کی بقا و صلاح سے ہے، دوسری وہ جسکا تعلق اسکی حفاظت یا قبضہ مرتہن سے ہے، خرچ کی پہلی قسم راہن کے ذمہ ہے، دوسری قسم مرتہن کے ذمہ،

(فصل ۲۶) حوالۃ،

(۵۵۲) حوالۃ، مباح ہے،

(۵۵۳) حوالۃ، مال سے مخصوص ہے، نفس میں حوالۃ معتبر نہیں ہی، مال میں بھی مطالبات کے ساتھ مخصوص ہے،

(۵۵۴) حوالۃ کا اثر یہ ہے کہ اسکے تمام ہو جانے کے بعد مُحیل (حوالہ کرنیوالا) کا گلا مطالبہ سے چھوٹ جاتا ہے اور مطالبہ کی پوری ذمہ داری مُحتال علیہ (حوالہ لینے والا) کے سر آجاتی ہے، یہاں تک کہ وہ خود بھی ذمہ داری کو مُحیل کی طرف منتقل نہیں کرسکتا۔ البتہ اس حالت میں کہ مُحتال علیہ ذمہ داری پوری کرنے سے عاجز ہو جائے،

(فصل ۲۷) یمین (صادق)

(۵۵۵) یمین (قسم) اگر صادق ہو، مباح ہے،

(۵۵۶) یمین کی تین قسمیں ہیں، یمین غموس، یمین منعقدہ، یمین لغو، یمین غموس

ویمین لغو جھوٹی قسمین ہیں، یمین منعقدہ جھوٹی سچی دونوں ہوسکتی ہے، مگر اسکا جھوٹی سچی ہونا مستقبل سے متعلق ہوتا ہے، جھوٹی مواخذہ کا سبب ہے، سچی مباح اور مواخذہ سے بری ہے۔

(۵۵۷) یمین منعقدہ معصیت پر درست نہیں ہے، پس یمین معصیت کو توڑ ڈالنا اور کفارہ دینا واجب ہے،

(باب ۴ محرمات افعال)

(فصل ۱) ارتداد،

(۵۵۸) ارتداد، حرام، کفر اور موجب قتل جرم ہے۔

(۵۵۹) مرتد کے ساتھ ذیل کا برتاؤ کرنا چاہیے، پہلے اُس پر دوبارہ اسلام پیش کرنا چاہیے، اگر وہ اسلام کے متعلق کوئی شبہہ بیان کرے تو اُس شبہہ کو دور کرنا چاہیے، اسکے بعد بھی وہ ضد پر قائم رہے تو بغرضِ مہلت تین دِن کی قید کرنی چاہیے، اسکے بعد بھی اسلام کی طرف رجوع نہ کرے تو قتل کردینا چاہیے، عورت قتل کے حکم سے مستثنیٰ ہے، عورت قتل نہ کیجائیگی بلکہ قبول اسلام تک برابر قید رکھی جائیگی،

(فصل ۲) یمین کاذب

(۵۶۰) یمین، اگر کاذب ہے اور بالقصد کاذب ہے تو حرام ہے۔

(۵۶۱) یمین کاذب کی دو قسمیں ہیں، یمین غموس، و یمین لغو، یمین غموس

بالقصد یمین ہے، اور یمین لغو، بلا قصد یمین ہے، یمین غموس میں کفارہ ہے، یمین لغو میں کوئی تاوان نہیں،

فصل ۳، غصب،

(۵۶۲) غصب، حرام ہے،

(۵۶۳) مغصوب اگر غاصب کے ہاتھ میں تلف ہوجائے تو غاصب پر تاوان لازم ہوگا، بشرطیکہ مغصوب، شئے منقولہ ہو یا شئے غیر منقولہ ہو تو اس میں غاصب نے کچھ تغیر کردیا ہو، پچھلی صورت میں بقدرِ تغیر تاوان لازم ہوگا لیکن اگر غیر منقولہ ہے اور کوئی تغیر بھی نہیں ہوا ہے تو کوئی تاوان نہیں،

فصل ۴، اکراہ،

(۵۶۴) اکراہ، حرام ہے، بشرطیکہ واجباتِ مسلّمہ کے لئے نہ ہو،

(۵۶۵) اکراہ، نفسِ دین، قبول کرانے میں حرام ہے، مگر نفسِ دین قبول کرلینے کے بعد، مسائل واحکام دین منوانے میں، مُباح ہے، اور بسا اوقات واجب ہے، نیز ضروری نظم ونسق میں دینی ہو خواہ دنیوی، اکراہ مُباح ہی،

(۵۶۶) اکراہ، کا اثر حرام کی صورت میں باطل ہے اور مُباح کی صورت میں نافذ۔

فصل ۵، عقدِ باطل

(۵۶۷) عقد باطل، حرام اور بے اثر ہے، گویا وہ عقد ہی نہیں ہے،

(۵۶۸) عقدِ باطل، تمام معاملات میں ممکن ہے،

(۵۶۹) عقدِ باطل، اگر بالاکراہ نافذ کر دی جائے تو وہ ہر وقت واجب الفسخ ہے،

فصل (۶) بغاوۃ،

(۵۷۰) بغاوت، حرام اور موجب قتل جرم ہے۔

(۵۷۱) باغیوں کے ساتھ ذیل کا برتاؤ کرنا چاہیے، پہلے ان کو جماعت میں واپس آنے کی دعوت دینی چاہیے، اگر ان کو کچھ شکوک ہوں تو دور کرنے چاہییں، پھر بھی راہِ راست پر نہ آئیں تب جنگ کرنی چاہیے اور انکی جماعت کو متفرق کر دینا چاہیے،

(۵۷۲) باغیوں کو بالواسطہ یا بلاواسطہ کسی قسم کی مدد پہونچانی جائز نہیں ہے،

فصل ۷ جنایۃ

(۵۷۳) جنایت (جرم) ظاہر ہے کہ جنایت ہے اور اس کی سزا لازم،

(۵۷۴) جنایتیں بہت سی ہیں، اصولی جنایتیں تین ہیں، قتل[1] قطع[2] جرح[3] تینوں قابل سزا ہیں اور سزائیں مختلف ہیں۔

(۵۷۵) قتل کی پانچ قسمیں ہیں، قتلِ عمد، قتلِ شبہ عمد، قتلِ خطا، قتلِ شبہ خطا، قتل بسبب،

قتل عمد (جو کسی آلۂ قاتلہ کے ذریعہ ہوا ہو) کی سزا قصاص ہے بشرطیکہ مقتول کے اولیا معاف نہ کر دیں یا صلح نہ کر لیں، قتل شبہ عمد جو

قتل بالقصد کسی آلہ غیر قاتلہ کے ذریعے ہوا ہو) کی سزا کفارہ و دیۃ، اور محروم المیراث کر دینا ہے، قتل خطا کی سزا کفارہ و دیۃ اور محروم المیراث کر دیا جانا ہے، قتل شبہ خطا کا حکم قتل خطا کا حکم ہے، قتل بسبب (جو قتل کسی دوسرے سبب سے واقع ہو جائے مثلاً راستہ میں گڑھا کھودا گیا اور ایک شخص اس مین گر کے مر گیا) کی سزا صرف دیۃ ہے،

(۵۷۶) قصاص قتل میں پوری مساوات لازم ہے، فرق مراتب کا لحاظ جائز نہین، پس جس طرح ہو مقتول حر کے قصاص میں قاتل حر قتل کیا جائیگا، مقتول غلام کے قصاص میں بھی قاتل حر بلا تکلف قتل کیا جائے گا، اور جس طرح مقتول مسلم کے قصاص میں قاتل مسلم قتل کیا جائے گا، مقتول ذمی کے قصاص مین بھی قاتل مسلم بلا تکلف قتل کیا جائے گا، مگر اس مساوات سے مستامن مستثنے ہے، اس وجہ سے کہ ذمّی کی طرح اس کا خون محفوظ نہیں ہے، پس مقتول مستامن کے قصاص مین نہ قاتل مسلم قتل کیا جائے گا، نہ قاتل ذمی،

(۵۷۷) قصاص تلوار یا ایسے ہی کسی تیز ہتھیار سے ہوتا ہے۔

(۵۷۸) مقتول کے اولیا قصاص کو معاف کر دینے کا، یا مال پر صلح کر لینے کا اختیار رکھتے ہیں ان دونوں صورتوں میں قصاص ساقط ہو جائے گا

(فصل ۷، ذنوب (کبائر و صغائر)

(۵۷۹) ذنب (گناہ) غیر مباح، قابلِ سزا، اور قابلِ پرہیز ہے،

(۵۸۰) گناہ کی دو قسمیں ہیں، صغیرہ، و کبیرہ، دونوں قابلِ مواخذہ ہیں مگر صغائر اکثر معاف کر دیے جاتے ہیں، اگر نیکیاں غالب ہوں اور کبائر کمتر معاف کیے جاتے ہیں،

(۵۸۱) کبائر کی تعداد معین نہیں ہے، البتہ اُصول معین ہے جسکے تحت میں جو گناہ آجائے وہ کبیرہ ہے، وہ یہ کہ واجب کا ترک یا حرام کا ارتکاب جس گناہ میں لازم آجائے وہ کبیرہ ہے، ورنہ صغیرہ،

(۵۸۲) چند مشہور کبائر یہ ہیں، قتل، سرقہ، رہزنی، شراب نوشی، ترکِ نماز،

(۵۸۳) گناہ، ایمان کو زائل نہیں کرتا، البتہ آلودہ کر دیتا ہے۔

(۵۸۴) ہر گناہ حتیٰ کہ کفر و شرک توبہ سے دُور ہو سکتا ہے۔

(۵۸۵) ہر گناہ، باستثنا رشرک امکان معافی کے اندر ہے،

خاتمہ،

عزیز لڑکو، تمہاری العقائد کا پہلا حصہ تمام ہو چکا، عقائد کا سرسری اور سادہ بیان بخوبی انجام پا گیا ہے، بیان اتنا صاف اور سلیس ہے کہ اگر توجہ کرو تو ہر عقیدہ اچھی طرح ذہن نشین ہو سکتا ہے، اس کتاب کے متعلق تمہارا یہ فرض ہے کہ اسکو بار بار پڑھو اور سمجھنے اور محفوظ کرنے کی کوشش کرو۔

نیز اسکی تعلیمات میں یقین پیدا کرو، کیونکہ اِن میں تذبذب، اسلام وایمان میں تذبذب کے برابر ہے، اِسلیے کہ یہ کتاب خلاصہ ہے، قرآن، حدیث، اور عقائد اسلامی کی معتبر کتابوں کا اور اسکی تعلیمات، اسلام کی تعلیمات ہیں

عزیز لڑکو، تم میں سے ہر اُردو زبان کے طالب العلم کا فرض ہے کہ عقائد سیکھنے کے لئے العقائد، کی تلاش کرے، اسی کے ساتھ تمہارے سرپرستوں کا فرض ہے کہ ' العقائد' تمہارے لئے مہیا کر دیا کریں اور تمہارے استادوں اور مدارس کے مہتموں کا فرض ہے کہ ' العقائد' کو تمہارے نصاب تعلیم میں داخل کر دیں اور اسکو نہایت ضروری کتاب سمجھ کر تمہیں انتہائی محنت و دلسوزی سے پڑھائیں،

العقائد کا دوسرا۔ تیسرا حصہ بھی تخمیناً اِسی قدر ضروری ہے، بلکہ ایک پہلو سے وہ سلسلہ کی ضروری کڑیاں ہونے کے علاوہ پہلے حصہ کے تکملات بھی ہیں، اِنکے بغیر پہلا حصہ ایسا ہی ہے جیسے دعویٰ بغیر دلیل، اور مقدمہ کا یکطرفہ فیصلہ،

پس تمہارے لئے یہ حصے بھی ایسے ہی ضروری ہیں جیسے پہلا حصہ، اُمید ہے کہ یہ حصے بھی قریب زمانہ میں، حوالۂ قلم ہو جائیں، اور تمہارے اُردو کُتب خانے اِن سے مزیّن نظر آئیں، وما توفیقی اِلّا باللہ

فقیر آزاد سبحانی

(ضمیمہ) فہرست محرّمات (اعیان)

(۱) ماکولات

(۱) ہر دانت والا درندہ (۲) ہر پنجہ دار چڑیا (۳) پالو گدھا (۴) گوہ (۵) چوہا (۶) سانپ (۷) گرگٹ (۸) بلی (۹) خچر (۱۰) ہر مردہ جانور (مچھلی اور ٹڈی کے سوا (۱۱) ہر ذبیحہ بغیر بسم اللہ یا ذکر غیر اللہ (۱۲) ہر زہر۔

(۲) مشروبات

(۱۳) ہر نشہ والی چیز (۱۴) شراب،

(۳) ملبوسات

(۱۵) حریر و دیبا (مردوں کے لیے) (۱۶) سونے کا زیور (مردوں کے لیے) (۱۷) رنگین کپڑے (مردوں کے لیے) (۱۸) تصویر دار کپڑے،

(۴) مستعملات

(۱۹) سونے چاندی کے برتن کھانے پینے کے لیے (۲۰) ذی روح چیز کی تصویر (۲۱) باجا (۲۲) نرد و شطرنج (۲۳) سود (۲۴) گھنٹا (۲۵) مشرکانہ منتر اور تعویذ (۲۶) بت

(۵) منکوحات

فہرست گذر چکی ہے۔

فرہنگِ اصطلاحات العقائد

مع

حلّ لغات

شمار	لفظ	معنے
	(فصل ذات الٰہی)	
۱	عالَم	ماسوائے اللہ، یعنی اللہ تعالیٰ کے ماسوا چیزون کا مجموعہ،
۲	وجودِ واجب	ضروری ہستی (موجود ہستی واجب ضروری) یعنی وہ ہستی جسکو نیستی کبھی چھو بھی نہین سکتی اِسکا ہونا ہر وقت و ہر حال ضروری ہے ر
۳	مُجَرَّد	مادّہ اور مادّیت سے پاک،
۴	جسم	وزن و مقدار والی شئے،
۵	جہت	سمت
۶	زمان	وقت
۷	مکان	جگہ
۸	وصل	مِلاپ
۹	فصل	علٰحدگی
۱۰	داخلیّت	اندر ہونا
۱۱	خارجیّت	باہر ہونا
۱۲	من جمیع الوجوہ	ہر پہلو سے،
۱۳	من بعض الوجوہ	بعض پہلو سے
۱۴	محدود	ذی نہایت
۱۵	نامحدود	بے نہایت
۱۶	واحد لاشریک	یکتا
	(فصل صفات الٰہی)	
۱۷	صفتِ حقیقی	اصلی صفت، یعنی وصفت

شمار	لفظ	معنے
		جو موصوف کی ذات مین بغیر کسی دوسری چیز کے اعتبار کے اصالتًا پائی جاتی ہے،
۱۸	صفت اضافی	اعتباری صفت، یعنی وہ صفت جو موصوف کی ذات مین اصالتًا نہین پائی جاتی بلکہ کسی دوسری چیز کے اعتبار کے وسیلہ سے اعتبارًا پائی جاتی ہے۔
۱۹	لوازم،	لازمی حالات، یعنی وہ حالات جو شے سے کسی حال جُدا نہ ہوسکین،
۲۰	عوارض	عارضی حالات، یعنی وہ حالات جو شے سے جُدا ہوسکین،

شمار	لفظ	معنے
۲۱	وجود	ہستی،
۲۲	حیاۃ	زندگی، یعنی ارادہ وادراک کی کیفیت،
۲۳	قدرۃ	قوّتِ فعل،
۲۴	علم	کیفیت کشفی،
۲۵	ارادۃ	آمادگیِ فعل،
۲۶	سمع	کیفیتِ کشفی، متعلق اصوات،
۲۷	بصر	کیفیت کشفی، متعلق الوان،
۲۸	تکوین	موجود کرنے کی کیفیت،
۲۹	اِحیا	حیاۃ، متعلق کرنیکی کیفیت،
۳۰	اماتت	حیاۃ چھین لینے کی کیفیت،
۳۱	عین	بجنسہٖ وہی،
۳۲	غیر	الگ شے
۳۳	شرکت فرع باصل	اصل مین شاخ کی شرکت،
۳۴	خواص	خصوصیات، یعنی وہ حالات جو ایک شے کے سوا کسی

شمار	لفظ	معنے
		دوسری شے مین نہین پائے جاتے،
۳۵	اِتّباع	پیروی
۳۶	قِدَم	بے آغازی

(فصل افعال الٰہی)

شمار	لفظ	معنے
۳۷	فاعل حقیقی،	اصلی فاعل، یعنی وہ فاعل جو اصالتًا خود فاعل ہو کسی فاعل کے فعل کا محض آلہ یا واسطہ نہ ہو جو صرف دیکھنے مین فاعل نظر آتے ہین حقیقتًا فاعل نہین ہوتے
۳۸	فاعل مجازی	ظاہری فاعل، یعنی وہ شے جو اصالتًا خود فاعل نہین ہے، کسی فاعل کے فعل کا محض آلہ یا واسطہ ہے، اور صرف دیکھنے مین فاعل نظر آتا ہے حقیقتًا فاعل نہین ہے،
۳۹	بلاواسطہ فاعل	فاعل حقیقی
۴۰	تدریج زمانی	وقتی توقفات،
۴۱	ماہیت	حقیقت، یعنی شے کی اصلیت
۴۲	شرکت اِسمی	صرف نام کی شرکت
۴۳	اَمر	بلاواسطہ خلق شے
۴۴	خلق	باواسطہ خلق شے
۴۵	تربیت	پرورش و پرداخت
۴۶	اہلاک	مٹا دینا
۴۷	منقسم	بٹی ہوئی
۴۸	اختیاری	بالارادۃ
۴۹	اضطراری	بلاارادۃ

(فصل تعلق بالعالم)

شمار	لفظ	معنے
۵۰	علت	سبب
۵۱	معلول	نتیجہ
۵۲	تغیر	بدلنا

شمار	لفظ	معنے
۵۳	تنزّہ	پاکی
۵۴	استغنا	بے نیازی
۵۵	بتمامہ	بالکل

(فصل عالم)

شمار	لفظ	معنے
۵۶	نظم	انتظام
۵۷	مخلوق	موجود بالغیر یعنی جو شے خود بخود موجود نہو۔ غیر کے موجود کرنے سے موجود ہوئی ہو
۵۸	حادث	ذی آغاز یعنی وہ شے جسکے وجود کا کوئی شروع ہو،
۵۹	ذاتی	نتیجۂ ذات،
۶۰	بتدریج	رفتہ رفتہ یعنی بتوقفات
۶۱	اہم العالم	عالم کی اہم چیزین،
۶۲	عالمِ محسوس	حواس سے معلوم ہونیوالا عالم
۶۳	عالمِ غیر محسوس	حواس سے معلوم نہ ہونیوالا عالم
۶۴	عالمِ ظاہر	عالمِ صورت،
۶۵	عالمِ باطن	عالمِ حقیقت،
۶۶	عالمِ علوی	اعلیٰ چیزون کا عالم،
۶۷	عالمِ سفلی	ادنیٰ چیزون کا عالم
۶۸	فانی	مٹنے والی شے
۶۹	غیر فانی	نہ مٹنے والی شے
۷۰	کون و فساد	بننا بگڑنا،
۷۱	ذی شعور	صاحب ادراک،
۷۲	بے شعور	بے ادراک،

(فصل روح (الف) مطلق روح)

شمار	لفظ	معنے
۷۳	روح	مخلوق جوہر مجرّد
۷۴	متعدد الاقسام	کئی قسمون والی شے
۷۵	روح کلّی	پورے عالم کی روح
۷۶	روح جزئی	عالم کے خاص خاص اجزا کی روح
۷۷	روح علوی	عالم علوی کی روح،
۷۸	روح سفلی	عالم سفلی کی روح،

شمار	لفظ	معنے
۷۹	روح عنصری	عالم عناصر کی روح ،
۸۰	روح ملکی	ملائکہ کی روح ،
۸۱	روح فلکی	افلاک کی روح ،
۸۲	روح حیوانی	حیوانات کی روح
۸۳	روح جنّی	اجنّہ کی روح ،
۸۴	روح انسانی	انسانوں کی روح ،
۸۵	مُحیط	گھیرنے والی شئے
۸۶	مُحاط	گھری ہوئی شئے
۸۷	تدبیر و تصرف	انتظام و عمل
۸۸	حلول و قیام صط	ساری و طاری ہونا
۸۹	مخلوق اوّل	سب سے پہلی مخلوق
۹۰	متصرف	عامل ،
۹۱	اشبہ باللہ	اللہ تعالیٰ سے مشابہ ترین شئے
۹۲	ابدی صط	غیر فانی ،
۹۳	نوع صط	متشابہ افراد والی حقیقت
۹۴	شخص صط	فرد واحد

شمار	لفظ	معنے
۹۵	ابناء جنس	ہم جنس چیزیں
۹۶	تعلیم و تکمیل کسبی	مشق و محنت کے ذریعہ سکھانا اور کرانا
۹۷	تعلیم و تکمیل فطری	پیدائشی سکھانا اور کرانا ،
۹۸	تجرّد	مادیت سے پاکی ،
۹۹	فعل و انفعال	تاثیر و تاثر ،
۱۰۰	تعلق بالجسم	جسم سے متعلق ہونا
۱۰۱	معرفت و اتحاد باللہ	اللہ تعالیٰ کی پہچان و ہمرنگی
۱۰۲	مکلفیت و مسئولیت	پابندی و ذمہ داری
۱۰۳	ماجوریت و ماخوذیت	اجر یافتہ ہونا اور ماخوذ ہونا
۱۰۴	صفات روحی	روح کی صفتیں
۱۰۵	صفات الٰہی	اللہ تعالیٰ کی صفتیں
۱۰۶	معدات	کام سے مدد پہنچانیوالی چیزیں

(ب) (روح انسانی)

شمار	لفظ	معنے
۱۰۷	فروتر	زیادہ پست
۱۰۸	آلۂ فعل و انفعال	تاثیر و تاثر کا واسطہ
۱۰۹	ذاتی تغیّر و فنا صط	ذات کا بدلنا اور مٹنا

شمار	لفظ	معنے
۱۱۰	عرضی تغیر وفنا	حالات کا بدلنا او فنا
۱۱۱	نفخۂ صور	صور کی پھونک
۱۱۲	اعمال مسئولہ	قابل پرسش اعمال
۱۱۳	منتہی	ختم ہونے والا
۱۱۴	اعمال غیر مسئولہ	ناقابل پرسش اعمال
۱۱۵	غیر منتہی	نہ ختم ہونے والا

(باب مثالیات)

شمار	لفظ	معنے
۱۱۶	عالم مجرد	مجرد چیزون کا عالم
۱۱۷	عالم مادّی	مادّی چیزون کا سالم
۱۱۸	ذوجہتین عالم	دو حیثیت کا عالم یعنی ایک حیثیت تجرد کی دوسری حیثیت مادیت کی
۱۱۹	عالم مثال	عالم تصویر یعنی وہ عالم جسکی چیزین مثالین یعنی تصویرین ہین عالم مجرد و عالم مادّی کی چیزون کی
۱۲۰	جہت	حیثیت
۱۲۱	لطیف	غیر محسوس
۱۲۲	ظاہری حواس	بیرونی حواس
۱۲۳	احساس	حواس سے معلوم کرنا
۱۲۴	حاسّہ باطنی	اندرونی حاسّہ
۱۲۵	نگاہ کشفی	قوّت کشفی
۱۲۶	مقدار	پھیلاؤ
۱۲۷	جسمانی خواص	جسم کی خصوصیات
۱۲۸	نباتات	اُگنے والی چیزین
۱۲۹	متخیلات متشکلہ	متشکل معلومات خیالی
۱۳۰	مکشوفات متشکلہ	متشکل معلومات کشفی
۱۳۱	روحانی وقائع متشکلہ	متشکل واردات روحانی
۱۳۲	خارجی حقیقت	خیال سے باہر پائی جانے والی حقیقت
۱۳۳	وہمی اختراعی حقیقت	وہم وخیال کی بنائی ہوئی حقیقت

(فصل مادّہ)

شمار	لفظ	معنے
۱۳۴	مادّہ	وزن ومقدار کا مجموعہ
۱۳۵	مادّۂ کلّی	پورے عالم کا مادّہ
۱۳۶	مادّۂ جزئی	عالم کے کسی ایک حصّہ کا مادّہ

شمار	لفظ	معنے
۱۳۷	مادۂ لطیف	غیر محسوس مادّہ
۱۳۸	مادۂ کثیف	محسوس مادہ
۱۳۹	مادۂ فلکی	افلاک کا مادّہ
۱۴۰	مادۂ عنصری	عناصر کا مادّہ
۱۴۱	ذاتاً غیر متغیر	ذات مین نہ بدلنے والی شئے
۱۴۲	وزن	بوجھ
۱۴۳	تمکن	ٹھہراؤ
۱۴۴	بسیط	بے جز
۱۴۵	جوہر	مستقل ہستی
۱۴۶	جوہر سیال	بہنے والا جوہر
۱۴۷	منجمد	جما ہوا
۱۴۸	متلاطم و متموج	ہچکولے کھانیوالا اور لہرین لینے والا۔
۱۴۹	ہوائی تموج	ہوا کا لہرین لینا۔

(فصل عرش)

شمار	لفظ	معنے
۱۵۰	محیط کل جسم	پورے عالم کو گھیرے ہوئے جسم
۱۵۱	منتہائے عالم اجسام	عالم اجسام کی حد، یعنی آخری جسم
۱۵۲	فلک اعلیٰ	سب سے اوپر کا آسمان
۱۵۳	منتہائے ادراک	ادراک کی سرحد،

(فصل کرسی)

شمار	لفظ	معنے
۱۵۴	فلک بروج	ستارون کے بُرج والا آسمان:
۱۵۵	مرتبۂ خلقت	پیدائش کا درجہ،

(فصل جنّت)

شمار	لفظ	معنے
۱۵۶	دارالرّاحت	آرام کا گھر

(فصل ملئکۃ)

شمار	لفظ	معنے
۱۵۷	خوارق	خلاف عادت باتین
۱۵۸	معصوم محض	جس سے گناہ نہ ہو سکے،
۱۵۹	خیر محض	جس سے شر نہ ہو سکے،
۱۶۰	محدود الحال	محروم ترقی
۱۶۱	ملائکہ تربیت	وہ ملائکہ جنکے سپرد تربیت کی خدمت ہے،
۱۶۲	ملائکہ ہلاکت	وہ ملائکہ جنکے سپرد ہلاکت کی خدمت ہے۔

شمار	لفظ	معنے
۱۶۳	جسمانی تربیت	جسم کی پرورش و پرداخت
۱۶۴	روحانی تربیت	روح کی پرورش و پرداخت
۱۶۵	ارکان اربعہ	چار رکن ،
۱۶۶	جامع الحیثیات	کئی حیثیتوں والا

(فصل عناصر)

شمار	لفظ	معنے
۱۶۷	عناصر اربعہ	چار عنصر، خاک، پانی، آگ، ہوا،

(فصل جن)

شمار	لفظ	معنے
۱۶۸	اقسام ثلثہ	تین قسمین
۱۶۹	جماد	نشو ونما سے خالی شے
۱۶۹ ا	نبات	
۱۷۰	حیوان	ذی حیاۃ شے ،
۱۷۱	قوی الرُّوح	جسکی روح قوی ہو ،
۱۷۲	تبدیل اشکال	شکلین بدلنا
۱۷۳	نوری	نور سے بنا ہوا
۱۷۴	ناری	نار (آگ) سے بنا ہوا
۱۷۵	معذّب	عذاب پانے والا

شمار	لفظ	معنے
۱۷۶	مثاب	ثواب پانیوالا
۱۷۷	اغوا	بھکانا

(فصل کتاب)

شمار	لفظ	معنے
۱۷۸	مرتّب مجموعہ	باقاعدہ مجموعہ
۱۷۹	مُصدَّق	مانی ہوئی
۱۸۰	تحریف	بگاڑ دینا
۱۸۱	نسخ	مٹا دینا
۱۸۲	غیر مصدَّق	نہ مانی ہوئی
۱۸۳	مجہول الحال	جسکی حالت معلوم نہو
۱۸۴	تفسیر	مطلب بیان کرنا
۱۸۵	اہلیّت	لیاقت

(فصل دین)

شمار	لفظ	معنے
۱۸۶	فلاح	کامیابی
۱۸۷	نجات	رہائی
۱۸۸	مدار علیہ	جسپر کوئی بات موقوف ہو
۱۸۹	دینِ الٰہی	اللہ کا بتایا ہوا دین

شمار	لفظ	معنے
۱۹۰	دین اختراعی	انسان کا گڑھا ہوا دین
۱۹۱	دین منسوخ	مٹا ہوا دین
۱۹۲	دین مثبت	باقی دین

(فصل قرآن)

شمار	لفظ	معنے
۱۹۳	ناسخ	مٹانے والا
۱۹۴	اسرار ورموز	بھید کی باتین
۱۹۵	حفظ زبانی	زبانی یاد
۱۹۶	تدوین	جمع وترتیب
۱۹۷	صوری تدوین	خارجی جمع وترتیب
۱۹۸	معنوی تدوین	ذھنی جمع وترتیب
۱۹۹	اصحّ واصلح	بہت صحیح وبہت مناسب
۲۰۰	اہلیت تفسیر	تفسیر کی لیاقت
۲۰۱	جائز العمل	جسکا عمل جائز ہے

(فصل اسلام)

شمار	لفظ	معنے
۲۰۲	ادلّہ	دلیلین
۲۰۳	اجماع	کسی مسئلہ پر امتِ اسلامیہ کا اتفاق
۲۰۴	قیاس	قرآن وحدیث سے کسی غیر مذکور مسئلہ کو اپنی رائے سے نکالنا
۲۰۵	دلیل قطعی	یقینی دلیل
۲۰۶	دلیل ظنّی	غیر یقینی دلیل
۲۰۷	آخری نجاۃ	جو نجاۃ آخر مین حاصل ہو
۲۰۸	کامل نجاۃ	جو نجاۃ شروع ہی سے حاصل ہو
۲۰۹	ایمان اجمالی	محض توحید ورسالت کا اقرار
۲۱۰	ایمان تفصیلی	ہر ہر عقیدہ کا الگ الگ اقرار

(فصل صحابی)

شمار	لفظ	معنے
۲۱۱	حواریّت	صحابیّت
۲۱۲	معاصر پیرو	ہم زمانہ پیرو
۲۱۳	قطب الولایت	ولایت کا مرکز
۲۱۴	عشرۂ مبشّرہ	وہ دس صحابی جنکو جنتی ہونیکی بشارت دنیا مین مل گئی تھی،

(فصل خلیفہ)

شمار	لفظ	معنے
۲۱۵	خلافت	جانشینی پیغمبر

شمار	لفظ	معنے
۲۱۶	امامت	مذہبی پیشوائی
۲۱۷	روحانی منصب	روحانی کام کا عہدہ
۲۱۸	خلافت راشدہ	کامل خلافت
۲۱۹	خلافتِ عامہ	معمولی خلافت
۲۲۰	ترتیبِ فضیلت	فضیلت کی درجہ بندی
۲۲۱	ترتیبِ خلافت	خلافت کی درجہ بندی
۲۲۲	اقتدارِ تام	کامل اختیار
۲۲۳	استعدادِ حسن انتظام	اچھے انتظام کی صلاحیت
	(فصل مجدّد)	
۲۲۴	تجدید و احیا	دین کو از سر نو تازہ و زندہ کر دینا
۲۲۵	انتظامی منصب	انتظامی کام کا عہدہ
۲۲۶	علمی منصب	علمی کام کا عہدہ
۲۲۷	ظلّیت	سایہ ہونا
	(فصل اجتہاد)	
۲۲۸	ظاہری منصب	ظاہری کام کا عہدہ
۲۲۹	مانعِ اجر	اجر سے روکنے والا
۲۳۰	غیر مصرّح	مسئلہ کا صاف صاف ذکر نہ آیا ہو
۲۳۱	مبنیٰ	وجہ
	(فصل ولایت)	
۲۳۲	عرفان	معرفت الٰہی
۲۳۳	وصول الی اللہ	اللہ سے ملنا
۲۳۴	امر واقع	ہونے والی بات
	(فصل عالم)	
۲۳۵	ظاہری تعلیم و تبلیغ	ظاہری باتوں کا بتانا اور پہونچانا،
۲۳۶	ظاہری وارث	ظاہری حیثیت کا جانشین
۲۳۷	باطنی وارث	باطنی حیثیت کا جانشین
	(فصل حیاۃ اولیٰ)	
۲۳۸	حیاۃ اُولیٰ	پہلی زندگی
۲۳۹	مخلوط	ملا ہوا
۲۴۰	واضح معیار	جانچ کا روشن طریقہ،
۲۴۱	سلسلۂ حیاۃ	زندگی کا سلسلہ

شمار	لفظ	معنے
۲۴۲	روح بلا جسم	بدن سے بے تعلق روح

فصل موت

شمار	لفظ	معنے
۲۴۳	تعلق جسم و روح	روح اور بدن کا لگاؤ
۲۴۴	موت طبعی	جو موت عادی اسباب سے واقع ہو
۲۴۵	موت اتفاقی	جو موت غیر عادی اسباب سے واقع ہو
۲۴۶	قوت مقومہ	قائم رکھنے والی قوت

فصل حیاۃ برزخ

شمار	لفظ	معنے
۲۴۷	حیاۃ برزخ	درمیانی زندگی
۲۴۸	حیاۃ قیامت	جو زندگی قیامت میں ملیگی
۲۴۹	جسم مثالی	وہ جسم جو عالم مثال میں ہے
۲۵۰	تحت العرش	عرش کے نیچے
۲۵۱	علیین	نیک ارواح کا ایک مقام
۲۵۲	سجیین	بد ارواح کا ایک مقام
۲۵۳	ابتدائی	شروع کا
۲۵۴	عمل تکلیفی	وہ کام جو کسی حکم کی بنا پر کیا جائے

فصل بعث وقیامت

شمار	لفظ	معنے
۲۵۵	بعث	دوبارہ جلا اٹھانا
۲۵۶	نظام موجود	موجودہ طریقہ
۲۵۷	نظام جدید	نیا طریقہ
۲۵۸	صراحتاً	صاف صاف
۲۵۹	علامات قیامت	قیامت کی پہچانیں
۲۶۰	بے حجاب کلام	روبرو گفتگو
۲۶۱	نفخ صور	صور پھونکنا
۲۶۲	فزع و انتشار	خوف و گھبراہٹ
۲۶۳	نفخۂ فزع	خوف والا نفخ صور
۲۶۴	حملۃ العرش	عرش اٹھانیوالے فرشتے
۲۶۵	نفخۂ صعق	بیہوشی والا نفخ صور
۲۶۶	وجود آفرین	وجود پیدا کرنیوالا
۲۶۷	آلودۂ معاصی	گنہگار
۲۶۸	نفخۂ بعث	جلا کر اٹھانیوالا نفخ صور
۲۶۹	اعمالنامہ	وہ صحیفہ ملکی جسمیں انسان کے اعمال درج ہیں،

شمار	لفظ	معنے
۲۷۰	میزان عمل	عمل تولنے کی ترازو
۲۷۱	صراط	عالم آخرت کی وہ باریک راہ جو جنتی اور دوزخی ہونے کی معیار ہے
۲۷۲	اجزا اصلیہ	اصلی اجزا جو کل کیساتھ ہمیشہ رہتے ہین ،
۲۷۳	اجزا زائدہ	زائد اجزا جو کل کیساتھ کبھی ہوتے ہین اور کبھی نہین ہوتے ،

(فصل مؤاخذہ ومحاسبہ)

شمار	لفظ	معنے
۲۷۴	محاسبہ	جانچ کرنا
۲۷۵	رأفت	نرمی

(فصل جزا وسزا)

شمار	لفظ	معنے
۲۷۶	اسباب تکلیف وراحت ،	تکلیف وآرام کے اسباب ،
۲۷۷	طوعاً وکرہاً	خوشی خواہ ناخوشی سے

شمار	لفظ	معنے
۲۷۸	رضاء الٰہی	اللہ تعالیٰ کی خوشنودی
۲۷۹	شفاعت نبوی	آنحضور صلعم کی شفاعت
۲۸۰	توفیہ عمل	عمل کا پورا کرنا
۲۸۱	مختتم سزا	ختم ہوجانیوالی سزا
۲۸۲	افزونی	زیادتی
۲۸۳	ذرائع	وسیلے

(فصل نجاۃ)

شمار	لفظ	معنے
۲۸۴	آخرترین و ضروری ترین	سب سے پچھلا اور سب سے ضروری ،
۲۸۵	تکالیف اُخروی	آخرۃ کی تکلیفین ،
۲۸۶	رسمی وحقیقی	نمائشی واصلی
۲۸۷	قطعیت حرمت	حرمت کا یقینی ہونا
۲۸۸	بحیثیت اصول	اصول کی حیثیت سے
۲۸۹	بحیثیت واقعہ	واقعہ حیثیت سے
۲۹۰	ہم پایہ	ہر درین برابر
۲۹۱	محدود العوض	محدود لہ کام

شمار	لفظ	معنے
	(خاتمہ)	
۲۹۲	لزومِ کفر	کفر لازم آنا
۲۹۳	احترامِ عقائد	عقائد کی عزت
۲۹۴	حفظِ ایمان	ایمان کی حفاظت
۲۹۵	ضابطہ	قاعدہ
۲۹۶	تکفیر	کسی کو کافر کہنا
۲۹۷	کفرِ کلّی	اصل دین کا انکار
۲۹۸	انکارِ مطلق	قطعی انکار
۲۹۹	کفرِ جزئی	کسی خاص مسئلہ کا انکار
۳۰۰	ایمانِ کلّی	اصل دین کا اقرار
۳۰۱	نظامِ امن وجمعیّت	امن واطمینان کا انتظام
۳۰۲	پراگندہ	منتشر
۳۰۳	معاندینِ دین	دین کے دشمن
۳۰۴	مسائلِ کفریہ	وہ مسئلے جنسے کفر لازم آتا ہی
	(فہرست کفریات)	
۳۰۵	سحر	جادو

شمار	لفظ	معنے
۳۰۶	سحرخوانی	جادو پڑھنا
۳۰۷	نجومی	ستاروں کا علم جاننے والا
۳۰۸	تحقیراً	حقارت سے
۳۰۹	دعوائے نبوّت	نبی ہونیکا دعوی
۳۱۰	الفاظ کفر	وہ الفاظ جنسے کفر لازم آئے
۳۱۱	متواتر حدیث	وہ حدیث جو ہر زمانہ مین اس کثرت سے روایت کی گئی ہو کہ انکار ممکن نہ ہو۔
۳۱۲	الہامیت	کلام الٰہی ہونا
۳۱۳	کلمات قرآن	قرآن کے الفاظ
۳۱۴	ریاءً	مکر سے
۳۱۵	بغض ناحق	بلاوجہ عداوت
۳۱۶	ناممکن العمل	جسکا کرنا ناممکن ہو
۳۱۷	بُت سازی	مورت بنانا
۳۱۸	مذاہب کفر	کفر کے مذہب
۳۱۹	مشابہت بالاسلام	اسلام سے مشابہت

شمار	لفظ	معنے
۳۲۰	تشبّہ	قصداً مشابہت کرنا
۳۲۱	منصوص محرّمات	وہ حرام چیزین جنکی حرمت قرآن وحدیث مین مذکور ہے
۳۲۲	حلّت	حلال ہونا

(فصل فرائض خمسہ)

شمار	لفظ	معنے
۳۲۳	فرائض خمسہ	پانچ فرض
۳۲۴	عملی ارکان	عمل کیے جانے والے رکن
۳۲۵	عملی اسلام	اسلام کا وہ حصّہ جو عمل سے متعلّق ہے
۳۲۶	خسارۂ دارین	دونون جہان کا نقصان
۳۲۷	فرضیّت	فرض ہونا
۳۲۸	شرائط فرضیّت	فرض ہونے کی شرطین
۳۲۹	مختلف الدرجات	مختلف درجے والے
۳۳۰	اقرار کلمۂ توحید	لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کا اقرار
۳۳۱	تکرار شرائط	شرطون کے بار بار آنے سے
۳۳۲	عود کر آنا	پلٹ آنا
۳۳۳	بشرط جمع شرائط	اِس شرط پر کہ شرطین جمع ہون
۳۳۴	فرائض عامّہ	وہ فرض جو بلا استثنا سب پر عائد ہون،
۳۳۵	ساقط،	دُور

(فصل قربانی)

شمار	لفظ	معنے
۳۳۶	اَیّامِ اضحیٰ	قربانی کے دِن
۳۳۷	مشروط	شرط پر موقوف
۳۳۸	حُرّیّت	آزادی، یعنی غلامی سے برارت،
۳۳۹	قربانی	خدا کے نام پر بہ نیّت تقرّب الی اللہ، حلال جانور کو ذبح کرنا،
۳۴۰	صاحب نصاب	ایک مقررہ مقدار مال کا مالک،
۳۴۱	تقرّب الی اللہ	قرب الٰہی ڈھونڈھنا

شمار	لفظ	معنے
۳۴۲	مصارف	صرف کے محل
۳۴۳	اُمورِ خیر	نیکی کے کام
	(فصل طہارۃ)	
۳۴۴	طہارۃِ صغریٰ	نجاست دور کردینا
۳۴۵	طہارۃِ کبریٰ	غسل
۳۴۶	نجاستِ صغریٰ	معمولی نجاست
۳۴۷	نجاستِ کبریٰ	موجبِ غسل نجاست
۳۴۸	حدث	بے وضو ہونا
۳۴۹	اصل و بدل	اصل اور اُسکا قائم مقام
۳۵۰	بدنی طہارت	بدن کی پاکی
	(فصل جہاد)	
۳۵۱	جہاد	دینی لڑائی
۳۵۲	فرض کفایہ	جماعتی فرض یعنی وہ فرض جو ہر شخص پر الگ الگ نہین ہے بلکہ ایک جماعت پر ہے جماعت مین سے ایک یا چند اشخاص اگر اس فرض کو ادا کردین تو وہ فرض ہر شخص سے ساقط ہوجاتا ہے،
۳۵۳	فرضِ عین	افرادی فرض، یعنے وہ فرض جو ہر شخص پر الگ الگ ہے جماعت مین سے ایک یا چند اشخاص کے ادا کردینے سے وہ فرض ہر شخص سے ساقط نہین ہوتا،
۳۵۴	نفیرِ عام	عام اعلان جہاد
۳۵۵	مقطوع العضو	عضو بُریدہ
۳۵۶	بیت المال	قومی خزانہ
۳۵۷	دار الحرب	وہ غیر اسلامی ملک جن مین مسلمانون کو امن و آزادی نہ ہو
۳۵۸	محاصرۃ	گھیر لینا
۳۵۹	دعوتِ اسلام	اشاعتِ اسلام
۳۶۰	جزیہ	وہ سرکاری محصول جو ذمیون سے لیا جائے

شمار	لفظ	معنے
۳۶۱	اتمامِ حجّت	بحث ختم کر دینا
۳۶۲	مستحبّ	بہتر و باعث اجر
۳۶۳	مثلة	اعضا کاٹ ڈالنا
۳۶۴	مالِ غنیمت	عین حالت جہاد مین کافرون سے لوٹا ہوا مال
۳۶۵	خُمس	پانچوان حصّہ
۳۶۶	اصناف	اقسام
۳۶۷	افضل الاعمال	سب سے بزرگ عمل
۳۶۸	اعلاءِ حق	حق کو برتر کرنا

(فصل سدّ جرائم)

شمار	لفظ	معنے
۳۶۹	سدّ جرائم	جرائم کو روکنا
۳۷۰	حد، قصاص تعزیر	عدالتی سزائین
۳۷۱	حقوق الٰہی	اللہ تعالیٰ کے حق جو بندون پر ہین،
۳۷۲	سنگسار کرنا	پتھراؤ کرنا
۳۷۳	صاحب زوج	شوہر والی عورت یا بیوی

شمار	لفظ	معنے
		والامرد۔
۳۷۴	حُرّ	جو غلام نہ ہو

(فصل قصاص)

شمار	لفظ	معنے
۳۷۵	حق العباد	بندے کا حق جو بندے پر ہو
۳۷۶	جنایت	سعی ہلاکت
۳۷۷	قتل عمد	وہ قتل جسمین مقتول کو بالارادہ ہتھیار یا ہتھیار کے قائم مقام کسی چیز سے مارا گیا ہو۔
۳۷۸	قتل شبہ عمد	وہ قتل جسمین مقتول کو ایسی چیز سے بالارادہ مارا گیا ہو جو نہ ہتھیار ہو نہ ہتھیار کا قائم مقام،
۳۷۹	قتل خطا	قتل سہو
۳۸۰	قتل شبہ خطا	قتل مشابہ بسہو
۳۸۱	قتل بسبب	کسی ایسے سبب سے

شمار	لفظ	معنے
		پیش آنے والا قتل جسکی ذمہ داری مجرم پر آتی ہو
۳۸۲	مستأمن	وہ کافر جسنے عارضی امان لے لی ہو۔
۳۸۳	ذمّی	وہ کافر جو دارالاسلام مین بادا جزیہ مقیم ہو۔
۳۸۴	منصوص	جو بات قرآن یا حدیث مین مذکور ہو،
۳۸۵	غیر منصوص	جو بات قرآن یا حدیث مین مذکور نہ ہو
۳۸۶	تعزیری جُرم	وہ جرم جسکی سزا تعزیر کی صورت مین ہو،

(فصل دعوت دین)

شمار	لفظ	معنے
۳۸۷	انفرادی حیثیت	شخصی حیثیت
۳۸۸	اجتماعی حیثیت	مجلسی حیثیت
۳۸۹	داخلی	اندرونی
۳۹۰	خارجی	بیرونی
۳۹۱	حکمت	دانائی
۳۹۲	موعظۂ حسنہ	پسندیدہ نصیحت
۳۹۳	مجادلۂ حسنہ	پسندیدہ بحث
۳۹۴	انفرادًا ومجموعًا	علیحدہ علیحدہ اور مجموعی کیساتھ
۳۹۵	دعوتِ بالید	فعلی تبلیغ
۳۹۶	دعوتِ باللسان	قولی تبلیغ
۳۹۷	دعوتِ بالقلب	روحانی تبلیغ
۳۹۸	ائمۂ دعوت	شیوخ تبلیغ
۳۹۹	طرقِ صحیحہ	صحیح طریقے

(فصل ایجاب ذمیّت)

شمار	لفظ	معنے
۴۰۰	ایجابِ ذمیّت	ذمّی بنانا
۴۰۱	دارالاسلام	اسلامی ملک

(فصل اخذ جزیہ)

شمار	لفظ	معنے
۴۰۲	اخذِ جزیہ	جزیہ لینا
۴۰۳	عائل غریب	باکار مفلس

شمار	لفظ	معنے
۴۰۴	اہل کتاب	کتاب آسمانی والی قومین مثلاً یہودی و عیسائی
۴۰۵	مجوسی	تثنیۂ خالق کے قائلین
۴۰۶	بُت پرستان عجم	عجم کی بت پرست قومین
۴۰۷	بُت پرستان عرب	عرب کی بت پرست قومین
۴۰۸	مرتدین	اسلام سے پھر جانیوالے
۴۰۹	عائل غربا	بیکار مفلسین

(فصل اخذ عشر و خراج)

شمار	لفظ	معنے
۴۱۰	اخذ عُشر و خراج	عشر و خراج لینا
۴۱۱	عُشر	پیداوار کا لگان
۴۱۲	خراج	سالانہ لگان

(فصل نصب خلیفہ)

شمار	لفظ	معنے
۴۱۳	نصب خلیفہ	خلیفہ قائم کرنا
۴۱۴	تعین بالوصیۃ	اصل شخص کی وصیت سے خلافت کا متعین ہونا
۴۱۵	تعین بالشوریٰ	لوگون کے شورے سے خلافت کا متعین ہونا
۴۱۶	تعین بالغلبۃ	قوت سے خلافت کا مستحکم ہونا
۴۱۷	عزل خلیفہ	خلیفہ کو خلافت سے الگ کر دینا،
۴۱۸	نائبین و ولاۃ	قائم مقام اور حکام

(فصل نصب قضا) قضا قائم کرنا

شمار	لفظ	معنے
۴۱۹	قضا	ججی (عدالت)
۴۲۰	شعبۂ عدل	محکمۂ عدالت
۴۲۱	اجتہاد	ذاتی رائے قائم کرنا۔
۴۲۲	منصب	عہدہ
۴۲۳	فرائض منصبی	عہدہ کے فرائض
۴۲۴	منصب قضا	قضا کا عہدہ

(فصل نصب قوّۃ)

شمار	لفظ	معنے
۴۲۵	نصب قوّۃ	قوت قائم کرنا

(فصل تاسیس بیت المال)

شمار	لفظ	معنے
۴۲۶	تاسیس بیت المال	بیت المال قائم کرنا
۴۲۷	مہمات ضرورت	بڑی ضرورتین
۴۲۸	حقوقِ مستحقین	حقدارون کے حق

(فصل اعلاء کلمۃ اللہ)

شمار	لفظ	معنے
۴۲۹	اعلاءِ کلمۃ اللہ	دین کو بلند کرنا
۴۳۰	شعبہ	صیغہ

(فصل استحکام امن)

شمار	لفظ	معنے
۴۳۱	استحکام امن	مضبوطی امن
۴۳۲	استیصال	مٹا دینا

(فصل سعی ترقی عامّہ)

شمار	لفظ	معنے
۴۳۳	سعی ترقی عامّہ	ترقی عامّہ کی کوشش

(فصل اداءِ حقوق)

شمار	لفظ	معنے
۴۳۴	اداءِ حقوق	حق ادا کرنا

(فصل تقویت حق)

شمار	لفظ	معنے
۴۳۵	تقویت حق	حق کو مضبوط کرنا
۴۳۶	شہادت	گواہی
۴۳۷	عندالطلب	مانگنے یا بلانے کے وقت
۴۳۸	مقدمات حدود	فوجداری کے مقدمات
۴۳۹	حدّ قذف	وہ حد جو تہمت زنا لگانے کی سزا مین دیجائے۔

(فصل ایفاءِ شرائط حلت)

شمار	لفظ	معنے
۴۴۰	ایفاءِ شرائط حلّت	حلال ہونے کی شرطین پوری کرنا،

(فصل طلب علم)

شمار	لفظ	معنے
۴۴۱	طلب علم	علم ڈھونڈھنا
۴۴۲	تقلیدی	بلا دلیل
۴۴۳	تحقیقی	با دلیل
۴۴۴	وجوبِ عام	عام ضرورت
۴۴۵	وجوبِ خاص	خاص ضرورت
۴۴۶	وجوبِ عینی	عینی فرضیّت
۴۴۷	وجوب کفائی	کفائی فرضیّت

شمار	لفظ	معنے
۴۴۸	عطاءِ علم	علم دینا
۴۴۹	تعلیم و تعلّم	سیکھنا سکھانا
	(فصل رعایت جماعت)	
۴۵۰	رعایت جماعت	جماعت کا لحاظ
۴۵۱	عبادات	صیغۂ عبادت کے احکام و مسائل
۴۵۲	معاملات	صیغۂ معاشرت کے احکام و مسائل
۴۵۳	نظامِ ملکی	ملکی انتظام
	(فصل تعبّد و تبتّل)	
۴۵۴	تعبّد و تبتّل	عبادت گذاری و انقطاع از دنیا
۴۵۵	روحانی ترقی	ایمان و معرفت کی ترقی
۴۵۶	مادّی ترقی	دنیوی ساز و سامان کی ترقی
۴۵۷	قُویٰ و ملکات	قوتین اور مہارتین
۴۵۸	بدنی تعبّد	بدن سے عبادت کرنا
۴۵۹	ذہنی تعبّد	تصور سے عبادت کرنا
۴۶۰	مالی تعبّد	مال سے عبادت کرنا
۴۶۱	بدنی تبتّل	بدن سے انقطاع دنیا کرنا

شمار	لفظ	معنے
۴۶۲	ذہنی تبتّل	تصور سے انقطاع دنیا کرنا
۴۶۳	مالی تبتّل	مال سے انقطاع دنیا کرنا
	(فصل طلب عرفان)	
۴۶۴	طلب عرفان	معرفت الٰہی کی تلاش
۴۶۵	معارف دین	دین کے علوم و مسائل
	فصل دعوت دین	
۴۶۶	منتظم صوت	باقاعدہ شکل مین
۴۶۷	غیر منتظم صوت	بے قاعدہ شکل مین
	(فصل تکمیل اخلاق)	
۴۶۸	تکمیل اخلاق	اخلاق کو کامل بنانا
۴۶۹	اتّباع دین	دین کی پیروی
	(فصل نکاح)	
۴۷۰	پیروی سنّت	آنحضور صلعم کے افعال و اقوال کی پیروی،
۴۷۱	مہر	وہ رقم جو نکاح کا عوض مقرر کی جاتی ہے،

شمار	لفظ	معنے
۴۷۲	عدل	بیویوں مین برابر کا سلوک
۴۷۳	محرّمات	وہ عورتین جن سے ایک خاص شخص کا نکاح حرام ہو
۴۷۴	رضاعت	دودھ کا رشتہ
۴۷۵	کفاءت	برابری
۴۷۶	فسخ نکاح	نکاح رد کر دینا
(فصل عتاق)		
۴۷۷	عتاق	غلام کو آزاد کرنا
۴۷۸	روح مساوات واخوت،	برابری و برادری کا جذبہ۔
۴۷۹	ذی رحم محرم مملوک	قرابت مند غلام
۴۸۰	آزادی مملوک	غلام کی آزادی
۴۸۱	مختلف النوع	علیحدہ قسم کی
(فصل انفاق)		
۴۸۲	انفاق	خرچ کرنا،
۴۸۳	شعائر اسلام و ایمان	اسلام و ایمان کی مقررہ پہچانین

شمار	لفظ	معنے
(فصل وقف بوجہ اللہ)		
۴۸۴	وقف	شئے کو محفوظ رکھتے ہوئے اسکے منافع کو تصدق کر دینا
۴۸۵	منقولہ	وہ سامان و جائداد جو اِدھر سے اُدھر منتقل ہو سکے
۴۸۶	غیر منقولہ	وہ سامان و جائداد جو اِدھر سے اُدھر منتقل نہ ہو سکے۔
۴۸۷	واقف	وقف کرنے والا
۴۸۸	واقف کی ملک	وقف کرنیوالے کا حق
(فصل عملِ رفاہِ عام)		
۴۸۹	عملِ رفاہِ عام	عام بھلائی کا کام
(فصل عملِ رفاہِ اسلام)		
۴۹۰	عملِ رفاہِ اسلام	اسلام کی بھلائی کا کام
(فصل بیع وشرا)		
۴۹۱	بیع وشرا	بیچنا اور خریدنا
۴۹۲	مُباح	جائز

شمار	لفظ	معنے
۴۹۳	مُباح محض	وہ مُباح جو واجب یا مسنون یا مستحب نہ ہو
۴۹۴	رِبوا	سُود
۴۹۵	بیع بلا شرط	قطعی بیع
۴۹۶	بیع بالشّرط	شرط پر معلق بیع
۴۹۷	لازم	پختہ
۴۹۸	معلّق	موقوف
۴۹۹	بیع صحیح	درست بیع
۵۰۰	بیع فاسد	ناقص بیع
۵۰۱	بیع باطل	ناجائز بیع
۵۰۲	اقالہؔ	ردِّ بیع
	(فصل صرف)	
۵۰۳	متحد الجنس	ایک جنس کی
۵۰۴	مختلف الجنس	دو جنس کی
	(فصل کفالت)	
۵۰۵	کفالت	ضمانت

شمار	لفظ	معنے
۵۰۶	کفالت نفس	ذات کی ضمانت
۵۰۷	کفالت مال	مال کی ضمانت
۵۰۸	مکفولؔ بہ	جو کچھ ضمانت مین دیاجائے
	(فصل دعوی)	
۵۰۹	جنساً و قدراً	جنس اور مقدار کی رو سے
۵۱۰	مُدعی	دعوی کرنے والا
۵۱۱	مدعیٰ علیہ	جسپر دعوی کیا جائے
۵۱۲	بیّنہ	دلیل
۵۱۳	موجود فی الوقت	وقت پر موجود
	(فصل وکالت)	
۵۱۴	وکالتؔ	کسی معاملہ مین نیابت کرنا
۵۱۵	وکالت خصومت	بحث و حق طلبی کی وکالت
۵۱۶	وکالت ایفا و استیفا	لین دین کی وکالت
۵۱۷	موکّل	صاحب معاملہ
	(فصل اقرار)	
۵۱۸	اِقرار	مان لینا

شمار	لفظ	معنے
۵۱۹	ثبوت	دلیل
	(فصل صلح)	
۵۲۰	وکیل	کسی معاملہ میں صاحب معاملہ کا نائب
۵۲۱	فضولی	ایک غیر متعلق شخص جو کسی معاملہ میں دخل دے
۵۲۲	نافذ	جاری وقطعی
۵۲۳	غیر نافذ	غیر جاری وغیر قطعی
	(فصل مضاربت)	
۵۲۴	مضاربت	بعوض محنت تجارت کا شریک
۵۲۵	ربّ المال	مال کا مالک
	(فصل ودیعت)	
۵۲۶	ودیعت	امانت
۵۲۷	صاحب ودیعت	صاحب امانت
	(فصل طلاق)	
۵۲۸	طلاق	بیوی کو نکاح سے خارج کردینا
۵۲۹	نفوذ طلاق	طلاق واقع ہوجانا

شمار	لفظ	معنے
۵۳۰	ثباتِ عقل	ہوش وحواس کی حالت میں
	(فصل رضاع)	
۵۳۱	رضاع	رضاعت
۵۳۲	نسب	قرابت
۵۳۳	شرکت	شریک ہونا
	(فصل اجارہ)	
۵۳۴	اجارۃ	ٹھیکہ دینا
۵۳۵	صحّتِ اجارۃ	اجارۃ کا جواز
۵۳۶	مستاجِر	ٹھیکہ دینے والا
۵۳۷	مستاجُر	ٹھیکہ لینے والا
۵۳۸	اجرۃ	ٹھیکہ کا نفع
۵۳۹	اجارۂ صحیح	درست ٹھیکہ
۵۴۰	اجارۂ فاسد	مکروہ ٹھیکہ
۵۴۱	تراضیِ طرفین	طرفین کی رضامندی
۵۴۲	اجارۂ باطل	ناجائز ٹھیکہ
۵۴۳	ردِ اجارہ	اجارۃ توڑ دینا

شمار	لفظ	معنے
	(فصل تسلیم اکراہ)	
۵۴۴	اکراہ	جبر کرنا
۵۴۵	تسلیمِ اکراہ	جبر کو تسلیم کر لینا
۵۴۶	غیر مُباح	ناجائز
۵۴۷	ردِ اکراہ	جبر کو نہ ماننا
۵۴۸	کفر باللہ	خدا کا انکار
۵۴۹	سبِّ رسول اللہ	رسول اللہ صلعم کو گالی دینا
۵۵۰	مُکرَہ	جس پر جبر کیا جائے
۵۵۱	استقامت تام	کامل استقلال
۵۵۲	اشدّ کبائر	سب مین بڑا گناہ
۵۵۳	خاتمہ اکراہ	جبر دور ہو جانا
	(فصل حَجر)	
۵۵۴	حَجر	حفاظت کی غرض سے کسی کا حق رُوک لینا
۵۵۵	مانعِ مطلق	ہر طرح مانع
۵۵۶	حقِ تصرّف	دخل کا حق

شمار	لفظ	معنے
۵۵۷	مقیّد موانع	خاص صورتون مین مانع
	(فصل شفعہ)	
۵۵۸	شفعہ	شرکت یا پڑوس کے حق سے مشتری کی خریدی ہوئی جائداد سے مِلک قائم کرنا،
۵۵۹	حق شفعہ	شفعہ کا حق
۵۶۰	شفیع	حق شفعہ رکھنے والا
۵۶۱	بگواہی مطالبہ حق	گواہی کیساتھ حق کا مطالبہ
	(فصل قسمت)	
۵۶۲	قسمت	بانٹنا
۵۶۳	محکمہ شرعیّہ	شرعی احکام کا جاری کرنیوالا محکمہ
۵۶۴	قاسم	بانٹنے والا
	(فصل مزارعت)	
۵۶۵	مزارعت	بٹائی پر کھیتی کرانا،
۵۶۶	حاصل	پیداوار
	(فصل احیاء موات)	

شمار	لفظ	معنے
۵۶۷	ارض موات	ناکارہ زمین
۵۶۸	احیا ارض موات	ناکارہ زمین کو باکار بنانا
	(فصل صید)	
۵۶۹	صید	شکار کھیلنا
۵۷۰	مُحرِم	اِحرامی
۵۷۱	احرام	زمانۂ حج کی وہ حالت جسمین چند باتون کی حرمت لازم کرلی جائے۔
	(فصل وصیت)	
۵۷۲	وصیت	بطریق احسان کوئی چیز کسی کی ملک مین اسطرح دیدینا کہ ملک کا نفاذ دینے والے کے مرنے کے بعد ہو،
	(فصل ہبۃ)	
۵۷۳	ہبۃ	غیر کو چیز کا بلاعوض مالک بنا دینا
۵۷۴	مشترک شئے	جس چیز مین چند آدمیون کے حصے ہون،
۵۷۵	ردّ ہبۃ	ہبہ توڑ ڈالنا،
۵۷۶	موہوب	ہبہ کی ہوئی چیز
۵۷۷	موہوب لہ	جسکو ہبہ کیا گیا ہو
۵۷۸	واہب	ہبہ کرنے والا
	(فصل عاریت)	
۵۷۹	عاریت	غیر کو ایک چیز کے نفع کا بلاعوض مالک بنانا،
۵۸۰	صاحب عاریت	مانگے دینے والا
	(فصل قرض)	
۵۸۱	قرض	قرض دینا
۵۸۲	واجب الادا	جسکا ادا کرنا ہر حال مین ضروری ہے
۵۸۳	قرض عامّہ	معمولی قرض
۵۸۴	قرض حسنہ	وہ قرض جسکا ادا کرنا ہر حال مین ضروری نہین ہے،

شمار	لفظ	معنے
	(فصل رہن)	
۵۸۵	رہن	کسی چیز کو کسی حق سے روک لینا۔
۵۸۶	مرتہن	رہن لینے والا
۵۸۷	راہن	رہن رکھنے والا
۵۸۸	مرہون	جو چیز رہن رکھی گئی ہو
	(فصل حوالہ)	
۵۸۹	حوالہ	اپنے ذمہ سے قرض دوسرے کے ذمہ منتقل کرنا،
۵۹۰	محیل	قرض منتقل کرنیوالا
۵۹۱	محتال	جسکا قرض منتقل کیا جائے
	(فصل غصب)	
۵۹۲	غصب	باقیمت وباحرمت مال کو بغیر اذن مالک قبضہ کرلینا
۵۹۳	مغصوب	غصب کی ہوئی چیز
۵۹۴	غاصب	غصب کرنے والا
	فصل عقد باطل	
۵۹۵	عقدِ باطل	غلط معاملہ
۵۹۶	بالاکراہ	جبراً
۵۹۷	واجب الفسخ	جسکا توڑ دینا ضروری ہو
	(فصل بغاوۃ)	
۵۹۸	بغاوۃ	امام سے سرکشی
۵۹۹	متفرق	الگ الگ
	(فصل ذنوب)	
۶۰۰	صغیرۃ	چھوٹا گناہ
۶۰۱	کبیرہ	بڑا گناہ
۶۰۲	قابل مواخذہ	گرفت کے قابل
۶۰۳	ارتکاب	کرنا
۶۰۴	باستثناء شرک	شرک کو چھوڑ کر
۶۰۵	امکان معافی	معافی کی گنجائش
	(ضمیمہ)	
۶۰۶	ماکولات	کھانے کی چیزیں

شمار	لفظ	معنے	
۶۰۷	مشروبات	پینے کی چیزین	
۶۰۸	ملبوسات	پہننے کی چیزین	
۶۰۹	مستعملات	استعمال کی چیزین	
۶۱۰	منکوحات	نکاحی عورتین	

"الحقائق"

(العقائد) میں حضرت مولانا آزاد سبحانی نے اسلامی عقائد کے دریا کو جس طرح کوزہ میں بند کیا ہے
اور جس خوبصورتی و سلیقۂ خاص سے مسائل مہمہ کو جمع فرمایا ہے اسکی نظیر اردو علم ادب کی دنیا میں
نہیں ملتی۔ کتاب سامنے ہے "عیان را چہ بیان"

بالکل اسی انداز اور اسی پیرایہ پر حضرت موصوف کی دوسری کتاب "الحقایق"
زیر تصنیف ہے جس میں حضرت نے تصوف و معارف کے ایک سو مسائل دقیقہ کو
نہایت جامعیت و قابلیت خاص سے بیان کیے ہیں کہ شاید و باید۔ مختصر یہ ہے کہ
اس زبردست علم کے اہم مسائل کا سمجھنا جس قدر مشکل اور دشوار ہے اسی قدر عالم اسلامی
کے لیے ضروری و لابدی ہے۔ اس ضرورت کو حضرت مولانا نے محسوس فرما کر الحقایق کو
احاطۂ تحریر میں لانا شروع کر دیا ہے۔ اور سچ تو یہ ہے کہ پتھر کو پانی کر کے بہا دیا ہے۔ کتاب کی
خوبی کے لیے مولانا کا قلم کافی ضمانت ہے۔ (العقائد) کی طرح الحقایق کی خصوصیات یہ ہونگی کہ:

(۱) علم تصوف و عرفان میں اپنے طرز خاص کی الحقایق پہلی کتاب ہوگی جسکی نظیر دوسری
مشرقی زبانوں میں مشکل سے مل سکتی ہے (۲) الحقایق سلیس و عام فہم زبان میں ہے (۳)
الحقایق درسی کتاب کی حیثیت رکھتی ہے اور یہی حیثیت پیش نظر رکھکر لکھی گئی ہے (۴)
العقائد سے زیادہ اسکی محاسن معنوی کے ساتھ ساتھ محاسن صوری یعنی خوبی کتابت اور
نفاست طبع کا بھی پورا اہتمام ملحوظ رکھا گیا ہے (۵) الحقایق ہر اردو خوان مسلمان کے لیے کارآمد بلکہ
ضروری کتاب ہے (۶) سلسلہ علیم دار التصنیف کی یہ دوسری کتاب ہے جو دو نصاب تعلیم میں ایک نئی روح
پھونکیگی (۷) الحقایق کی اور بہت سی خوبیاں وہ ہونگی جو صرف دیکھنے اور سمجھنے سے تعلق رکھتی ہیں (۸)
الحقایق کی فروخت کے مرکزی مقامات (۱) مکتبۂ تنعیم خانہ سرہند شریف پنجاب (۲) علیم دار التصنیف کانپور
(۳) دائرہ ادبیہ لکھنؤ ہیں۔ دوسرے مقامات میں بھی فروخت کی امید ہے (۹) الحقایق کی ضخامت العقائد
سے کم اور قیمت بھی حتی الامکان اس سے بہت کم رکھی جائیگی **المعلن** خاکسار عبد الغفور ناظم شعبۂ الکتابت

(مدرسہ تنعیم خانہ سرہند پنجاب (مہتمم مکتبۂ تنعیم خانہ سرہند)

الاسلامُ والمسلمُون

عالم اسلام کی حالت اس صدی مین جس درجہ کو پہونچ گئی ہے وہ دیدہ بینا اور گوش شنوا سے مخفی نہین ہے طوفانِ حوادث اور امواج تغافل نے اسکے سفینۂ حیات کو خدا جانے کہان سے کہان پہونچا دیا ہے۔ عام بےحسی اور غفلت کی یہ حالت ہے کہ ایک مسلمان کو اپنے دوسرے بھائی کی خبر نہین فقدان تعلیم اور کمی ذوق نے انتہائی ذلت و خواری کے مراتب طے کرا دیے ہین۔ اس ہندستان مین کثرت سے ایسے مقامات ہین جہان کے مسلمان بھائی اپنے ارکان مذہبی تک سے جاہل و بےخبر ہین اس دردناک منظر سے متاثر ہو کر ہمت کی گئی ہے کہ حضرت مولانا آزاد سبحانی کی ادارت و اہتمام خاص سے ایک رسالہ نکالا جاے جسکا نام "الاسلام و المسلمون" ہوگا۔ اور جو انشاء اللہ بہت جلد کانپور کے افق سے آفتاب بنکر چمکیگا

الاسلام و المسلمون کی اہمیت اُس کے نام ہی سے ظاہر ہے۔ یہ رسالہ خدا نے چاہا تو سوتی ہوئی قوم کو جگائیگا۔ ہمارا لوہ دستیون کو بیدار کریگا۔ اور بتائیگا کہ اُٹھو دیکھو تم کہان سے کہان آ پہونچے ہو۔ اسلامی دنیا کے مذہبی حالات سے واقف کریگا۔ اور وہ طریقے بتائیگا جن سے یہ ذوق ناگوار دور ہو سکتی ہے (الاسلام و المسلمون) خالص مذہبی رسالہ ہوگا۔ اور صرف اسلامیہ مذاہب سے بحث کریگا۔ اسکا انداز بحث اور طرز تعلیم سب سے جداگانہ اور خاص ہوگا۔

الاسلام و المسلمون۔ اپنے طرز کا اردو مین پہلا پرچہ ہوگا۔ اور جو کچھ مقاصد و مطالب پیش نظر رکھکر اس کا اجرا ہونے والا ہے وہ اس قدر اہم اور ضروری ہین کہ جن کی جانب توجہ کے لیے وقف ہو جانے کی ضرورت عرصے سے محسوس کی جا رہی تھی۔

الاسلام و المسلمون، کی لکھائی چھپائی، کاغذ وغیرہ نہایت عمدہ اور اعلیٰ ہوگا۔ مضامین کی خوبی وندرت کے لیے مولانا کا نام ہی کافی ہے۔

الاسلام و المسلمون کی اشاعت مین جہان اور سب خوبیان ہونگی وہان پابندی وقت کا بھی حد درجہ خیال رکھا جائیگا۔ اور یہ بےوقت شائع ہو کر کبھی ناظرین کو بددل نہ کریگا۔

قیمت سالانہ اس قدر مناسب و موزون ہوگی کہ ہر اسلامی شخص خرید سکے مفصل اشتہار بہت جلد شائع ہو جائے گا۔

المعلن

محمد احسن اللہ احسن (دہلی) مہتمم حلیم دار التصنیف کانپور